سہ ماہی

اردو دنیا

اپریل، مئی، جون ۱۹۹۸

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

محکمۂ تعلیم، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

قومی اردو کونسل کے دفتر میں گرانٹ ان ایڈ (اردو) کی میٹنگ کا ایک منظر: پروفیسر جگن ناتھ آزاد، ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ، جناب انوار رضوی، جناب عبدالکریم شاہ تندور (کیمرے کی طرف پشت) پروفیسر حامدی کاشمیری، جناب ٹی۔ آر۔ پرشاد اور جناب ایس۔ آر۔ ڈوگرا۔

عالمی کتاب میلہ 7-14 فروری 98 قومی اردو کونسل کے بک اسٹال کا ایک منظر: تصویر میں جناب جی۔ ڈی۔ چند پروفیسر گوپی چند نارنگ اور جناب دیدناتھ رجک ٹکنیکل اسسٹنٹ قومی اردو کونسل۔

اردو دنیا

اس شمارے میں

☆ ہماری بات 3-4
☆ قومی اردو کونسل کی سرگرمیاں 5-6
☆ قومی اردو کونسل کے نئے منصوبے 7-8
☆ اردو ہندوستان کی چھٹی بڑی زبان 9-13
☆ 1991 کی مردم شماری کی روشنی میں ہندی، اردو آبادی . 14-15
☆ ریاستی اردو اکادمیوں کی سالانہ کانفرنس سرینگر (کشمیر) 16
☆ تھیم پیپر - پروگرام 17-18
☆ تیرہویں عالمی کتاب میلے میں عام کتابیں 19-20
☆ عالمی کتاب میلہ اور بچوں کا ادب 21-22
☆ قومی کونسل کے اسٹال پر کتابوں کی فروخت 23
☆ شمع فروزاں - اردو اداروں کی سرگرمیاں 25-31
☆ کتابت مرکزوں کی کمپیوٹر کاری 32
☆ مرکزی مدرسہ بورڈ اور علاقائی مدرسہ بورڈ 33
☆ دہلی کے اردو میڈیم اسکول اور اردو کونسل کے نئے رابطے 34-35
☆ فن خطاطی اور گرافکس میں ڈپلومہ کورس 36-37
☆ 1991ء کی مردم شماری کے تحت اردو کی حیثیت 38-42
☆ معاصر اخبارات سے 43-62
☆ اعتراف، اعزاز، اکرام، استقبالیہ 63-66
☆ وفیات 67-69
☆ الیکٹرانک میڈیا اور اردو 70-73
☆ فروغ اطلاعاتی ٹکنولوجی 74-76
☆ کمپیوٹر ٹیکنولوجی کی چند اہم اصطلاحات 77-78
☆ **تعارفی تبصرے** : 79-86
درس بلاغت، سر سید احمد خاں، فرہنگ آصفیہ، دلچسپ کہانیاں
کلیات سراج، اتر پردیش کے لوک گیت، قدیم لکھنؤ کی آخری بہار
☆ **اجمالی تبصرے** : 87-91
جامع انگریزی اردو لغت
☆ **تفصیلی تبصرے** : 92-100
اردو انسائیکلوپیڈیا، جامع انگریزی اردو لغت
☆ بلاسپور میں اردو 101-103
☆ **اقتباس**: اردو انسائیکلوپیڈیا، فسانۂ آزاد 104-123
ہندوستان کا شاندار ماضی، دیس دیس کی کہانیاں
مولانا روم کی کہانیاں، بچوں کی نظمیں
☆ اردو تدریس - پھر زباں اپنی 124-125
☆ اردو سب سنسار 126-130
☆ بزم خیال 131-134

جامع
انگریزی۔اردو لغت
حصہ اوّل تا پنجم
شائع ہوگئی
مدیر اعلی
کلیم الدین احمد

- ☆ محققین، مترجمین، دفتری اہل کاروں، اساتذہ، قانون دانوں، اہل علم و قلم، صحافیوں، طلبہ اور عام لوگوں کی روزمرہ ضروریات کے لیے یکساں افادیت کی حامل یہ انگریزی/اردو لغت ڈھائی لاکھ سے زائد الفاظ واصطلاحات و معانی کا احاطہ کرتی ہے۔
- ☆ یہ لغت دنیا کے کسی بھی موضوع پر انگریزی الفاظ کے اردو مترادفات فراہم کرنے میں آپ کی مدد کرے گی۔
- ☆ تمام مروّج علوم وفنون سے متعلق انگریزی/اردو الفاظ واصطلاحات کا ایک جامع ذخیرہ۔
- ☆ مترادفات، محاورات اور تشریحات سے مزین اپنی نوعیت کی پہلی مستند، وقیع اور ضخیم لغت جو ویبسٹر کو بنیاد بنا کر تیار کی گئی ہے۔
- ☆ اردو زبان میں نئے سائنسی تصورات اور نئی علمی جہتوں کے اضافے کے ساتھ۔
- ☆ اکیسویں صدی کے علمی تقاضوں سے ہم آہنگ ....
- ☆ دو سو سے زائد سائنسی و سماجی علوم وفنون پر محیط ....
- ☆ امریکی/برطانوی انگریزی کے الفاظ کی صراحت کے ساتھ ....
- ☆ قومی اردو کونسل کا ایک یادگار کارنامہ ....ایک تاریخی دستاویز

بڑا سائز ۹×۵ء۱۱۔ عمدہ کاغذ، بہترین طباعت .... کمپیوٹر شدہ کتابت

مضبوط و مطلا جلد .... صفحات: حصہ اول (۱۲۱۷، قیمت ۳۰۰)، حصہ دوم (۱۰۶۲، قیمت ۶۰۰)، حصہ سوم (۱۰۹۱، قیمت ۶۰۰)، حصہ چہارم (۸۶۶، قیمت ۶۰۰)

براہِ راست طلب فرمائیں یا کسی کتب فروش سے رابطہ کیجیے۔

قومی کونسل۔ صدر دفتر : ویسٹ بلاک۔۱، ونگ۔6، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔006 110

حیدر آباد شاخ : گرین ہاؤس، دوسری منزل، نام پلی اسٹیشن روڈ، حیدر آباد۔500002

ہماری بات

ہندوستان میں اردو زبان کی ترویج اور اردو میڈیم کے استحکام کے لیے آج سے ۲۵ برس پہلے جو ایجنڈا گجرال کمیٹی نے پیش کیا وہ نہ صرف آج بھی بامعنی (Relevant) ہے بلکہ ۲۱ویں صدی کے ہندوستان میں معمولی ترمیم و اضافے کے ساتھ یہ رپورٹ اردو پر موشن کے لیے نئی سمتوں کی نشاندہی کرنے کا واحد ڈاکومنٹ ہے۔ اردو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے تشخص کی زبان ہے۔ حالیہ مردم شماری رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ساڑھے چار کروڑ لوگوں نے اردو کو اپنی مادری زبان لکھوایا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ زبان ہندوستان میں ایک بڑی اکثریت کی مادری زبان ہے۔ اور اس کی اسی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے آٹھویں شڈیول میں جگہ دی گئی اور تعلیم و تدریس کے میڈیم کے طور پر قبول کی گئی۔

ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ پرائمری اور ثانوی درجات تک کی تعلیم اگر مادری زبان میں ہو تو تعلیم کا عمل زیادہ موثر ہو جاتا ہے۔ اس پس منظر میں قومی اردو کونسل نے اردو کی ترقی اور متعلقہ مسائل کو نئی نظر سے دیکھا ہے اور فروغ اردو کے اقدامات میں نئی معنویت بھر دی ہے۔ اس متنوع لسانی پس منظر والے ملک میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو کی ترویج ملک کے مجموعی لسانی منظر نامے میں ہو۔ اس ملک میں ۷۰٪ فی صد طالب علم ملکی میڈیا سے تعلیم حاصل کرتے ہیں جیسے تامل، تلگو، پنجابی، بنگالی، ہندی اور اردو اور ۳۰٪ فی صد ایسے لوگ ہیں جو انگریزی میڈیم سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ گزشتہ ۵۰ برسوں میں یہ فکر پروان چڑھی کہ انگریزی میڈیم اور اعلیٰ معیار لازم و ملزوم ہیں اور دوسرے ملکی میڈیا سے دوسرے اور تیسرے درجے کے طلبا پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ۲۱ویں صدی کے ہندوستان میں ۷۰٪ فی صد طالب علم ایسے ہوں گے جو عام نظر میں دوسرے اور تیسرے درجے کے طالب علم ہوں گے اور ملک کے مرکزی دھارے کے نظام تعلیم اور ابھرتے ہوئے ٹیکنولوجیکل چیلنج کا سامنا نہیں کر پائیں گے یہ ایک سنگین صورت حال ہوگی جس کا سامنا ملک کے منصوبہ سازوں کو کرنا پڑے گا۔

قومی اردو کونسل نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ انگریزی تعلیم ہندوستانی زبانوں میں تعلیم دینے کے نظام سے آگے نکل گئی۔ کونسل اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ کسی بھی میڈیم کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ آیا اسے جدید Educational Technological Inputs مہیا ہیں یا نہیں۔ کونسل یہ سمجھتی ہے کہ یہ Inputs چونکہ ملکی زبانوں کے تعلیمی میڈیا میں مفقود ہیں اس لیے یہ کمزور پڑے ہیں۔ یہ Inputs اس طرح کے ہیں جن میں معیاری نصابی کتابیں، معاون علمی مواد، اساتذہ کی تربیت، Audio Visual امداد، کمپیوٹر اور کمپیوٹر ماحول وغیرہ۔ ملکی زبانوں کے میڈیم اور اردو میڈیم کے استحکام کے لیے ان بنیادی ضرورتوں کو مہیا کرنا ہوگا۔

کونسل نے این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کی ان سبھی کتابوں کا ترجمہ کروایا ہے جو پہلی جماعت سے بارہویں جماعت تک اس ادارے نے انگریزی میں بنوائی ہیں لیکن اب اس روش سے ہٹ کر نصابی کتب پر ہم نئے انداز سے سوچ رہے ہیں۔ ٹرانسلیشن سے ان کتابوں کی Difficulty Level بڑھ گئی تھی اور پھر

مختلف ریاستوں میں ان کتابوں کو اپنے یہاں نصاب میں شامل کرتے ہوئے ان میں مقامی رنگ لانے کی کوشش کی گئی یعنی ایک اور Difficulty Level کی بڑھوتری۔ ان ترجمہ شدہ کتابوں کی غیر مانوس اصطلاحات نے اردو میڈیم طالب علموں کی مشکل میں اور اضافہ کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ بورڈ امتحانات میں اردو میڈیم طالب علموں کی کارکردگی اس لیے بہت اچھی نہیں رہتی ہے کہ اوّل تو نصابی کتابوں میں غیر مانوس اصطلاحات ہیں، زبان کے کلاسکی عناصر پر زور اور پھر معاون تعلیمی مواد کا فقدان۔ ابھی میں نے دلی کے سکینڈری اسکولوں کے پرنسپلوں کی ایک میٹنگ بلوائی تھی۔ غور و فکر کے بعد معلوم ہوا کہ اردو اساتذہ اردو اصطلاحوں کی جگہ اپنے طور پر انگریزی یا دیگر مانوس اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ Terminology کے مسئلہ پر نئے انداز سے سوچا جائے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اردو ارتقاء کی کہانی ترقی یافتہ زبانوں کی طرف دیکھنے کی داستان ہے۔ اردو کا بیشتر لفظی سرمایہ عربی اور فارسی سے مستعار ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ زبانیں ایک مخصوص زمانی مکانی نقطہ پر اردو سے ترقی یافتہ تھیں۔ اب صورتِ حال بدل گئی ہے عربی اور فارسی زبان نے بھی اصطلاحات کے سلسلے میں ایک نیا رویہ اپنایا ہے۔ انگریزی کی بہت سی اصطلاحات فارسی اور عربی زبان میں ایسے در آئی ہیں کہ زبان کا جز بن گئی ہیں، تلفظ کی معمولی تبدیلیوں کے ساتھ۔ اردو کو شاید یہ نیا رویہ اپنانے کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اردو کا دائرہ ملک کی سرحدوں سے باہر نکل گیا ہے اور اردو بولنے والوں نے دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں اپنے وجود کو منوایا ہے۔ ان سے مربوط ہندوستان کی کلچرل پالیسی اور ساتھ ہی Initiatives میں شامل ہونا چاہیے۔

۱۹۸۶ء کے پروگرام آف ایکشن میں کہا گیا تھا کہ اردو میڈیم طلبا کو کتابیں وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ درسی کتابوں کی تقسیم کاری کا مسئلہ آج بھی گمبھیر ہے۔ اس ڈاکومنٹ میں کہا گیا تھا کہ قومی اردو کونسل این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کی طرح نصابی اور معاون نصابی کتابیں تیار کرے۔ اس لیے قومی اردو کونسل نے درسی کتابوں اور معاون تعلیمی مواد کو نئی زبان دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ کونسل نے نصابی کتب کا اکیڈمک آڈٹ شروع کر دیا ہے تاکہ معیار کے اعتبار سے یہ درسی و نصابی کتابیں قومی سطح پر مرتب شدہ نصاب کے عین مطابق ہوں اور مواد قومی مقاصد کے پیش نظر ہو۔

اردو میڈیم اساتذہ کی ٹریننگ کا معاملہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں کونسل ایک مراسلاتی کورس شروع کر رہی ہے تاکہ اس میڈیم سے نکلے ہوئے بچے ثانوی درجات کے بعد جب مرکزی دھارے کے نظام تعلیم میں آئیں تو نہ صرف کھپ جائیں بلکہ چمک اٹھیں۔ ہندی اور انگریزی مضامین کو اس نظام میں بنیادی اہمیت حاصل رہے گی۔

قومی اردو کونسل کو حال ہی میں ایک نوڈل ایجنسی کا درجہ دیا گیا ہے اس طرح آزادی کے بعد شاید پہلی بار ایک اعلیٰ اختیاری Apex ادارہ وجود میں آگیا اور یہ ادارہ اقلیتی زبان اور تعلیم کے فروغ کے لیے باوقار ادارہ بننے کی کوشش میں ہے۔ قومی کونسل نہ صرف پالیسی سازی میں حکومت کو Inputs مہیا کرتی ہے بلکہ حکومت ہند کی اردو ترویج کی جو بھی پالیسی ہے یا ہو گی اس کو عمل میں لانے کی ذمہ داری بھی ادارے پر ہے۔

قومی اردو کونسل اپنی ذمہ داریوں سے واقف ہے مگر اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ہونے کے لیے اسے تمام رضاکار اداروں اور مخلص افراد کی مثبت حمایت کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ

قومی کونسل برائے فروغ اردو کی سرگرمیاں

12/ فروری کو تاریخ اور پولیٹیکل سائنس پینل کی میٹنگ قومی اردو کونسل کے دفتر میں منعقد ہوئی میٹنگ کی صدارت کے فرائض پروفیسر محمد امین نے ادا کیے پروفیسر اے۔ ایچ بلگرامی، پروفیسر مظفر عالم، پروفیسر ابرد ہاگو، پروفیسر اسحاق احمد خاں، پروفیسر تسنیم احمد ارکان پینل کی حیثیت سے شریک تھے۔ قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ کنوینر تھے۔ جناب ایس۔ اے۔ ایس۔ رضوی بھی میٹنگ میں شریک تھے۔ قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر نے آزاد قومی اردو یونیورسٹی کے قیام کے تناظر میں معیاری اردو نصابی کتابوں کی تیاری اور فراہمی پر روشنی ڈالی اور کہا کہ تمام موضوعات پر کونسل کتابیں شائع کرے گی۔

کمیٹی کا خیال تھا کہ نصابی کتابوں کے ساتھ ساتھ معاون اکاڈمک مواد چاہے طبع زاد یا ترجمہ کی صورت میں فراہم کیا جائے۔ علاوہ ازیں جو کتابیں مبدا (Source) کتب کی حیثیت رکھتی ہیں انہیں بھی فوراً شائع کیا جائے۔

کمیٹی نے قومی اردو کونسل کی مطبوعہ کتابوں پر بھی نظر ڈالی اور تاریخ کی 4 کتابوں کو فوراً شائع کرنے پر زور دیا۔ یہ بھی تجویز رکھی گئی کہ تاریخ کی ان کتابوں کی ایک مکمل Bibliography تیار کی جائے جو نول کشور کے کتب خانے میں موجود ہیں اور ان میں سے منتخب کتابوں کو شائع کیا جائے۔

شرکا کمیٹی کی رائے تھی کہ برطانوی راج میں صوبائی تاریخیں لکھی گئی تھیں اور ان سے مواد لے کر سرکاری گزیٹیر تیار کئے گئے تھے اس سلسلے میں ایک پراجیکٹ ترتیب دیا جائے جو قابل قدر مواد کا انتخاب کرے اور اسے شائع کیا جائے۔ کمیٹی نے سفارش کی کہ تزک جہانگیری، تزک بابری، تزک اکبری اور اکبر نامہ کا ترجمہ کرلیا جائے اور اسے اردو میں شائع کیا جائے اس سلسلے میں نامور مصنفین کو ضروری امدادی مواد مثلاً کتابیں وغیرہ بھی فراہم کرلیا جائے اور اس کے لئے معقول اعزازیہ مقرر کیا جائے۔

23/ فروری کو عربی فارسی زبانوں کے فروغ کے لئے مالی معاونت کمیٹی کی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں مدرسے کے تعلیمی نظام کو برقرار رکھتے ہوئے ابتدائی تعلیمی نصاب کی تدریس اور مدرسہ تعلیم کو عصری آگہی سے ہم آہنگ کرنے کے علاوہ مدرسے کے طلباء کو روزگار کے نئے مواقع کی فراہمی اور مدرسوں میں کمپیوٹر تربیت کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ اس کمیٹی کے شرکا میں جناب سید حامد، پروفیسر نعیم حنفی، پروفیسر ریاض الرحمن شیروانی، پروفیسر محمد ہاشم، پروفیسر اے رحیم، جناب نعیم الدین، ڈاکٹر قمر الدین، پروفیسر اعجاز الدین احمد، پروفیسر این۔ ایس۔ گورکر، پروفیسر گنگادھر پانڈے، جناب سمئے سنگھ، جناب بی۔ آر۔ پرشاد شامل تھے۔

قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر جناب حمید اللہ بھٹ نے کہا کہ ابھی تک حکومت ہند کی مالی معاونت کی اسکیم سے شمالی، مشرقی اور جنوبی ریاستوں نے فائدہ اٹھایا ہے البتہ شمالی ہند کے مدارس نے اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ جناب سید حامد نے مدرسہ ایجوکیشن کو مربوط اور منظم کرنے کی ضرورت پر زور دیا انہوں نے کہا مرکزی اور علاقائی سطح پر مدرسہ بورڈ کے قیام کی ضرورت ہے تاکہ مدارس کو ان بورڈوں سے ملحق کیا جاسکے۔ اور جب تک بورڈ قائم نہ ہو NCPUL قومی نوڈل ایجنسی کی حیثیت سے کام کرے۔ قومی اردو کونسل کے نائب صدر ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے کہا کہ اس ضمن میں مدارس کی رضامندی کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔ شرکائے مجلس اس پر متفق تھے کہ بنیادی مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ جنرل سائنس، سماجی تعلیم اور ریاضیات کی تعلیم بھی مدرسوں میں دی جانی چاہئے۔ اس پر بھی زور دیا گیا کہ مدرسوں کے اساتذہ کی تربیت کے لئے بھی قومی اردو کونسل کو چاہئے کہ وہ مدد دے۔

میٹنگ میں یہ بھی کہا گیا کہ Association of Universities سے رابطہ کیا جائے تاکہ وہ مدرسہ کی اسناد کو ڈپلومہ اور ڈگری کے مساوی کرنے کے اقدامات کریں۔

26/ فروری کو کونسل کے دفتر میں ملک کے مختلف حصوں کے 30 کتابت مرکزوں کی میٹنگ منعقد ہوئی۔ اس میں کتابت مرکزوں کے منتظمین کے علاوہ انسٹرکٹر حضرات نے بھی شرکت کی۔ علاوہ ازیں کمپیوٹر کاری کا تجربہ رکھنے والے ماہرین بھی مدعو تھے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو پروفیسر ابوالکلام قاسمی کے علاوہ رانچی یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو پروفیسر انور سجاد نے کتابت مرکزوں کی کمپیوٹر کاری کی اہمیت پر زور دیا۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے بتایا کہ ایسے سوفٹ ویئر تیار ہو چکے ہیں جن سے 72 زبانوں میں کام ہو سکتا ہے۔ پروفیسر حامد حسن ڈائرکٹر کمپیوٹر سینٹر جامعہ ملیہ نے کمپیوٹر کاری کی اہمیت اور دیگر متعلقہ نکات پر روشنی ڈالی۔

شرکاء جلسہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر محمد حمید اللہ بھٹ نے کتابت اور خاص طور پر خطاطی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح پہلے سرکنڈے کے قلم سے لکھا جاتا تھا پھر پنسل اور فاؤنٹین پین سے لکھنے کا سلسلہ جاری ہوا اگر ایجادات کو

قلم کا حصہ بنادیا گیا۔ اب جب کہ دنیا سکڑ کر چھوٹی ہو گئی ہے، اطلاعات کا دھماکہ معاشرے میں انقلاب کا سبب بن گیا ہے۔ لیاقت اور اعلیٰ معیار کی کارکردگی کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کتابت کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کو بھی اردو میں فروغ دیا جائے۔ خطاطی کو برقرار رکھنے اور فروغ دینے کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا مگر اس کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کاری وقت کا تقاضہ بن گئی ہے لہٰذا قومی اردو کونسل نے طے کیا ہے کہ کتابت مرکزوں میں کمپیوٹر سے بھی کتابت کا آغاز کیا جائے۔ ڈاکٹر بھٹ نے مرکزوں کو جدید ڈھنگ سے آراستہ کرنے، انسٹرکٹروں اور کتابت سیکھنے والے طلبا کے وظیفے میں اضافہ اور اس کے ساتھ ساتھ کام کے معیار میں بہتری لانے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

انھوں نے کہا کہ کتابت سکھانے کا اہم مقصد روزگار مہیا کرانا ہے۔ کمپیوٹر آنے کے بعد کتابت کی اہمیت کم ہوئی ہے ایسی صورت میں اگر کتابت سکھانے کے بعد کمپیوٹر کی بھی تربیت دی جائے تو روزگار کے زیادہ مواقع مہیا ہوں گے اردو کے ساتھ انگریزی اور ہندی کی بھی واقفیت ہو گی ان کی مارکیٹ ویلیو بڑھے گی۔ انھوں نے اس نکتہ پر خصوصی زور دیا کہ اگر اسکولوں کا سروے کر کے اچھے طلبا کا انتخاب کیا جائے اور جو آگے تعلیم حاصل کرنے کی اہلیت یا مالی وسائل نہیں رکھتے مگر باصلاحیت طالب علم ہیں انھیں کمپیوٹر شدہ کتابت مرکزوں میں داخلہ دیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مدرسوں سے فارغ طلبا یا مر اسلاتی نصاب سے تعلیم یافتہ لڑکوں کو بھی لیاقت کی بنیاد پر کمپیوٹر شدہ کتابت مرکزوں میں داخلہ دیا جائے۔ مگر اس کے لیے مرکزوں کا Infra Structure بدلنا ضروری ہے۔ پروفیسر انور سجاد جو رانچی میں مرکز ادب و سائنس کے بھی روح رواں ہیں بتایا کہ انفورمیشن ٹکنالوجی کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے۔ ضروری ہے کہ اردو میں نہ صرف کمپیوٹر کاری بلکہ جدید انداز کی طرز تعلیم کے حصول کے لیے مہم چلائیں اور اس کام میں رضاکارانہ جوش کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کسی دو پیکیج مثلاً اکاؤنٹنگ (حساب کھاتہ داری اور DTP) سیکھ لیں تو -/2500 سے -/10,000 روپے مہینے تک کی آمدنی ممکن ہے۔ اس لیے کتابت کے ساتھ کمپیوٹر کو منسلک کرنا ضروری ہے۔

پروفیسر نثار احمد فاروقی نے کہا کہ وہ 1983 سے امروہہ میں دو کتابت مرکز چلا رہے ہیں مگر پہلے کبھی ترقی اردو بیورو میں اس قدر جوش و ہوش کے ساتھ کام کا جذبہ نظر نہیں آیا۔ انھوں نے کہا کہ کتابت سنٹر سے کمپیوٹر کو مربوط کرنا ضروری ہے۔

قومی اردو کونسل کے نائب صدر ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے میٹنگ کی صدارت کی۔

3 مارچ 98 کو اردو اکادمیوں کی رابطہ کمیٹی کی میٹنگ قومی اردو کونسل کے دفتر میں منعقد ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل ارکان شامل ہوئے۔ جناب کشمیری لال ذاکر (چیرمین) پروفیسر عبدالغفار شکیل (ممبر) پروفیسر آفاق احمد (ممبر) جناب مخمور سعیدی (ممبر) جناب رضوان احمد (ممبر) محترمہ شمیمہ رضوی (ممبر) ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ (کنوینر)۔

میٹنگ میں پچھلی گزشتہ سالانہ کانفرنس کی سفارشات پر عمل آوری کی صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔ مندرجہ ذیل امور پر خصوصی توجہ دی گئی۔ قومی اردو کونسل ریاستی اردو اکادمیوں اور رضاکار اداروں کے تعاون سے اردو تعلیم کو فروغ دینے کے اقدامات کرے، اس کے لئے اردو نصاب اور اردو میڈیم سے تمام علمی مضامین کی تدریس کے لئے نصابی کتابوں کے معیار کو بہتر بنایا جائے مولانا آزاد قومی اردو یونیورسٹی کے لئے نصابی کتابوں کی فراہمی کے لئے بھی کوشش ضروری ہے۔ اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ اردو اکادمیاں اپنے ایگزیکیٹو کی میٹنگ میں قومی اردو کونسل کے نمائندوں کو مدعو کریں۔

قومی اردو کونسل اردو اکادمیوں سے سکریٹری، چیئرمین، صدر وغیرہ کی تقرری کو ایک معینہ مدت تک مستقل رکھنے کے سلسلے میں اقدام کرے اور اس تعلق سے متعلقہ حکام سے بات کرے۔

جو اکادمیاں تدریسی درجات چلاتی ہیں ان کے لیکچروں کو قومی اردو کونسل اعزازیہ دینے پر غور کرے۔

قومی تعلیمی پالیسی کے مطابق قومی معیار تعلیم تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ مدارس اپنے پرانے تعلیمی نصاب کو برقرار رکھتے ہوئے جدید عصری علوم کی تعلیم کی طرف توجہ کریں۔ مدارس میں جدید علوم کی اردو میڈیم سے تعلیم کی ضرورت ہے۔ اس کاز میں اکادمیوں سے بھی تعاون ملنا چاہیے۔

گزشتہ 50 برسوں میں اردو کے فروغ کے لئے جو اقدامات ہوئے ہیں ان کو یکجا اور مستحکم کرنے کے حلئے مختلف پراجیکٹ کے تحت قومی اردو کونسل ریاستی اکادمیوں کو مالی تعاون فراہم کرے گی۔

کمپیوٹر کے ذریعہ کتابت کے لئے نصاب کی تیاری کا کام شروع ہو چکا ہے۔ کتابت مراکز کے کاتبوں کے خیالات سے پروگرام کی ترتیب میں کافی مدد ملی۔

- **قومی اردو کونسل نے مالی سال 98-97 میں 20 لاکھ کتابیں فروخت کیں۔**
- **98-97 مالی سال میں 49 کتابیں شائع ہوئیں۔ اس کے بعد اپریل 98 سے تادم تحریر 17 کتابیں شائع ہوئی ہیں۔**
- **قومی اردو کونسل کی سرگرمیوں کی مزید روداد آٹھ صفحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔**

قومی اردو کونسل کے نئے منصوبے

مردم شماری کی تازہ رپورٹ کی روشنی میں

1991 کی مطبوعہ مردم شماری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ہندوستانی آئین کے آٹھویں شیڈیول میں درج 18 زبانوں میں اردو مادری زبان والوں کی تعداد چار کروڑ چونتیس لاکھ چھ ہزار نو سو تیس ہے اس میں جموں کشمیر کی آبادی شامل نہیں ہے۔ اس طرح اردو چھٹے نمبر پر ہے۔ علاوہ ازیں اردو واحد ہندوستانی زبان ہے جسے مادری زبان کے طور پر استعمال کرنے والے ملک کی 13 ریاستوں (اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں) میں آباد ہیں۔ مذکورہ رپورٹ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اردو ملک گیر سطح پر واحد ہندوستان گیر زبان ہے جسے قومی سطح پر اقلیتی زبان کہا جاسکتا ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، محکمہ تعلیم وزارت ترقی انسانی وسائل حکومت ہند نے آئندہ برسوں میں فروغ اردو کے لئے جامع منصوبہ بنایا ہے اس سلسلے میں ملک بھر کے اردو دوستوں ادیبوں اور دانشوروں کو غور وفکر کی دعوت دی گئی اور اردو کی ہمہ جہت ترقی کے لئے مختلف پہلوؤں پر غور کیا گیا۔ حکومت ہند نے حال ہی میں قومی اردو کونسل کو اردو کے معاملے میں نوڈل ایجنسی قرار دیا ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، تمام علوم اور مضامین پر کتابوں کی تیاری، ترجمہ، تصنیف و تالیف اور اشاعت کے ساتھ ساتھ حوالہ جاتی ادب، لغات، انسائیکلوپیڈیا اور فرہنگیں شائع کرتی رہی ہے اب اس نے اردو تعلیم خاص طور پر اردو میڈیم اسکولوں، اردو میڈیم کے طلبا اور اساتذہ کی بہتری اور تربیت کے لئے منصوبہ بنایا ہے۔ علاوہ ازیں درسی کتابوں کی بروقت فراہمی، اردو کتابوں میں ترجمہ اور تصنیف کے معیاروں میں بہتری، اردو میڈیم کے طلبا کے لئے کوچنگ کی سہولتوں کی فراہمی کے لئے اقدامات کررہی ہے۔

اردو طلبا کو عصری علوم اور پیشہ ورانہ تعلیم کی فراہمی کے لئے مناسب ماحول سازگار کرنے اور درسی کتابوں کی بروقت فراہمی کے لئے مناسب تقسیم کاری کا انتظام بھی کیا جارہا ہے اردو میڈیم کے جن طلبا کو کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں وہ قومی اردو کونسل سے رابطہ کرسکتے ہیں۔ تعلیمی مواد میں بہتری لانے کے لئے قومی اردو کونسل نے باضابطہ پینل مقرر کیا ہے اس میں این سی ای آر ٹی کے ڈائرکٹر بھی شامل ہیں۔ کتابت مرکزوں کو جو قومی اردو کونسل کے جزوی مالی تعاون سے رضاکار ادارے چلاتے ہیں قومی اردو کونسل کمپیوٹر اور اساتذہ کے اخراجات کا ایک بڑا حصہ فراہم کررہی ہے بشرطیکہ 25 سے 50 فیصد تک کے اخراجات رضاکار ادارے خود برداشت کریں۔ خطاطی کو آرائشی مصنوعات کی حیثیت سے عالمی منڈی میں مناسب مقام دلا کر خطاطی کے فن کے تحفظ اور عصر جدید میں اس کی معنویت اور روزگار کے ایک بہتر وسیلہ کے طور پر خطاط حضرات کو عمدہ فنکار کا مقام دلانے کے لئے عملی اقدامات کئے جارہے ہیں۔ اردو اخبارات کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے یو این آئی کی اردو سروس سے استفادہ کرنے والے اخبارات کو اس مد میں اخراجات کا نصف قومی اردو کونسل ادا کررہی ہے۔

ملک کے مختلف اداروں، اردو کے شعبوں، اردو اکاڈمیوں اور ایسے افراد کو جو اردو کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے اور باہمی تعاون سے اردو کے فروغ کے لئے بھی کونسل اقدامات کررہی ہے۔

قومی اردو کونسل برائے فروغ اردو زبان کی کاروائیوں کی رپورٹیں قومی اردو کونسل کے ترجمان اردو دنیا میں شائع ہوتی ہیں علاوہ ازیں اخبارات میں بھی شائع کی جاتی ہیں۔ تاہم زیادہ تر اردو والوں کو معلوم نہیں کہ اردو کے تعلق سے مختلف سرکاری اقدامات کے پس پشت قومی اردو کونسل کا بھی دخل ہوتا ہے۔ قومی اردو کونسل نے ہی آزاد قومی اردو یونیورسٹی کا خاکہ وغیرہ تیار کیا تھا اور اس کے ایکٹ کی منظوری کا منصوبہ بھی اس ادارے نے بنایا۔

1991 کی مردم شماری میں اردو کے تعلق سے جو حقائق سامنے آئے ہیں وہ ہرگز مایوس کن نہیں ہیں قومی اردو کونسل آئینی تقاضوں کے مطابق اردو مادری زبان والوں کی ترقی کے لئے منصوبہ بند طور پر پیش رفت کررہی ہے۔

☆☆☆

جی۔ ڈی۔ چندن

اردو ہندوستان کی چھٹی بڑی زبان

1991ء کی مردم شماری کا تجزیہ

1991ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں اردو کو مادری زبان کی حیثیت سے استعمال کرنے والوں کی تعداد چار کروڑ چھ نتیس لاکھ چھ ہزار نو سو بتیس ہے۔ یہ رپورٹ، جو ہر دس برس کے بعد تیار ہوتی ہے اور اپنے موضوع پر مستند حیثیت رکھتی ہے، ملک کی آبادی کے بارے میں تازہ ترین دستاویز ہے۔ تجزیے سے مزید معلوم ہوا ہے کہ اردو زبان بدستور ملک گیر کردار کی حامل ہے۔

اس تجزیے کا عنوان ہے CENSUS OF INDIA 1991, Series I, Paper I of 1997, Language, India & States (Table C-7)۔

(1991ء کی مردم شماری کا سلسلہ نمبر 1 کا قرطاس نمبر 1-1997 بابت ہندوستان وریاستیں (جدول سی۔ 7)

ہندوستان کے محکمہ مردم شماری کے رجسٹرار جنرل اور کمشنر کی طرف سے یہ حال ہی میں شائع ہوا ہے اور اس کی بدولت ملک کے آئین میں مندرج اور غیر مندرج زبانوں کی صورت حال عیاں ہوئی ہے۔

آئین کے آٹھویں شیڈول کے تحت ان زبانوں کی تعداد ابتداء میں 15 تھی لیکن 1992ء میں آئین کی 71ویں ترمیم کے تحت کونکنی، منی پوری اور نیپالی کے اضافے سے ان کی مجموعی تعداد 18 ہو گئی۔ اردو ان تمام کے گوشوارے میں ہندی، بنگالی، تلگو، مراٹھی اور تامل کے بعد چھٹے نمبر پر ہے اور پورے ملک میں اردو آبادی کا تناسب 5.13 فیصد ہے۔ 1971ء کی مردم شماری میں اس کا مقام چھٹا ہی تھا گو (اردو بولنے والوں 2,86,20,895 کی تعداد کی بنا پر) فیصد تناسب 5.22 تھا لیکن 1981ء کی مردم شماری میں اسے پانچواں مقام اور (3,49,41,435 کی اردو گو تعداد کی بنا پر) 5.11 فیصد کا تناسب حاصل تھا۔

اس قرطاس کی ترتیب و تدوین کا کام خاصی وقت طلبی اور دیدہ ریزی کا ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے مردم شماری کے صدر دفتر کے 32 معاون افسروں نے (1991 تا 1997 چھے سال تک) ملک بھر کے اعداد و شمار کی جانچ پڑتال کی۔

معاملے کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ آئین میں مندرج 18 زبانوں کے علاوہ لوگوں نے جو اپنی مختلف مادری زبانیں لکھوائیں ان کی تعداد 10,400 ہوئی۔ ان زبانوں کو منطقی انداز سے ذیلی زبانوں کے تحت ترتیب دیا گیا۔ چنانچہ 1576 ایسی زبانیں ملیں جنہیں "مادری زبان" کے تحت رکھا گیا۔ ان کی پھر منطقی تقسیم کی گئی۔ اس سے 114 زبانوں اور 216 مادری زبانوں کی فہرستیں مرتب ہوئیں۔ ان نکھری ہوئی فہرستوں کا ہر زبان کی خصلت کے اعتبار سے آئین میں درج 18 زبانوں سے رشتہ اخذ کیا گیا۔

حاصل شدہ فہرستوں کو ان کی نوعیت کی بناء پر حسب

ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا گیا:

(الف) آئین کے آٹھویں شیڈول میں مندرج 18 زبانوں میں شامل زبانیں۔

(ب) آٹھویں شیڈول میں غیر مندرج زبانیں۔ ان کی تعداد 96 ہوئی۔ اس کے ساتھ "دیگر زبانوں" کا میزان بھی شامل کیا گیا۔ اسی میں وہ تمام دیگر اور مادری زبانیں شامل ہیں جن میں سے ہر ایک کے بولنے والوں کی پورے ملک میں تعداد دس ہزار سے کم تھی یا دستیاب لسانی اطلاعات کی بنا پر قابل شناخت نہ تھیں۔

سارے نتائج سے معلوم ہوا کہ ملک کی کل آبادی میں 96.29 فیصد لوگ کوئی نہ کوئی ایسی مادری زبان بولتے ہیں جو آئین میں مندرج ہے اور باقی 3.71 فیصد لوگ "دیگر" زبانوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

پورے ملک کی سطح پر جن مادری زبانوں کا اندراج دس ہزار یا اس سے زیادہ لوگوں نے کیا ان کی مجموعی تعداد 216 تھی۔ ان میں سے 85 مادری زبانیں مندرج زبانوں کے حصہ الف میں اور 131 مادری زبانیں غیر مندرج زبانوں کے حصہ ب میں شامل ہوئیں۔ جس مادری زبان کا اندراج دس ہزار سے کم لوگوں نے کیا اور جس کی زمرہ بندی کسی خاص زبان کے تحت کی گئی اسے اس زبان کے تحت "دیگر" زبانوں کے ذیلی زمرے میں شامل کیا گیا۔

اردو زبان کے تحت بھی ذیلی زبانیں بولنے والوں کو شامل کیا گیا۔ ایسے لوگوں کی تعداد 47,954 بتائی گئی ہے۔ اسے منہا کرنے کے بعد ملک کی کل 83,65,83,988 آبادی میں اردو بولنے والوں کی خالص تعداد 4,33,56,978 درج کی گئی ہے۔ پورے قرطاس میں فارسی زبان کا کوئی ذکر نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورے ملک میں ایک فرد بھی ایسا نہیں جس کی مادری زبان فارسی ہو۔ البتہ عربی زبان بولنے والے موجود ہیں اور ان کی تعداد 21,975 تھی۔ ملک کے کل 31 میں سے 26 ریاستوں اور یونین علاقوں میں مقیم ان 21,975 لوگوں میں 12,169 مرد اور 9,806 خواتین تھیں۔ ان لوگوں کی سب سے زیادہ تعداد 4,626 اتر پردیش میں اور اس سے کم بہار میں 3,907، کرناٹک میں 2,875، مہاراشٹر میں 2,301، مدھیہ پردیش میں 1,858، مغربی بنگال میں 1,713، اور تامل ناڈو میں 1,056 تھی۔ باقی سب علاقوں میں ایک ایک ہزار سے کم تھی۔

قرطاس میں مادری زبان کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:۔

"وہ زبان جو کسی فرد کے بچپن میں اس کی ماں اس سے بولتی ہے اور اگر شیر خواری ہی میں اس کی ماں مر چکی ہو تو وہ زبان جو اس فرد کے بچپن میں اس کے گھر میں عام طور پر بولی جاتی ہے۔"

قرطاس میں بتایا گیا ہے کہ اعداد و شمار جمع کرنے والے عملے کو صراحت سے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے متعلقہ رجسٹروں میں ہر شخص کی وہی زبان درج کریں جو وہ شخص خود بتائے اور کوئی سرکاری اہل کار زبان کے خانے میں اپنی طرف سے کوئی اندراج نہ کرے اور نہ ہی بتائی گئی زبان کو مذہب سے جوڑنے کی کوئی کوشش کرے۔ مزید اسے یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ بتانے والے سے کوئی حجت یا بحث کرے۔

درجہ بندی میں پانچ زبانیں اردو سے اوپر ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی ملک گیر حیثیت حاصل نہیں ہے۔ البتہ ہندی کی جس کے بولنے والوں کی مجموعی تعداد 33,72,72,114 ہے، حیثیت باقی چار زبانوں سے مختلف ہے۔

قرطاس مظہر ہے کہ ہندی کو ریاستوں اور یونین علاقوں کی تعداد آٹھ

ہے اور ان میں بہار، اترپردیش، مدھیہ پردیش، راجستھان، ہریانہ، ہماچل پردیش، دہلی اور چنڈی گڑھ شامل ہیں۔

قرطاس کے مطابق اردو گو ریاستوں کی تعداد تیرہ ہے جن کے دو زمرے ہیں۔

ایک وہ جہاں دس لاکھ سے زیادہ اردو بولنے والے ہیں اور دوسرا وہ جہاں ان کی تعداد ایک لاکھ اور دس لاکھ کے درمیان ہے۔ پہلے زمرے میں اترپردیش، بہار، آندھرا پردیش، مہاراشٹر، تامل ناڈو، مغربی بنگال، کرناٹک اور مدھیہ پردیش اور دوسرے زمرے میں گجرات، ہریانہ، دہلی، اڑیسہ اور راجستھان شامل ہیں۔

ان تیرہ ریاستوں کی اردو گو آبادی پورے ملک کی اردو بولنے والی آبادی کا 99.2 فیصد ہے۔ حالات کی خرابی کی وجہ سے 1991ء میں جموں و کشمیر میں مردم شماری نہ ہو سکی تھی لہٰذا اس کے اعداد قرطاس میں شامل نہیں ہیں۔

قرطاس کے جائزے سے مزید پتہ چلتا ہے کہ پورے ملک میں اردو گو مردوں کی تعداد 2,26,33,528 اور اردو گو خواتین کی تعداد 2,07,73,404 تھی۔ گویا اردو گو خواتین کی تعداد مردوں کی تعداد سے تقریباً 20 لاکھ کم تھی۔ اس کمی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پورے ملک میں عورتوں کی آبادی مردوں سے کم ہے۔

مذکورہ تیرہ ریاستوں کے بارے میں مزید معلوم ہوا کہ آئین میں مندرج 18 زبانوں کے ضمن میں ان کی ہر دس ہزار کی آبادی میں آندھرا پردیش میں 836، اروناچل میں 16، آسام میں 02، بہار میں 979، گوا میں 342، گجرات میں 133، ہریانہ میں 159، ہماچل پردیش میں 16، کرناٹک میں 996، کیرالا میں 04، مدھیہ پردیش میں 185، مہاراشٹر میں 727، منی پور میں 01، میگھالیہ میں 16، میزورم میں 05، ناگالینڈ میں 11، اڑیسہ میں 159، پنجاب میں 07، راجستھان میں 217، سکم میں 42، تامل ناڈو میں 186، تریپورہ میں 01، اترپردیش میں 898، مغربی بنگال میں 217، دہلی میں 545، چنڈی گڑھ میں 71، انڈمان و نکوبار میں 53، دادر نگر حویلی میں 14، دمن اور دیو میں 08، لکش دیپ میں 07، اور پانڈیچری میں 76 لوگ اردو بولتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اردو ایک ملک گیر زبان ہے لیکن مادری زبان کے طور پر اسے بولنے والوں کی مختلف ریاستوں کی عددی کیفیت نیرنگیوں سے بھری ہوئی ہے۔ مثلاً ان لوگوں کی سب سے زیادہ تعداد 1,24,92,927 اترپردیش میں ہے لیکن فی دس ہزار آبادی میں سب سے زیادہ اردو بولنے والے 996 کرناٹک میں ہیں۔ اس پیمانے میں دوسرے نمبر پر بہار ہے اور اترپردیش کا نمبر تیسرا ہے۔

دہلی کی، جسے اردو کی جنم بھومی ہونے کا مرتبہ حاصل ہے، مجموعی آبادی 94,20,644 میں اردو بولنے والوں کی تعداد صرف 5,12,990 ہے جو اس آبادی کا تقریباً 18 واں حصہ ہے۔ اردو گو آبادی کے اعتبار سے یہ ملک کی تمام ریاستوں میں 11 ویں نمبر پر ہے۔ اور راجستھان اور گجرات سے بھی نیچے ہے۔ مزید یہاں کی فی دس ہزار آبادی میں اردو بولنے والوں کی تعداد (545) ہندی تو ہندی (8164) پنجابی بولنے والوں (794) سے بھی کم ہے۔ ریاست پنجاب کی مجموعی تقریباً دو کروڑ کی آبادی میں اردو بولنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی کم ہے اور یہ صرف 13,416 ہے۔ یہ ریاست بھی ملک کی تقسیم سے قبل اردو زبان اور ادب کا نامی گہوارہ تھی۔ اس کے مقابلے میں اس کی پڑوسی ریاست ہریانہ میں اردو گو آبادی کا مجموعی عدد 2,61,820 ہے۔

ریاست وار ان اعداد کے کوائف نیچے جدول نمبر 1 اور نمبر 2 میں پیش کیے جا رہے ہیں:-

جدول 1

ملک کی ریاستوں اور یونین علاقوں میں اردو گو آبادی (تدریجی اعتبار سے)

	کل تعداد	مرد	عورتیں
ہندوستان	4,34,06,932	2,26,33,528	2,07,73,404
ریاستیں			
(1) اتر پردیش	1,24,92,927	65,85,327	59,07,600
(2) بہار	85,42,463	44,28,567	41,13,896
(3) مہاراشٹر	57,34,468	30,04,407	27,30,061
(4) آندھرا پردیش	55,60,154	28,36,179	27,23,975
(5) کرناٹک	44,80,038	22,93,424	21,86,614
(6) مغربی بنگال	14,55,649	8,14,628	6,41,021
(7) مدھیہ پردیش	12,27,672	6,36,114	5,91,558
(8) تامل ناڈو	10,36,660	5,25,499	5,11,161
(9) راجستھان	9,53,497	4,92,466	4,61,031
(10) گجرات	5,47,737	2,83,619	2,64,118
(11) دہلی (ی۔ع)	5,12,990	2,81,333	2,31,657
(12) اڑیسہ	5,02,102	2,57,339	2,44,763
(13) ہریانہ	2,61,820	1,39,636	1,22,184
(14) گوا	39,944	20,997	18,947
(15) پنجاب	13,416	8,062	5,354
(16) کیرالا	12,625	6,340	6,285
(17) ہماچل پردیش	8,252	4,766	3,486
(18) پانڈیچری	6,170	3,112	3,058
(19) چنڈی گڑھ (ی۔ع)	4,570	2,799	1,771
(20) آسام	3,935	2,423	1,512
(21) میگھالیہ	2,863	1,916	947
(22) سکم	1,703	1,244	459
(23) انڈمان و نکوبار (ی۔ع)	1,492	805	687
(24) ناگالینڈ	1,381	878	503
(25) ارونا چل پردیش	1370	885	485

(26) میزورم	349	318	31
(27) دادرا و نگر حویلی (ی۔ ع)	198	120	78
(28) منی پور	193	148	45
(29) تری پورا	173	109	64
(30) دمن و دیو (ی۔ ع)	84	46	38
(31) لکش دیپ (ی۔ ع)	37	22	15

جدول 2

آئین میں مندرج زبانوں کی تدریجی قوت

زبان	مادری زبان بتانے والوں کی تعداد	کل آبادی میں فیصد تناسب
1-ہندی	33,72,72,114	39.85
2-بنگالی	6,95,95,738	8.2
3-تیلگو	6,60,17,615	7.80
4-مراٹھی	6,24,81,681	7.38
5-تامل	5,30,06,368	6.26
6-اردو	4,34,06,932	5.13
7-گجراتی	4,06,73,814	4.81
8-کنڑ	3,27,53,676	3.87
9-ملیالم	3,03,77,176	3.59
10-اڑیہ	2,80,61,313	3.32
11-پنجابی	2,33,78,744	2.76
12-آسامی	1,30,79,696	1.55
13-سندھی	21,22,848	0.25
14-نیپالی	20,76,645	0.25
15-کونکنی	17,60,607	0.21
16-منی پوری	12,70,216	0.15
17-کشمیری	خرابی حالات کی وجہ سے وہاں مردم شماری نہ ہوئی۔	
18-سنسکرت	49,736	0.01

1991 کی مردم شماری کی روشنی میں ہندی اور اردو آبادی

نمبر	ریاست	ہندی			اردو		
		کل تعداد	مرد	عورت	کل تعداد	مرد	عورت
1	آندھرا پردیش	18,41,290	9,60,685	8,80,605	55,60,154	28,36,179	27,23,975
2	اروناچل پردیش	63,196	43,735	19,461	1,370	885	485
3	آسام	10,35,474	5,92,468	4,43,006	3,935	2,423	1,512
4	بہار	6,98,45,979	3,66,91,191	3,31,54,788	85,42,463	44,28,567	41,13,896
5	گوا	37,073	22,178	14,895	39,944	20,997	18,947
6	گجرات	12,15 825	7,03,335	5,12,490	5,47,737	2,83,619	2,64,118
7	ہریانہ	1,49,8[illegible]	80,46,275	69,36,134	2,61,820	1,39,636	1,22,184
8	ہماچل پردیش	45,9[illegible]	23 12,293	22,83,322	8,252	4,766	3,486
9	کرناٹک	8,85 251	4,72,769	4,12,482	44,80,038	22,93,424	21,86,614
10	کیرلا	21,751	14,085	07,666	12,625	6,340	6,285
11	مدھیہ پردیش	5,66,19,090	2,94,19,611	2,71,99,479	12,27,672	6,36,114	5,91,558
12	مہاراشٹر	61,68,941	34,39 504	27,29,437	57,34,468	30,04,407	27,30,061
13	منی پور	24,061	17,718	6,343	193	148	45
14	میگھالیہ	38,930	25,777	13,153	2,863	1,916	947
15	میزورم	8,837	7,788	1,049	349	318	31
16	ناگالینڈ	40,589	29,927	10,662	1,381	878	503
17	اڑیسہ	7,59,016	3,95,989	3,63,027	5,02,102	2,57,339	2,44,763
18	پنجاب	14,78,993	8,47,865	6,31,128	13,416	8,062	5,354

نمبر	ریاست	ہندی			اردو		
		کل تعداد	مرد	عورت	کل تعداد	مرد	عورت
19	راجستھان	3,94,10,968	2,06,83,614	1,87,27,354	9,53,497	4,92,466	4,61,031
20	سکم	19,868	12,736	7,132	1,703	1,244	459
21	تامل ناڈو	1,59,948	87,691	72,257	10,36,660	5,25,499	5,11,161
22	تری پورہ	45,803	27,574	18,229	173	109	64
23	اتر پردیش	12,53,48,492	6,67,61,621	5,85,86,871	1,24,92,927	65,85,327	59,07,600
24	مغربی بنگال	44,79,170	26,02,268	18,76,902	14,55,649	8,14,628	6,41,021
25	انڈمان نکوبار	49,469	27,186	22,283	1,492	805	687
26	چنڈی گڑھ	3,92,054	2,24,722	1,67,332	4,570	2,799	1,771
27	دادرو نگر حویلی	6,992	4,729	2,263	198	120	78
28	دامن ودیو	3,645	2,514	1,131	84	46	38
29	دہلی	76,90,631	42,32,327	34,58,304	5,12,990	2,81,333	2,31,657
30	لکشدیپ	217	204	13	37	22	15
31	پانڈیچیری	2,537	1,544	993	6,170	3,112	3,058

سہ ماہی فکر و تحقیق نئی دہلی

جولائی، اگست، ستمبر 98

مندرجہ ذیل مقالہ نگاروں کی نگارشات شامل اشاعت ہیں

☆ پروفیسر محمد حسن ☆ ڈاکٹر تنویر احمد علوی ☆ پروفیسر محمد انصار اللہ
☆ پروفیسر مغنی تبسم ☆ ڈاکٹر کمال احمد صدیقی ☆ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ
☆ جناب مظہر امام ☆ ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ ☆ جناب عبدالودود خان
☆ ڈاکٹر مظہر مہدی ☆ ڈاکٹر جمیل اختر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

محکمہ تعلیم وزارت ترقی انسانی وسائل حکومت ہند ویسٹ بلاک ۸، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔۱۱۰۰۶۶

فون نمبر: 6103381, 6103938 فیکس نمبر : 6108159

ریاستی اردو اکادمیوں کی سالانہ کانفرنس

ریاستی اردو اکادمیوں کی سالانہ کانفرنس منعقدہ 14/ نومبر 97 بہ مقام چنڈی گڑھ کے بعد دوسری کانفرنس 22-23 جون کو سری نگر (کشمیر) میں منعقد ہو رہی ہے۔

اس سلسلے میں تمام اکادمیوں کے ذمہ داروں کو خطوط ارسال کیے جا چکے ہیں۔

کانفرنس کی میزبانی کے فرائض قومی اردو کونسل کے تعاون سے جموں کشمیر اکادمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز انجام دے رہی ہے۔

اس موقع پر مذکورہ اکادمی ایک سیمینار بھی منعقد کر رہی ہے جس کا موضوع ہے **اردو کلچر کی تعمیر میں کشمیر کا حصہ۔**

اسے پانچ اجلاسوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس کے ذیلی عنوانات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- شعری سرمایہ میں کشمیریوں کا حصہ:
2- نثری ادب میں کشمیریوں کا حصہ
3- ریاست جموں و کشمیر کی وحدت میں اردو کا کردار:
4- قومی تہذیب نو میں اردو کی اہمیت۔
5- جنوبی ایشیائی اتحاد اور اردو زبان:

24/ جون کو 11 بجے۔ ایس۔ کے انٹر نیشنل کنونشن کمپلیکس میں وزیر اعلیٰ جو کہ اکاڈمی کے صدر بھی ہیں اس سہ روزہ قومی سیمینار کا افتتاح کریں گے۔ سیمینار میں مختلف موضوعات پر مقالات پڑھے جائیں گے۔

سیمینار میں سر بر آوردہ شعراء، دانشوروں اور قلمکاروں کی شرکت متوقع ہے جن میں چند ایک کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:۔

جناب علی سردار جعفری، شمس الرحمان فاروقی، پروفیسر شکیل الرحمان، پروفیسر گوپی چند نارنگ، پروفیسر فضیل جعفری، ڈاکٹر کمال احمد صدیقی، ڈاکٹر خلیق انجم، پروفیسر قدوائی، پروفیسر شمیم حنفی، محترمہ قرۃ العین حیدر، پروفیسر سیدہ سعیدین، ڈاکٹر اسلم پرویز، جناب کلدیپ نیر، جناب رلانند ساگر، جناب وید راہی، جناب صابر دت، پروفیسر حامدی کاشمیری، پروفیسر اکبر حیدری، جناب محمد یوسف ٹینگ، جناب حکیم منظور، جناب فاروق نازکی اور پروفیسر ظہور الدین۔

سیمینار کے دنوں میں دو نشستیں ہوا کریں گی۔ جن میں مقالات پر بحث و تمحیص اور تبادلہ خیالات ہوا کرے گا۔ 26/ جون 1998ء کو ایک کل ہند مشاعرے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے جس میں ریاست کے نمائندہ اردو شعراء کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے معروف شعراء حصہ لیں گے۔

"اردو کلچر کی تعمیر میں کشمیر کا حصہ"

تھیم پیپر

جرمن ماہرینِ آثاریات کے مطابق برِ صغیر میں جب انسانی سماج کا وجود ہوا تو پہلی انسانی آبادی آج کے سری نگر سے کچھ فاصلے پر برزہامہ میں وجود میں آئی۔ زمانۂ ماقبل تاریخ کے بارے میں تاریخ ساری جزویات تو فراہم نہیں کرتی، لیکن کچھ اہم باتیں آثار، تفصیل سے نہیں، اشاروں سے بتاتے ہیں۔ تاریخ کے اعتبار سے کشمیر کی اہمیت یہ ہے کہ برِ صغیر میں پہلی باقاعدہ تاریخ کلہن نے کشمیر میں لکھی۔ رسوم ترک ہونے کے باوجود، ملتوں کے مٹ جانے کے باوجود، جو کچھ ماضی میں بہترین ہوتا ہے، حال اور مستقبل میں باقی رہتا ہے۔

سنسکرت عہد میں شعریات پر سب سے اہم کام کشمیر میں ہوا۔ ابھینو گپت نے ہندوستانی جمالیات کا پہلا باب لکھا تھا۔ اسی طرح دنیا کی کہانیوں کی سب سے بڑی کتاب کتھا سرِیت ساگر سوم دیو نے کشمیر میں لکھی۔ کشمیندر بھی کشمیر میں پیدا ہوا تھا، اور اس کی ادبی تخلیقات آج بھی اہم سمجھی جاتی ہیں۔ فارسی عہد میں ملا محسن فانی، غنی کاشمیری اور ظفر خان احسن جیسے شاعر کشمیر میں ہوئے۔ ان کی روایت بیسویں صدی میں حیرت پاندانی اور فطرت کاشمیری تک جاری رہی۔

کشمیری تو کشمیریوں کی زبان ہے ہی۔ للہ عارفہ، نندریشی اور ارنی مال سے لے کر رحمٰن راہی تک بہت سے اہم شاعر ہوئے ہیں۔ ان میں رسول میر، محمود گامی، وہاب خار، حبہ خاتون، مہجور، عبدالاحد آزاد، احد زرگر، دینا ناتھ نادم، دینا ناتھ الست ایسے نام ہیں۔

کشمیری الاصل ادیبوں نے، جو وادی کے باہر رہے، ادب اور علوم میں بیش بہا اضافے کیے ہیں۔ ان میں سرفہرست علامہ اقبال اور پنڈت جواہر لال نہرو ہیں۔ رتن ناتھ سرشار، دیا شنکر نسیم، برج نراین چکبست، تیج بہادر سپرو، کرشن چندر، آنند نراین ملا اور پریم ناتھ بزاز وغیرہ اہم نام ہیں۔ مومن خاں مومن اور سعادت حسن منٹو بھی کشمیری الاصل تھے۔

خوشی محمد ناظر، عبدالاحد آزاد، شہزور کاشمیری، کمال الدین شیدا، محمد دین فوق، پریم ناتھ پردیسی، پریم ناتھ در، محمود ہاشمی (کاشمیری) بہت معروف نام ہیں۔ آج کے عہد میں بھی کشمیر کے ادیب اردو ادب کے منظرنامے میں بہت اہم کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ اہلِ کشمیر کے لیے یہ بڑی طمانیت کی بات ہے کارروانِ علم و عمل میں وہ ہراول دستے میں شامل رہے ہیں اور ماضی کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے حال میں پروان چڑھتے ہوئے اردو کلچر کو جلا بخش رہے ہیں۔

بیرونِ کشمیر کے دانشوروں نے بھی وادیٔ کشمیر میں رہ کر نمایاں علمی کام کیے۔ آزادی سے پہلے خلیفہ عبدالحکیم اور محمد دین تاثیر نے درس و تدریس کی اہم خدمات انجام دیں۔ آزادی کے بعد کچھ مدت کے لیے مشہور تاریخ داں ڈاکٹر کنور محمد اشرف کشمیر میں رہے اور کشمیر کی تاریخ کے ماخذوں پر کام کیا۔ اسی کام کو ازسرِ نو پروفیسر محب الحسن نے کیا اور عہدِ سلاطین کی تاریخ لکھی۔ جدید لسانیات کے پہلے اردو عالم، ڈاکٹر محی الدین قادری زور اور پروفیسر عبدالقادر سروری نہ صرف کشمیر آئے، بلکہ سرینگر ہی میں آسودۂ خاک ہیں۔ کمال احمد صدیقی آزادی کے فوراً بعد کشمیر آئے اور تین دہے رہے۔ جگن ناتھ آزاد بھی ایک لمبے عرصے کشمیر میں رہے ہیں۔ پروفیسر آل احمد سرور کچھ عرصہ تک کشمیر میں رہے۔ پروفیسر شکیل الرحمان نے زندگی کا بڑا حصہ کشمیر میں گزارا اور نہ صرف ادبی کارنامے انجام دیے بلکہ ایک پوری نسل کی تربیت بھی کی۔

اردو کی حیثیت ریاست کی تینوں کلچرل اکائیوں، جموں، وادیٔ کشمیر اور لداخ میں Unique ہے۔ جیسے ہی فارسی کا چلن سرکاری دفتروں میں ختم ہوا، اس کی جگہ رفتہ رفتہ اردو نے لے لی۔ تحریکِ آزادی میں اردو کا بہت اہم رول رہا۔ اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ "کشمیر چھوڑ دو" نعرہ اردو میں وضع ہوا، کیونکہ مخاطب ریاست کی تینوں کلچرل اکائیوں کے عوام تھے۔ آزادی کے بعد بھی اردو کی ضرورت باقی رہی، کیونکہ ریاست میں یہی بین العلاقائی زبان تھی۔ پہلے بھی اخبار اسی زبان میں نکلتے تھے، اور اب بھی اردو میں کثیر الاشاعت اخبار نکلتے ہیں۔

پچھلے پچاس برس میں نئی تہذیب وجود میں آئی ہے، قانون کی بالادستی اس کا ثبوت ہے۔ ہندوستان کے عام آدمی کا تشخص جمہوریت کی ایک علامت ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں جمہوریت کی ساری برکتیں حاصل ہیں، کیونکہ آبادی کا ایک بڑا حصہ آسودگی کی زندگی کی سطح تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ خواتین ابھی تک اپنے پورے حقوق حاصل نہیں کرسکی ہیں۔ یہ تو نہیں کہ آزادی سے پہلے لوگ گاؤں سے شہروں میں نہیں آتے تھے۔ لیکن اب صورتِ حال کئی وجوہ سے زیادہ پیچیدہ ہوگئی ہے۔ آبادی اس رفتار سے بڑھی ہے اور بڑھ رہی ہے کہ گاؤں کی زمین روزگار فراہم نہیں کرسکتی۔ دوسری اہم بات یہ ہے گاؤں سکڑتے جارہے ہیں اور شہر گاؤں نگلتے جارہے ہیں۔ کاروبار اور معیشت کچھ زیادہ ہی انسان پر حاوی ہوتے جارہے ہیں۔ کنبے پہلے مشترکہ ہوا کرتے تھے، بڑے بڑے گھر ہوتے تھے، چاہے وہ کچے ہی ہوں۔ اب Nuclear کنبے ہونے لگے ہیں۔ دوریاں اور ناوابستگیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ Senior Citizens' Homes اور Old Peoples' Homes وجود میں آنے لگے ہیں۔ جدوجہد جاری ہے اور کامیابی کے آثار بھی نظر آنے لگے ہیں۔ اس نئے کلچر کے تضادات کو اردو ادب نے خوب ابھارا اور اس نئی تہذیب اور اس نئے کلچر کی تعمیر میں ناہمواریوں کو Human Face دینے میں اردو زبان اور ادب نے اہم رول ادا کیا ہے۔

SAARC کی تنظیم کے قیام کے بعد ایسا لگتا ہے کہ برِصغیر میں اردو ایک مشترکہ لسانی کڑی کی حیثیت سے ابھر رہی ہے اور یہ ابھرتی ہوئی نئی تہذیب کا اہم جزو ہے اردو ادب، برِصغیر کے جس ملک میں بھی تخلیق ہورہا ہے، اس کی ایک قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اپنے عہد کے سماجی منظر کے ساتھ ساتھ، جو مختلف ہے، روایات کا پس منظر مشترک ہے۔ اور یہ قدرتی بھی ہے، کیونکہ ماضی میں ہماری تاریخ ایک ہے مستقبل کے خواب بھی مشترک ہیں اور آج کے درد مشترک سے ان کا رشتہ بھی گہرا ہے۔

عادل اسیر دہلوی

تیرہویں عالمی کتاب میلے میں عام کتابیں

دلّی میں 7 فروری سے 14 فروری 1998 تک چلنے والا عالمی کتاب میلہ اگرچہ تجارتی زاویۂ نظر سے کامیاب نہیں تھا۔ اس پر مستزادیہ کہ غیر ممالک سے ناشرین اور اشاعتی اداروں نے بھی کم تعداد میں حصہ لیا تھا۔ اس کے باوجود سینکڑوں ناشرین نے ہزاروں اشاعتی اداروں کی لاکھوں کتابیں میلے میں نمائش اور فروخت کے لیے رکھیں۔ اس بار عالمی کتاب میلے میں اردو زبان کے ناشرین کی تعداد سابقہ شرکاء کے مقابلے میں نصف سے بھی کم تھی۔ ہر دو سال کے وقفے سے دلّی میں منعقد ہونے والے اس عالمی کتاب میل میں پچھلی مرتبہ ساٹھ اردو ناشرین و کتب فروشوں نے حصّہ لیا تھا جب کہ اس بار صرف اٹھائیس اشاعتی اداروں نے حصّہ لیا ہے۔ یہ ایک تشویشناک صورت حال ہے۔ جس کا اثر آئندہ ہونے والے عالمی کتاب میلے پر بھی پڑ سکتا ہے۔ دراصل اس بار کافی عرصہ سے ملک میں سیاسی غیر یقینی صورت حال تھی جس کی وجہ سے بیشتر ناشرین کو عالمی کتاب میلے میں کاروباری فائدہ ہونے کی زیادہ امید نہیں تھی اس لیے بہت سارے اردو ناشرین میلے میں شرکت کے سوال پر تذبذب کا شکار تھے۔ عام طور پر میلے کے دوران بھی یہی دیکھا اور سنا گیا کہ لوگ کسی قسم کی خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا نہیں تھے۔

جہاں تک ہندی اور انگریزی ناشرین کا تعلق ہے تو یہ حضرات اس طرح کے کاروباری نقصان برداشت کرنے کی قوت و سکت رکھتے ہیں۔ البتہ اردو زبان کے عام ناشرین (سرکاری اداروں سے قطع نظر) بہت جلد گھبرا جاتے ہیں۔ جس کا احساس ہمیں ابھی چھ ماہ پہلے منعقدہ دلّی بک فیئر کے موقع پر ہوا تھا۔ جس میں اردو کے عام ناشرین بالکل شریک نہیں تھے۔ عدم شرکت کی وجہ چاہے کچھ بھی رہی ہو مگر اس سے اپنی زبان کے تئیں ایک بے تعلقی کا تاثر ضرور ملتا ہے۔ عالمی کتاب میلے میں اگرچہ اردو کے بعض نمائندہ سرکاری و غیر سرکاری ادارے موجود تھے اس کے باوجود بعض اچھے ناشرین نے شرکت نہیں کی تھی۔ بہر حال پھر بھی ہزاروں کی تعداد میں مختلف موضوعات پر اردو کتابیں تھیں جن میں اکثریت ادبیات اور مذہبی کتابوں کی تھی، سائنسی موضوعات اور بچوں کے ادب کے ساتھ ساتھ مختلف علوم پر مبنی تکنیکی کتابیں بھی کچھ تعداد میں دستیاب تھیں۔ لیکن انگریزی اور ہندی کی کتابوں کے موضوعات میں بہت کثرت اور طباعت کے معیار میں بڑا فرق تھا۔ ہندی اور انگریزی میں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر موضوع پر کتاب آپ کو باآسانی مل جائے گی۔ مثلاً مذہب، ادب، معاشیات، سماجیات، اقتصادیات، نفسیات، جغرافیہ، تاریخ، سائنس،

موسیقی، رقص و سرور، سیاست، زراعت، شاعری، افسانہ، ناول، فوٹوگرافی، حسن و صحت، تنقید و تحقیق، خود نوشت، سوانح، عام معلومات، دستکاری، تجارت، صنعت و حرفت، اسلحہ جات، کوئیز، قانون، ٹیکس، صحافت، تصوف، ماحولیات، جنگلات، علم البحر، علم کتاب خانہ داری، تمدن، ثقافت، ستارہ شناسی، دست شناسی، قیافہ شناسی، علم نجوم، طب یونانی، علم الجراحت، ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، آکیوپریشر، آیوروید، یوگا، سیاحت، مچھلی پالن، مرغی پالن، مویشی پالن، فن عمارت سازی، فلم، ٹیلی ویژن، مصوری، کیری کچر، طنز و مزاح، کھیل کود، ٹینس، فٹ بال، کرکٹ، ہاکی، شطرنج، گھڑسواری، تیراکی وغیرہ جیسے موضوعات پر بے شمار کتابیں تھیں۔ نرسری سے لے کر ابتدائی و ثانوی سطح تک کے طلبہ کے لیے نصابی و غیر نصابی معاون کتابیں طباعت و پیشکش کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی تھیں۔ ایسی کتابیں اردو میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔

زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کرنے کے لیے آج سائنس کی ضرورت ہے، ہندی اور انگریزی میں سائنس سے متعلق مختلف موضوعات پر کتابیں عام طور پر چھپ رہی ہیں۔ نرسری سے لے کر اعلیٰ درجے تک کی تعلیم کے لیے سائنسی انداز میں ہر موضوع پر نصابی اور غیر نصابی معاون کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جب کہ اردو کی بیشتر نصابی کتابیں آج سے چالیس پچاس برس پہلے کی مرتب کی ہوئی ہیں۔ اردو میں زبان کی تدریس کے لیے تو اچھی اچھی کتابیں مل جاتی ہیں لیکن دوسرے علوم مثلاً: فزکس، کیمسٹری، حساب، جیومیٹری، فلسفہ، تاریخ، تمدن، ثقافت، معاشیات، سماجیات، سیاست پر اچھی نصابی اور غیر نصابی معاون کتابیں بے حد کم چھپ رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے اردو میڈیم سے پڑھنے والے طلبہ کی بنیادی تعلیم کمزور رہتی ہے۔ جس کا احساس طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لیے کالج، یونیورسٹی پہنچنے کے بعد شدت سے ہوتا ہے۔

عالمی کتاب میلے میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان واحد ایسا ادارہ تھا جہاں ادبیات و زباندانی کے ساتھ ساتھ تاریخ، جغرافیہ، سیاست، لغات، ثقافت، لسانیات، فلسفہ، طب، نفسیات، مذہب، سماجیات، معاشیات، تجارت، قانون، بچوں کے ادب اور تکنیکی علوم پر کم و بیش 542 کتابیں اردو زبان میں تھیں، جن میں 146 کتابیں تو صرف بچوں کے لیے مختلف موضوعات پر تھیں۔

اردو میں ادبی کتابیں کثیر تعداد میں شائع ہوتی ہیں۔ جو اکثر و بیشتر مصنف کے شخصی تجربے، واردات و جذبات کا اظہار ہوتی ہیں۔ جن میں سے بیشتر دوسروں کے لیے چنداں مفید نہیں ہوتے۔ ادب میں بھی مقصدیت کی ضرورت ہے۔ یعنی کیوں لکھا جائے اور کیا لکھا جائے۔ اگر ہمارے تجربات میں آفاقیت نہیں ہے تو وہ کام کے نہیں بجز اس کے کہ ہم نے اپنی کتاب شائع کرلی اور مطمئن ہوگئے لیکن ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم نے اپنی تخلیق کے ذریعے سماج اور انسانیت کو کیا دیا۔ کہیں ہم اپنے قاری کا قیمتی وقت اپنی بے مقصد کتاب دے کر ضائع تو نہیں کر رہے کہیں طلبہ کو ہم اپنی از کار رفتہ معلومات سے پیچھے تو نہیں دھکیل رہے۔ یہی آج ہم سب کو سوچنا چاہیے۔ تاکہ اردو کی بنیادیں مضبوط سے مضبوط تر ہو سکیں اور وہ دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کے ساتھ چلنے کی اہل ہو سکے۔

عادل اسیر دہلوی

تیرہواں عالمی کتاب میلہ اور بچوں کا ادب

ہندوستان کی بعض دیگر قومی زبانوں کی بہ نسبت اردو میں بچوں کا ادب بہت کم ہے۔ اکثر و بیشتر لوگ اپنے بچوں کو اردو میڈیم کے ذریعے تعلیم دلانا کسر شان سمجھتے ہیں۔ اگر اردو اساتذہ اور اردو کے نام پر ملازمت کرنے والے تمام لوگوں کا ایک تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات صاف طور پر کھل کر سامنے آجائے گی کہ اردو پڑھنے اور پڑھانے والے لوگ وہی ہیں جو اپنے معاشی مسائل کی وجہ سے اپنے بچوں کو انگریزی میڈیم سے تعلیم دلانے کا بار اٹھانے کے قابل نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے اردو زبان میں بچوں کا ادب بہت کم فروخت ہوتا ہے۔ اور اسی لیے کتابیں کم تعداد میں اور زیادہ تر طباعت کے لحاظ سے غیر معیاری شائع ہوتی ہیں۔ البتہ سرکاری اوارے اردو زبان میں بچوں کی کتابیں نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ مثلاً این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔، نیشنل بک ٹرسٹ، ساہتیہ اکادمی، پبلی کیشنز ڈویژن وغیرہ دیگر قومی زبانوں کے ساتھ بچوں کے لیے اردو میں بھی طباعت اور موضوع کے اعتبار سے اچھی اور اعلیٰ معیار کی کتابیں شائع کررہے ہیں۔ اردو زبان میں بالخصوص "قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان" نے بچوں کے لیے تقریباً 200 کتابیں شائع کی ہیں۔ لیکن خریداروں کی قلت کی وجہ سے بچوں کی کتابوں کا ایک ایڈیشن (جو عام طور پر ایک ہزار جلدوں پر مشتمل ہوتا ہے) بھی کئی کئی سال میں فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں عام ناشرین بھی بچوں کی کتابیں شائع کرتے ہیں مگر عام طور پر ان کتابوں کا معیار زیادہ بلند نہیں ہوتا کیونکہ عام ناشرین کتابیں اپنے کاروباری فائدے کو مد نظر رکھ کر ہی شائع کرتے ہیں۔

البتہ سرکاری اداروں سے چھپنے والی کتابوں میں نفع نقصان کا زیادہ خیال نہیں رکھا جاتا۔ اگر کتاب زیادہ تعداد میں فروخت ہوگی تو عام ناشرین بھی اعلیٰ معیار کی کتابیں شائع کرنے پر مجبور ہوں گے۔

عالمی کتاب میلے میں ہندی اور انگریزی زبان میں عام ناشرین کی شائع کردہ بچوں کی کتابیں بڑی تعداد میں تھیں۔ جن کا معیار بہت بلند اور موضوعات نہایت متنوع اور کارآمد تھے۔ خاص طور پر درس و تدریس اور مختلف موضوعات سے متعلق معاون کتابیں، نرسری سے لے کر ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیمی سطح تک کے اسکولوں اور کالجوں کے لیے ہر موضوع پر رنگین اور پرکشش کتابیں دستیاب تھیں، ان کے علاوہ بچوں کی پڑھائی میں دلچسپی اور شوق پیدا کرنے والے مختلف سازوسامان تک متعدد جگہ اسٹالوں پر نمائش کے لیے رکھا گیا تھا۔

عالمی کتاب میلے میں "قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان" وہ واحد ادارہ تھا جس کے اسٹال پر سب سے زیادہ بچوں کی کتابیں تھیں۔ خصوصاً نرسری اور ابتدائی عمر کے بچوں کے لیے چلڈرن بک ٹرسٹ کی وہ کتابیں جو ترقی اردو بیورو نے شائع کی تھیں اس معیار کی اردو کتابیں عالمی کتاب میلے میں کہیں پر بھی دستیاب نہیں تھیں۔ قومی کونسل کی فہرست کتب میں صرف بچوں کی ہی تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں کے نام درج ہیں جو تقریباً تمام کتابیں ہی فروخت کے لیے موجود تھیں۔ اس کے علاوہ نیشنل بک ٹرسٹ، ساہتیہ اکادمی، پبلی کیشنز ڈویژن، دلی اردو اکادمی، این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی، یوپی

اکادمی اور بعض دیگر اداروں نے بھی مختلف موضوعات پر بچوں کے لیے کتابیں فروخت اور نمائش کے لیے رکھی تھیں۔

عام ناشرین میں ادارہ بزمِ خضر راہ کے اسٹال پر بچوں کے لیے بنائے گئے مخصوص گوشہ میں نہرو چلڈرن اکادمی، جیلانی پبلی کیشنز اور نرالی دنیا پبلی کیشنز کی کتابوں کے ساتھ ساتھ مختلف ناشرین کی شائع کردہ کتابیں کافی تعداد میں موجود تھیں۔ لیکن چند ہلکی پھلکی درسی کتابوں سے قطع نظر بچوں کے لیے درس و تدریس کی ابتدائی معیاری کتابیں مفقود تھیں۔ جب کہ ہندی اور انگریزی زبان میں رنگین باتصویر درسی کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ تھا۔ علاوہ ان کے معاون درسی اور عام کتابیں بھی کثرت سے تھیں، جیسے نرسری گیت، نظمیں، اخلاقی و اصلاحی کہانیاں، سائنسی کھیل، جانوروں اور پرندوں کے رنگین چارٹ، مختلف جغرافیائی معلومات پر مشتمل نقشہ جات، سائنسی علوم پر معلوماتی کتابیں، شاہکار کلاسیکی کتابوں کی آسان اور عام فہم زبان میں تلخیص، مختلف مقدس مذہبی کتابوں سے ماخوذ کہانیاں، اساطیری اور علاقائی لوک کہانیاں، الف لیلیٰ اور پنچ تنتر کی کہانیوں کے مجموعے، زبان و قواعد کی آسان اور عام فہم کتابیں، ڈرامہ، مصوری، کمپیوٹر، خوش نویسی وغیرہ موضوعات پر عام ناشرین کی شائع کردہ ہزاروں کتابیں تھیں۔

آج ہم نہایت شدومد کے ساتھ سائنس کی باتیں کرتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اردو زبان میں سائنس پر لکھنے والے کہاں ہیں جو لوگ ہیں وہ بھی اکثر بچوں کی دلچسپی کا دھیان کم ہی رکھتے ہیں بلکہ اپنی معلومات اور ثقیل انگریزی اصطلاحوں کا استعمال کر کے بچوں کو مرعوب زیادہ کرتے ہیں۔ جو کچھ یہ لوگ لکھتے ہیں اکثر و بیشتر مختلف سائنسی رسالوں اور کتابوں سے اخذ و ترجمہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یعنی انگریزی اور ہندی سے کچھ چیزیں اردو میں منتقل کر دیں اور سائنسی موضوع پر لکھنے والے ادیب کہلانے لگے۔ یہ ہے ہمارا بچوں کے لیے اردو زبان میں سائنسی ادب دراصل اردو میں بچوں کے لیے لکھنے والے نہایت تن آسانی کا شکار ہو گئے ہیں۔

جو کچھ ان کی لائبریری یا میز پر مواد موجود ہوتا ہے اسی سے اخذ و ترجمہ پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ دوسری طرف ہندی اور انگریزی میں جدید معلومات پر مشتمل کتابیں بچوں اور عام قاری کو اپنی جانب کھینچتی ہیں۔ ہندی اور انگریزی میں بچوں کے لیے مختلف سائنسی موضوعات پر کوئز، باتصویر لغات اور انسائیکلوپیڈیا تک موجود ہے لیکن تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اردو زبان میں ہندی کی جدید اصطلاحات کے معنی و مطالب پر مشتمل کوئی فرہنگ تک دکھائی نہیں دیتی۔ یہاں تک کہ ہندی سے اردو، اور اردو سے ہندی کی کوئی بڑی مستند اور جامع لغت اب تک شائع نہیں ہو سکی ہے۔ جو مختصر لغات موجود ہیں وہ بس ایک حد تک ہی طلبہ کا ساتھ دیتی ہیں۔

فی الوقت ہندوستان بھر سے اردو میں بچوں کے لیے تقریباً ایک درجن سے کم ماہانہ رسالے اور ہفت روزہ شائع ہو رہے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اشاعت اطمینان بخش نہیں ہے۔ لیکن اردو زبان کے رسالوں کے برعکس انگریزی اور ہندی زبان میں بچوں کے لیے اخبار ماہانہ اور ہفت روزہ کا کمس تک پابندی سے نکل رہے ہیں جن کی اشاعت میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔

اگر مذکورہ بالا مایوس کن فضا کے بارے میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوتاہی اگر اردو خواں طبقہ کی ہے تو اس بیزار کن ماحول کو پیدا کرنے کے لیے بڑی حد تک اردو زبان میں لکھنے والے ذمہ دار ہیں۔ لکھنے والا سوچتا ہے کہ جو میں نے لکھ دیا وہ اردو والے پڑھیں، اور اردو خواں طبقہ پڑھتے وقت ہندی اور انگریزی سے مقابلہ کرتا ہے اور نتیجتاً وہ اردو مصنفوں کو رد کر دیتا ہے۔ اگر اردو میں بچوں کا ادب تحریر کرنے والے تھوڑی سی محنت کریں، اپنی تصانیف کو زیادہ کارآمد اور بروقت پیش کریں تو یقیناً اردو قاری کی شکایت دور ہو جائے گی کہ اس کو اردو میں پر انا ترجمہ پڑھنے کو ملتا ہے۔ آج ریڈیو ٹیلی ویژن اور کیبل کے زمانے میں ترجمہ نما سائنسی تخلیقی تصنیف دے کر ہم اردو قاری کو اب اور زیادہ نہیں بہلا سکیں گے۔ اگر ہمیں اردو زبان کو فروغ دینا ہے تو اس تن آسانی کے حصار سے نکلنا ہوگا۔

عالمی کتاب میلے میں

قومی اردو کونسل کے اسٹال پر کتابوں کی فروخت

دہلی میں 7؍ فروری تا 14؍ فروری 1998ء عالمی کتاب میلہ پرگتی میدان میں منعقد کیا گیا۔ میلے میں لاکھوں کی تعداد میں کتابیں نمائش کے لیے رکھی گئیں۔ اردو کے 28 اسٹالوں میں سے 8 سرکاری ادارے تھے جن میں تین اکیڈمیاں (دہلی، مدھیہ پردیش اور اترپردیش) شامل تھیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے اسٹال پر اردو کی کتابیں بھی ہوئی تھیں کتاب میلے میں اردو اسٹالوں میں مذہبی کتابوں اور فرہنگ کی سب سے زیادہ مانگ تھی۔ خریداروں کی تمام تر توجہ مذہبی کتابوں اور فرہنگ و لغات پر مرکوز تھی۔ قومی اردو کونسل کے اسٹال پر جامع انگریزی اردو لغت اور اردو انسائیکلوپیڈیا کی فروخت کا یہ عالم تھا کہ میلے کے افتتاح کے تیسرے دن ہی یہ دونوں کتابیں نایاب ہو گئیں۔ قومی اردو کونسل کے اسٹال پر نوراللغات اور فرہنگ آصفیہ کی فروخت بھی اچھی رہی۔ اردو کونسل کے جرائد فکر و تحقیق اور اردو دنیا کی بھی زبردست مانگ رہی۔ مذہبی کتابوں کے علاوہ عام قاری کی توجہ بچوں کے ادب کی طرف تھی بچوں کا زیادہ تر ادب ترقی اردو کونسل کے اسٹال پر دستیاب تھا۔ لوگوں نے ذوق و شوق سے کتابیں خریدیں۔ بچوں کا ادب کے علاوہ اگر کسی موضوع پر دلچسپی محسوس کی گئی وہ طب و حکمت کی کتابیں تھیں۔ قومی اردو کونسل واحد ایسا ادارہ ہے جہاں ادبیات، زبان دانی کے ساتھ تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، لغات، لسانیات، طب، ثقافت، مذہبیات، سماجیات، قانون، بچوں کے ادب اور تکنیکی علوم پر کم و بیش ساڑھے پانچ سو کتابیں اردو زبان میں دستیاب ہیں ان میں سے ڈیڑھ سو کتابیں صرف بچوں کے لیے مختلف موضوعات پر ہیں اس موقع پر قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ نے پبلشروں کے تال میل پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان کے باہر بھی اردو کتابوں کی نمائش لگانے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ قومی اردو کونسل اردو پبلشروں کا نیٹ ورک مضبوط کرنا چاہتی ہے تاکہ مل بیٹھ کر مسائل کا حل نکالا جاسکے۔ اردو پبلشنگ کے فروغ کے لیے کونسل مصنفین کے ساتھ ہی پبلشروں سے بھی بڑی تعداد میں کتابوں کی خریداری کا منصوبہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر بھٹ نے یہ بھی کہا کہ امریکہ، پاکستان اور کئی دوسرے ممالک میں ہماری کتابوں کی مانگ ہے۔ اس لیے کہ ہم نے اردو کی جڑوں کو قائم رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کونسل ایسی کتابوں کی اشاعت کو بھی فروغ دینا چاہتی ہے جو مغربی کلچر سے خائف لوگوں کے لیے مفید ہو سکے جو بچوں اور نوجوانوں کے ذہن سازی کے کام آسکیں۔ قومی اردو کونسل کی فروخت و نمائش کے شعبے نے اس سال مجموعی طور پر 20 لاکھ سے زیادہ کی کتابیں فروخت کیں جن میں سے تقریباً 3 لاکھ روپے کی کتابیں صرف کتاب میلے کے دوران فروخت ہوئیں۔ قومی اردو کونسل کی کتابیں دوسرے اسٹالوں پر بھی فروخت ہوئیں۔

جموں میں دو روزہ عالمی ادب سیمینار

شعبہ اُردو جموں یونیورسٹی نے انجمن ترقی اُردو ہند شاخ جموں اور مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی جموں کے اشتراک سے "اُردو کی نئی بستیاں" کے عنوان سے دو روزہ عالمی ادب سیمینار کا اہتمام 25 اور 26 اپریل کو جموں یونیورسٹی میں کیا۔ 25/ اپریل صبح دس بجے افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت جموں یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر آر آر شرما نے کی جب کہ کشمیر ٹائمز کے چیف ایڈیٹر جناب وید بھسین نے مہمانِ خصوصی کے فرائض انجام دیے۔ جاپان سے آئے ہوئے مہمان پروفیسر ہیروشی کان کاگایا اس موقع پر مہمان ذی وقار تھے۔ جناب بلراج پوری صدر انجمن ترقی اُردو ہند شاخ جموں اور پروفیسر ظہور الدین صدر شعبہ اُردو بھی ایوانِ صدارت میں شامل تھے۔

اس موقع پر مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے جناب بلراج پوری نے کہا کہ اُردو زبان نے نہ صرف ہندوستان کی تحریکِ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے بلکہ اس نے قومی یکجہتی کو فروغ دینے میں بھی اہم رول ادا کیا ہے۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ اُردو ہندوستان میں پیدا ہوئی اور کوئی بھی اس سے اس کا گھر چھین نہیں سکتا۔ یہ ہندوستان کی واحد زبان ہے جو مختلف ریاستوں کے درمیان رابطے کا کام انجام دے رہی ہے۔

اپنے کلیدی خطبے میں پروفیسر ظہور الدین نے کہا کہ جہاں سیاست نے لوگوں کے دلوں کو توڑا ہے وہاں اُردو نے اپنے عظیم ورثے کی بنا پر لوگوں کے دلوں کو جوڑنے کا کام انجام دیا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اُردو بیرونی ممالک میں بھی پھیل رہی ہے اُنہوں نے وائس چانسلر صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے پروفیسر ہیروشی کان کاگایا نے کہا کہ جاپان کے لوگ اُردو سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ جاپان کی مختلف یونیورسٹیوں میں اُردو پڑھائی جارہی ہے اور چند میں تحقیقی کام بھی ہو رہا ہے۔ پروفیسر کان کاگایا نے مزید کہا کہ اوساکا (OSAKA) یونیورسٹی میں چار طلبا اُردو میں ایم اے کر رہے ہیں جب کہ ایک طالب علم پی ایچ ڈی کر رہا ہے۔

افتتاحی تقریب میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر خلیق انجم جنرل سکریٹری انجمن ترقی اُردو ہند نے کہا کہ یوپی، جہاں اُردو بولنے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے بھی زیادہ ہے وہاں صورتِ حال مایوس کن ہے۔ اُنہوں نے بڑے پرزور انداز میں کہا کہ جو لوگ اُردو سے وابستہ ہیں اُنہیں یکجہتی کا مظاہرہ کرکے اس اثاثے کو بچانا چاہیے۔

اپنے خصوصی خطبے میں جناب وید بھسین نے کہا کہ اُردو کے دانش وروں اور شاعروں نے تقریباً ایک ہزار سال سے اس زبان کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کی ہے۔ اُردو کے شیدائی بھیک نہیں بلکہ اپنا حق مانگ رہے ہیں جو اُسے پورے ملک میں مل نہیں رہا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر میں اُردو کی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جس ریاست کی سرکاری زبان اُردو ہے وہاں بھی یہ کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ سرکاری اداروں سے ایک سازش کے تحت اُردو کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اُردو کو مسلمانوں سے وابستہ کرنا بالکل غلط ہے۔ یہ پورے ہندوستان کے 90 کروڑ عوام کی مشترکہ زبان ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تک جموں و کشمیر میں اُردو اکیڈمی کے قیام کے لیے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔

اپنے صدارتی خطبے میں وائس چانسلر نے اُردو کو سیکولر زبان قرار دیا انہوں نے کہا کہ زبان کو مذہب کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ اُردو ملک کا قدیم اثاثہ ہے اور اسے بچانے کی موجودہ دور میں مزید ضرورت ہے۔ شعبے کی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے وائس چانسلر پروفیسر آر آر شرما نے شعبہ اُردو کو ادبی سرگرمیوں کی وجہ سے یونیورسٹی کے دوسرے شعبوں سے ممتاز قرار دیا۔ جناب آر آر شرما نے مزید کہا کہ سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں اُردو پڑھانے کے خاطر خواہ انتظامات

ہونے چاہئیں اور سرکار سے مطالبہ کیا کہ اُردو کو بی اے تک لازمی مضمون قرار دیا جائے۔

افتتاحی تقریب کی نظامت ڈاکٹر خورشید حمرا صدیقی نے کی جب کہ ڈاکٹر نصرت چودھری نے شکریہ ادا کیا۔

افتتاحی تقریب کے بعد 12 بجے دن پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں پروفیسر شمیم حنفی نے "اُردو کی چند نئی بستیاں" ڈاکٹر ضیاء الدین نے "برطانیہ میں اردو افسانہ" اور ڈاکٹر شہاب عنایت ملک نے "برطانیہ میں اُردو صحافت" کے عنوانات سے اپنے مقالات پیش کیے۔ اس اجلاس کی مجلس صدارت میں پروفیسر محمد زماں آزردہ، پروفیسر آفاق احمد اور پروفیسر کان کاگایا شامل تھے ڈاکٹر نصرت چودھری نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

دوسرا اجلاس دوپہر تین بجے ہوا اس کی صدارت پروفیسر شمیم حنفی اور پروفیسر صدیق الرحمان قدوائی نے کی جب کہ جناب امین بنجارا نے "برطانیہ میں اُردو" جناب صدیق الرحمان نے "اُردو کی نئی بستیاں" اور ڈاکٹر تجمل حسین نے "اُردو کی نئی بستیاں ماریشس برطانیہ اور افریقہ" کے حوالے سے مقالات پیش کیے۔ ڈاکٹر سکھ چین سنگھ نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

اسی روز شام 7 بجے کل ہند اُردو مشاعرہ منعقد کیا گیا جس کی صدارت پروفیسر اسلم پرویز نے کی۔ مشاعرے میں ریاست اور ملک کے نامور شعرا نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔ مشاعرے کی نظامت ڈاکٹر شہاب عنایت ملک نے کی۔

26/ اپریل کو سیمینار کا پہلا اجلاس 10 بجے منعقد ہوا۔ پروفیسر محمد زماں آزردہ، پروفیسر اسلم پرویز اور ڈاکٹر خلیق انجم نے مجلس صدارت کو رونق بخشی ڈاکٹر ضیا الدین نے اس اجلاس کی نظامت کی۔ اس اجلاس میں نو مقالے پڑھے گئے۔ جن مقالہ نگار حضرات نے اپنے مقالے پیش کیے اُن کے اسمائے گرامی اور مقالوں کے عنوانات مندرجہ ذیل ہیں:-

(1) ڈاکٹر خلیق انجم — برطانیہ میں اُردو آغاز و ارتقا
(2) ڈاکٹر نصرت چودھری — اُردو کی نئی بستیوں میں فیض احمد فیض
(3) ڈاکٹر اسد اللہ وانی — بیرونِ ممالک میں اُردو ایک جائزہ
(4) ڈاکٹر اسلم پرویز — اُردو کی انوکھی بستی ماریشس
(5) عبدالحق (ریسرچ اسکالر) — روس میں اردو
(6) محمد لطیف (ریسرچ اسکالر) — کینیڈا میں اُردو
(7) پروفیسر کان کاگایا — جاپان میں اُردو
(8) ڈاکٹر خورشید حمرا — ایران میں اُردو
(9) پروفیسر ظہور الدین — اُردو کا سفر بیرونی دنیا کی طرف

اختتامی تقریب دوپہر دو بجے منعقد ہوئی۔ اس کی صدارت پروفیسر شمیم حنفی نے کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر خلیق انجم نے اراکین مجلس صدارت کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے اختتامی خطبے میں شعبۂ اُردو جموں یونیورسٹی کو برصغیر میں پہلی دفعہ اس اہم موضوع پر سیمینار کرنے کے لیے مبارک باد دی۔ اُنہوں نے خیال ظاہر کیا کہ دانش وروں کی کوئی ایسی اُردو کمیٹی بنائی جائے جو غیر ممالک میں اُردو داں طبقے کے ساتھ تال میل بنائے رکھے اور اس بات کا جائزہ لے کہ کن کن طریقوں سے غیر ممالک میں اُردو کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے شعبے کی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پورے ہندوستان کی یونیورسٹیوں کے اُردو شعبوں میں جموں یونیورسٹی کا شعبہ اُردو ہی واحد شعبہ ہے جہاں ادبی سرگرمیاں روز بروز زور پکڑتی جارہی ہیں اور اس کا سہرا موجودہ صدر شعبہ اُردو پروفیسر ظہور الدین کے سر ہے۔

اختتامی تقریب کی نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے ڈاکٹر شہاب عنایت ملک نے کہا کہ جموں و کشمیر میں گرچہ اُردو سرکاری زبان ہے۔ پھر بھی اس کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا جارہا ہے۔

مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پروفیسر ظہور الدین نے یہ اعلان کیا کہ نومبر کے مہینے میں اسی موضوع پر شعبۂ اُردو دوسرا عالمی سیمینار اس سے بھی وسیع پیمانے پر منعقد کرے گا۔

اس دو روزہ عالمی سیمینار میں ملک اور بیرونِ ملک سے آئے ہوئے اُردو کے دانش وروں کے علاوہ جموں یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کے اساتذہ ریسرچ اسکالرز کے علاوہ جموں و کشمیر کے شہریوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ (ڈاک سے)

دہلی اردو اکادمی کا جلسہ تقسیم انعامات

نئی دہلی 17ر مئی کو دہلی کے وزیر اعلیٰ جناب صاحب سنگھ ورما نے دہلی اردو اکادمی کے جلسہ تقسیم انعامات میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شعراء و ادباء ہمارے معاشرے کا اہم ترین سرمایہ ہیں۔ ان کی تخلیقات سماج میں تغیر برپا کرسکتی ہیں۔ لہٰذا شاعر وادیب خواہ کسی بھی زبان کا ہو، اس کی حوصلہ افزائی لازمی ہے۔ اردو دہلی کی زبان ہے اور اس کی ہمہ گیری ترقی اور تعمیر کے لیے سرگرم رہنا ہم دلی والوں کا فرض ہے۔ اردو کو جتنا فروغ حاصل ہوگا، دلی کی شان میں اتناہی اضافہ ہوگا۔

انہوں نے علیگڑھ یونیورسٹی سے اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر شہریار کو بہادر شاہ ظفر ایوارڈ دیے جانے پر وہ بے حد خوش ہیں۔ شاعری کا ایوارڈ شجاع خاور کو ملنے پر بھی انہوں نے مسرت ظاہر کی اور ان کی صحت یابی کی دعا کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ فنڈ سے ایک لاکھ روپے کی مالی امداد دینے کا اعلان بھی کیا تاکہ وہ جلد از جلد تندرست ہوکر پھر سے ادب کی خدمت میں سرگرم ہوجائیں۔ اس سے قبل دہلی کے بزرگ صحافی ستہ پرکاش شوق کے علاج کے لیے وہ 50 ہزار روپے کی مالی امداد کا اعلان کرچکے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں مزید کہا کہ ہماری قومی زندگی میں شاعروں کے تعمیری رول سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

تقریب کے صدر اور دلی کے وزیر برائے مالیات پروفیسر جگدیش مکھی نے اس موقع پر کہا کہ اردو قومی رابطہ کی واحد زبان ہے اور اس کی ترقی کے لیے دلی اردو اکادمی روز وشب سرگرم ہے۔ انہوں نے اکادمی کے موجودہ سکریٹری جناب مخمور سعیدی کی خدمات کو سراہا۔

پروفیسر شہریار اور شجاع خاور کے علاوہ پیغام آفاقی کو اردو فکشن کے لیے جگدیش چندر بدھاون کو تنقیدی و تحقیقی کاموں کے لیے گوربچن داس چندن کو صحافت کے لیے، فیروز خاں بہترین استاد، اظہار اثر کو سائنسی ادب، پروفیسر کے سی کانڈا کو ترجمہ اور فیض محمد کو اردو خطاطی کے لیے انعامات سے نوازا گیا۔

1997 کے دوران شائع ہونے والی کتابوں پر بھی جن ادباء و شعراء کو انعامات سے نوازا گیا۔ ان کے اسمائے گرامی ہیں۔ کمال احمد صدیقی (غالب کی شناخت) محمد یوسف پاپا (روش دل) محمود علی (دارا شکوہ) رضی احمد کمال (حالات و خدمات مشائخ چشتیہ صابریہ) قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی (میراث ہنر) ممتاز الحق (اردو غزل کی روایت اور ترقی پسند غزل) ظل ہما (صادق الخیری) شمس الآفاق (تشخیص الامراض) شہباز ندیم (وصال موسم) مجیب اشرف (حیات العشیر) حاجی انیس دہلوی (قدم بہ قدم) ڈاکٹر احرار حسین (سائنسی شعاعیں) محمد اکرام خاں (تعلیم و تربیت) اظہر غوری (خار و گل) نظر برنی (گستاخی معاف) عبداللہ ولی بخش قادری (المجنیں) اور فاروق ارگلی (عبارت سر دیوار) ان کے علاوہ منشی نول کشور ایوارڈ برائے ناشر انجمن ترقی اردو ہند کو دیا گیا۔

اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۹۷ کے انعامات کا اعلان

لکھنؤ 19/اپریل۔اتر پردیش اردو اکادمی کی اطلاع کے مطابق رشید حسن خاں کو ایک لاکھ گیارہ ہزار، مولانا ابوالکلام آزاد انعام عرفان صدیقی اور بشیشر پردیپ کو اکیاون ہزار روپے، شافع قدوائی کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ اتر پردیش اردو اکادمی کی مجلس انتظامیہ نے اپنی میٹنگ میں سال 1997ء کی موصولہ اردو کتابوں پر ایوارڈ اردو اکادمی کی جانب سے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اس فیصلے کے تحت مجموعی طور تقریباً تین لاکھ ساٹھ ہزار روپے کے انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔

مولانا ابوالکلام آزاد انعام: ایک لاکھ گیارہ ہزار روپے جناب رشید حسن خاں۔ **مجموعی ادبی خدمات کے اعتراف میں دو انعام:** اکیاون ہزار روپے جناب عرفان صدیقی اور جناب بشیشر پردیپ، **مولانا عبدالوحید برائے صحافت:** دس ہزار روپے، شافع قدوائی۔ **خدمات کا اعتراف:** (صرف خصوصی توصیفی) ڈاکٹر آصفہ زمانی، جناب اکبر علی خان عرشی زادہ (پس از مرگ) **پانچ پانچ ہزار روپے کے چار انعامات:** ایک لہر آتی ہوئی (مظہر امام، دہلی) جدید ناول کا فن (سید محمد عقیل، الہ آباد) جنت سنگسار (سیدہ جعفر، حیدر آباد) شہر بدھیب (اقبال مجید، لکھنؤ) **تین تین ہزار کے ۱۹ انعامات:** افکار تازہ (عبدالباری، سلطانپوری) آخر کار (مجتبیٰ حسین، دہلی) آزادی کے بعد اردو نثر میں طنز و مزاح (نامی انصاری، کانپور) ترقی پسند تحریک اور اردو شاعری (یعقوب یاور، بنارس) تنقیدی معیار (فضل امام، الہ آباد) تنقید و تعبیر (قاضی جمال حسین، علی گڑھ) جدید اردو افسانہ (خورشید احمد، علی گڑھ) عصری لغت (پروفیسر عبدالحق، دہلی) قاضی محمد عدیل عباسی (اختر بستوی، گورکھپور) **دو دو ہزار روپے کے انعامات:** اصلاح نامہ (عنوان چشتی، دہلی) پانی پھر (رفعت سروش، نوئیڈا) تنقید اور توجہ (حنیف کیفی، بریلی) جذب و فکر (مسعود انور علوی، علی گڑھ) حسن ہزار شیوہ (غوث محمد غوثی، علی گڑھ) خود شناس (عتیق آفریدی، رامپور) شاعر دانشور فراق (علی احمد فاطمی، الہ آباد) "شام بھی تھی دھواں دھواں" (کشمیری لال ذاکر، چنڈی گڑھ) شرت چندر شخصیت اور آخری سوال (انوار رضوی، میرٹھ) فسانۂ عجائب ایک خاص ایڈیشن (سلیمان حسین، لکھنؤ) کن فیکون (رضوان احمد، پٹنہ) گمشدہ آدمی کا انتظار (چندر بھان خیال، دہلی) لہجہ (شاعر جمالی، جونپوری) مٹھی بھر احساس (عتیق الہ آبادی، الہ آباد) مظہر امام کی تخلیقات کا تنقیدی مطالعہ (امام اعظم، دربھنگہ) میراث جعفر (قاضی عبدالرحمن ہاشمی وسدھارتھ نگر) میر نظر علی درد کاکوروی حیات اور کارنامے (ڈاکٹر فرقان علی سلمانی کاکوری مخمور کاکوری) نغمات زندگی (سید الظفر چغتائی، علی گڑھ) اردو فکشن کے ارتقاء میں عصمت چغتائی کا حصہ۔ (محمد اشرف گورکھپوری، گورکھپور) **ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپے کے ۲۳ انعامات:** اردو کی منتخب تاریخوں کا تنقیدی جائزہ (غلام رسول ساجد، ممبئی) اردو مرثیہ میر انیس کے بعد (طاہر حسین کاظمی، میرٹھ) باغبانی اور کسانی (تقی علی عابدی، لکھنؤ) "بہار میں نعتیہ شاعری کا تنقیدی مطالعہ" (ڈاکٹر فرحانہ شاہین، گیا) تنقیدی

تناظر (طلعت حسین نقوی، سلطان پور) "جائداد" (جاوید برقی، لکھنؤ) حرف آغاز (فرخ جعفری، الہ آباد) حرف بے لباس (طاہر تلہری، شاہجہاں پور) خانوادہ کاظمیہ کی ادبی خدمات (ڈاکٹر عمر کمال الدین، لکھنؤ) شاخ لرزیدہ (اندر سروپ، فتح پور) شعر آسمان (حکیم منظور، سری نگر) قدم بہ قدم (حاجی انیس دہلوی، دہلی) لمحوں کی صدا (تاز قادری، مظفر پور) ہزار ہزار روپے کے ۳۲ انعامات: اقبال اور چند دیگر شعراء (محمد طہ صدیقی، بستی) اردو ادب پارہ (شبانہ نذیر، دہلی)۔ اردو غزل کی روایت اور ترقی پسند غزل (ممتاز الحق، نئی دہلی) اعتبار حرف (اقبال مسعود، بھوپال) انجمنیں (عبداللہ ولی بخش قادری، نئی دہلی) آزادی کے بعد دہلی میں اردو رسائل کا تنقیدی جائزہ (شعیب رضا وارثی، دہلی) آہنگ خیال (ظہور الدین ظہور، سیتاپور) بشیشر پردیپ بحیثیت افسانہ نگار (بشریٰ کبیر، لکھنؤ) بیان میرٹھی اور غالب (شرف الدین ساحل، ناگپور) پنڈت رتن ناتھ سرشار کے تراجم (عبدالرشید صدیقی، علی گڑھ) تمنائے فاطمہ (فاطمہ وحید، جائس، لکھنؤ) حالات و خدمات مشائخ چشت (ڈاکٹر رضی احمد کمال، دہلی) حرا (رئیس الشاکری، بارہ بنکی) دعوت صد نشتر (ظہیر غازی پوری، ہزاری باغ) دم بخود (محمد فارق نشتر، بنگلور) دھوپ کے ٹکڑے (اودے سرن ارمانی، مراد آباد) ڈسپلن کی تعلیم (ڈاکٹر محمد اکرم جانی، نئی دہلی) رمیش دل (یوسف پاپا، دہلی) روہیل کھنڈ اور اردو لغت (رئیس رامپوری، رامپور) سائنس سب کے لیے (انور خان انور مینائی، کولار) سرد ہوا (شکیب رضوی، کانپور) سیرت حضرت مخدوم شاہ مینا (محمد کاظم ایوبی، لکھنؤ) شاخ چراغ (مونس بریلوی، نینی تال) شام سے سحر (سیدہ نسیم چشتی، نئی دہلی) شمن در شمن (شاہدہ صدیقی، لکھنؤ) غبار (درخشاں انعام، لکھنؤ) کیسے کیسے لوگ (سید وجیہہ اکبر نقوی، لکھنؤ) نفات الصنائع (مرزا محمد یوسف، لکھنؤ) مغربی افریقہ میں اسلام (شیث محمد اسماعیل، دہلی) نوائے سروش (ای۔ اے۔ حیدری، لکھنؤ) نیاز عشق (محمد زکی خالد، لکھنؤ) انعام برائے سعلیشر (پارہ عم) مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ہزار روپے۔ جامعہ نگر، نئی دہلی۔

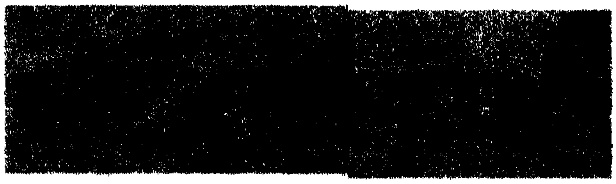

بزرگ ماہر اقبالیات جناب جگن ناتھ آزاد پر اب تک سات کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ اب مزید دو کتابیں سامنے آئی ہیں۔ ایک کتاب انگریزی میں ہے جس کا نام ہے۔ Jagan Nath Azad a chronology اسے ڈاکٹر اسد اللہ وانی نے مرتب کیا ہے۔ دوسری کتاب کا نام ہے "اقبالیات آزاد" یہ ڈاکٹر اسد اللہ وانی کی تصنیف ہے۔

مغربی بنگال اردو اکادمی کے ۱۹۹۶ کے انعامات

1996ء کی مطبوعہ اردو کتابوں پر مغربی بنگال اردو اکادمی نے مندرجہ ذیل انعامات کا اعلان کیا ہے۔

تین ہزار روپے کا انعام:

(الف) خود روزگار اور چھوٹی صنعتیں، عبدالوکیل بابا خاں (معاشیات)

دو ہزار روپے کے انعامات:

(الف) آنگن آنگن دکھ کے پیڑ، سلیمان اطہر جاوید (تخلیقی ادب)

(ب) سیکولرزم اور اردو شاعری، ڈاکٹر اختر بستوی (تحقیق)

ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپے کے انعامات

(الف) بے منظری کا منظر نامہ، حمید سہروردی (تخلیقی ادب)

(ب) نوادرات تحقیق، ڈاکٹر محمد علی اثر (تحقیق)

(ج) بیربل کی کہانیاں، عادل اسیر دہلوی (ادبیات اطفال)

پانچ پانچ سو روپے کے انعامات:

(۱) خوابوں کے اسرار، ف۔ س۔ اعجاز

(۲) صنائع حدایہ، ڈاکٹر عبدالرؤف

(۳) اکتساب واحتساب، الطاف حسین ندوی

(۴) فراق گورکھپوری، ڈاکٹر سیدہ جعفر

(۵) تمل ناڈو کے صاحب تصنیف علماء، علیم صبا نویدی

(۶) فیض بشارت، شاغل ادیب

(۷) ضیائے شرار، محمد بن حسن شرار

(۸) ایک مضطرب خوشبو، انور شمیم انور

(۹) ماموں کی بکریاں، عاتق شاہ

(۱۰) ہیرے کی جگر، رفعت صدیقی

(۱۱) میری بلا سے، ڈاکٹر سید عباس صدیقی

(۱) **تین ہزار روپے کا انعام:**
بے ثمر حیات، عشرت جناب (تخلیقی ادب)

(۲) **دو ہزار روپے کا انعام:**
محمد حسین آزاد، ڈاکٹر مظفر حنفی (تحقیق)

ناشروں کو انعامات:

اردو کی نفیس طباعت پر پانچ سو روپے کا انعام:

انشا پبلی کیشنز کلکتہ۔ خوابوں کے اسرار

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کے انعامات

بھوپال 30/ مارچ گورنر محمد شفیع قریشی نے مقامی ملا موزی سنسکرتی بھون میں اردو ادیبوں کو اعزازی رقم توصیف نامہ اور شال پیش کر کے اعزاز سے نوازا۔ کل ہند میر تقی میر بھوں توی کے پروفیسر جگن ناتھ آزاد اور حکیم المحسن قومی اعزاز روزنامہ ندیم کے مدیر جناب قمر اشفاق (بھوپال) کو دیا گیا تقریب کی صدارت وزیر اعلیٰ دگ وجے سنگھ نے کی صوبائی انعامات جہاں قدر چغتائی بھوپال کو محمد یوسف قیصر اعزاز جناب حسن ریوانی کو سہا مجددی اعزاز مرحوم نسیم بھوپالی کو سراج میر خاں سحر اعزاز پروفیسر آفاق حسین صدیقی اجین کو نواب صدیقی حسن خاں اعزاز ماسٹر عتیق اللہ خاں مجددی برہانپور کو کیف بھوپالی اعزاز اور شری رام پرکاش کپور درگ کو بھوپال سخن اعزاز دیا گیا۔

آزاد قومی اردو یونیورسٹی سیمینار - حیدر آباد

(رپورٹ)

● حیدر آباد 27/ مارچ۔ ملک کے ممتاز ماہرین تعلیم، دانشور، سائنس داں اور مفکرین نے اس پر زور دیا کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے تعلیمی پروگراموں کو آئندہ سال جون، جولائی 1998ء سے شروع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور یونیورسٹی کو اردو میڈیم طلبا فراہم کرنے کے لیے جلد از جلد نیشنل اوپن اسکول کھولنے کے سلسلے میں بھی پہل کرنی چاہیے، ان خیالات کا اظہار گزشتہ دنوں حیدر آباد سینٹرل یونیورسٹی کے سی۔ وی۔ رمن ہال میں منعقد ایک سمپوزیم میں کیا گیا جس کا اہتمام نیشنل اردو یونیورسٹی نے آئندہ لائحہ عمل اور خد و خال کی وضاحت و تفہیم کے لیے کیا تھا۔ سمپوزیم میں چھ مختلف یونیورسٹیوں کے موجودہ اور سابق وائس چانسلروں نے شرکت کی اور اپنے تجربات کی روشنی میں مشورے پیش کیے اس اعلا سطحی قومی اجلاس میں اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی، حیدر آباد سینٹرل یونیورسٹی، ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر اوپن یونیورسٹی اور نیشنل کونسل فار پروموشن آف اردو لینگویج کے ساتھ اردو یونیورسٹی کے مکمل باہمی، اشتراک و تعاون کے ضمن میں معاہدہ پر اتفاق رائے ہو گیا تینوں یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر بالترتیب پروفیسر رام تکوالے، پروفیسر گوور دھن مہتہ اور پروفیسر افضل محمد اور اردو کونسل کے نائب صدر نشیں ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے اس امر سے اتفاق کرتے ہوئے تعاون کے شعبوں کی نشاندہی کی جب کہ اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر شمیم جے راجپوری نے چہار طرف سے تعاون کی فراخدلانہ پیش کش کا خیر مقدم کیا۔

اردو یونیورسٹی کے رکن اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر سید حامد نے اپنی تقریر میں کہا کہ جب اس یونیورسٹی کا مسودہ تیار کیا جا رہا تھا اس وقت اراکین کمیٹی کے ذہنوں میں اردو زبان کے تحفظ کا خاکہ تھا لیکن اس سمپوزیم میں طویل گفتگو اور ایکٹ کی تشریح سے اندازہ ہوا کہ یہ اکیسویں صدی کے تقاضوں کو پورا کرنے والی یونیورسٹی ہے سید حامد نے کہا کہ یونیورسٹی میں لسانی اقلیتوں کے مسائل پر تحقیق ہونی چاہیے۔ انھوں نے اوپن یونیورسٹی کے ساتھ اوپن اسکول (اردو میڈیم) کھولنے کی بھی تجویز رکھی اور کہا کہ اس سے نہ صرف ملک بھر میں پھیلے ہوئے اردو خواں طبقے کو تعلیمی سہولت حاصل ہوگی بلکہ۔ یہی طلبا آگے چل کر اردو یونیورسٹی کے بھی طالب علم ہوں گے۔ اگر کہیں سے یہ سوال یا اعتراض آئے کہ یونیورسٹی سے اسکول کا کیا تعلق ہے تو اس کے جواب میں جامعہ اسلامیہ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی مثالیں موجود ہیں۔ سید حامد نے اردو یونیورسٹی اور اس کے ساتھ ہی معرض وجود میں آنے والی ہندی یونیورسٹی سے تال میل کی ضرورت پر بھی زور دیا انھوں نے نئے وائس چانسلر کو آگاہ کیا کہ وہ تقرریوں کے سلسلے میں نرمی سے کام نہ لیں اور نہ ہی کسی دباؤ یا اثر کو قبول کریں۔ سید حامد نے فوری طور پر کورس شروع کرنے کے لیے ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر اوپن یونیورسٹی کی کتابوں کو قبول کر لینے کی تجویز رکھی کتابوں کی فراہمی میں انھوں نے اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی سے استفادہ کرتے رہنے پر بھی زور دیا اور کہا کہ ان کتابوں کے ترجمے کا کام نیشنل کونسل فار پروموشن آف اردو لینگویج سے لیا جا سکتا ہے۔

سمپوزیم کے بیشتر مقررین نے اردو یونیورسٹی میں تعلیمی

پروگرام کی شروعات اوپن یونیورسٹی نظام کے تحت کرنے کی سفارش کی۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے کہا کہ اردو کے کسی باقاعدہ علاقے کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی اس لیے اوپن یونیورسٹی نظام کے تحت ہی اردو خواں لوگوں تک رسائی ممکن ہے اس فاصلاتی طریقہ تعلیم میں طلبا کو گھر بیٹھے مواد مہیا کرادیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے کل ہند سطح پر اردو اسکولوں، کالجوں اور دیگر اداروں کے اعداد و شمار جمع کرنے کی بھی تاکید کی اور کہا کہ اردو گو حلقے میں یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ کوئی بھی علم مادری زبان میں سب سے بہتر طریقے اور آسانی سے حاصل کیا جاسکتا ہے جسٹس سردار علی خاں نے عثمانیہ یونیورسٹی کے تراجم کو محفوظ کرنے اور اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ اردو یونیورسٹی اور جامعہ عثمانیہ کے درمیان ایک رابطہ کمیٹی بھی بنائی جاسکتی ہے۔

اگنو کے وائس چانسلر پروفیسر تکوالے نے اگنو میں اختیار کردہ طریقوں کی تفصیل بتائی اور کہا کہ اردو یونیورسٹی میں ابھی سے ہی ہر سطح پر کمپیوٹرائزیشن ضروری ہے تاکہ آنے والے وقت میں اسے دشواریوں کا سامنا نہ ہو۔ حیدر آباد سینٹرل یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر گوردھن مہتہ، جو اردو یونیورسٹی کے قیام سے اب تک لگاتار اس کی عملی اور انتظامی مدد کررہے ہیں، نے کہا کہ کورس کے انتخاب میں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے اگر یونیورسٹی چلانی ہے تو روایتی کورسوں کی بجائے مفید اور ایسے کارگر کورسوں کی ضرورت ہے جو عصری تقاضوں کو پورا کرسکیں۔ ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر افضل محمد نے بتایا کہ فاصلاتی تعلیم کا رجحان انتہائی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ فی الحال دنیا میں ۲۰ سے ۲۸ فی صد لوگ اس نظام سے استفادہ کررہے ہیں جس کا 2010ء تک 40% تک بڑھ جانے کا امکان ہے۔ انھوں نے کہا کہ بی۔ اے، بی۔ کام وغیرہ کے سال اوّل کے لیے 104 کتابوں کا سیٹ موجود ہے جسے وہ اردو یونیورسٹی کو دے دینے کے لیے تیار ہیں۔ کلکتہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر جعفر نظام نے قاضی محمد حسین (جامعہ عثمانیہ 1939ء) کا وہ جملہ دہرایا کہ علم تاملوس زبانوں میں مقید تھا اور آج اپنی زبان میں آکر آزاد ہوگیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آج وہی صورت حال دہرائی جارہی ہے۔ انھوں نے علاقائی سینٹر قائم کرنے اور میڈیا کمیونی کیشن ٹکنالوجی، کمپیوٹر سائنسز، ماحولیاتی سائنسز، سائنس اور ٹکنالوجی اور یونانی میڈیسن وغیرہ کورسوں کی شروعات پر زور دیا جو روزگار کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ حیدر آباد یونیورسٹی کے ریکٹر مسٹر پی۔ اے۔ پرساد نے مضبوط انتظامی ڈھانچے، اگنو کے ریجنل ڈائرکٹر ڈاکٹر ستیہ نرائن نے بروقت میٹریل مہیا کرانے، پروفیسر ہرگوپال نے اکثریتی طبقے کو بھی تعلیم دینے، ڈاکٹر انورالدین نے فوری طور پر کورس شروع کرنے، مسٹر انور معظم نے اردو سے متعلق تحقیقی یونٹ قائم کرنے مسٹر نریندر لوتھر نے ترجمے کا مضبوط اور باخبر شعبہ قائم کرنے، پروفیسر بدر تقی نے لڑکیوں کے لیے روزگار رُخی کورسوں کی شروعات کرنے جیلانی بانو نے اردو مخطوطوں کے تحفظ اور اردو قواعد و احتساب کو عام کرنے، مسٹر شاہد نے انگریزی میڈیم کے اردوداں طلبا کو ٹیکنیکل کورسوں میں داخلے کے امکانات پیدا کرنے اور فیڈنگ چینل (اردو میڈیم اسکولوں) کو بہتر بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔

قبل ازیں اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر شمیم جے راجپوری نے اپنے استقبالیہ خطبے میں ایکٹ کے حوالے سے یونیورسٹی کی تشکیل کا مقصد بتاتے ہوئے کہا کہ فوری طور پر فاصلاتی تعلیم کی شروعات کی تجویز زیر غور ہے۔ مختلف یونیورسٹیوں کے تعاون سے یہ ممکن بھی نظر آتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اب تک انھیں چالیس شعبے کھولنے کی تجاویز ملی ہیں مگر کوئی بھی کام وسائل اور حالات کی روشنی ہی میں ممکن ہے۔ انھوں نے کہا کہ سمپوزیم کی سفارشات کی بنیاد پر آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ سفارشات زیادہ مربوط بنانے کے لیے اسی طرح کے سمپوزیم کا انعقاد دہلی، پٹنہ، ممبئی، بنگلور اور کلکتے میں بھی منعقد کرنے کا ارادہ ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے مشورے یونیورسٹی کو فعال اور بااثر بنانے کے لیے سامنے آسکیں۔

کتابت مرکزوں کی کمپیوٹر کاری کا آغاز

دہلی 26 فروری قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئے سال 99-98 سے کتابت مرکزوں کی کمپیوٹر کاری کا آغاز کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں 26 فروری کو کونسل کے دفتر میں ملک کے مختلف حصوں کے 30 کتابت مرکزوں کی میٹنگ منعقد ہوئی۔ اس میں کتابت مرکزوں کے منتظمین کے علاوہ انسٹرکٹر حضرات نے بھی شرکت کی۔ علاوہ ازیں کمپیوٹر کاری کا تجربہ رکھنے والے ماہرین بھی مدعو تھے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو پروفیسر ابوالکلام قاسمی کے علاوہ رانچی یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو پروفیسر انور سجاد نے کتابت مرکزوں کی کمپیوٹر کاری کی اہمیت پر زور دیا۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے بتلایا کہ ایسے سوفٹ ویئر تیار ہر چکے ہیں جن سے 72 زبانوں میں کام ہو سکتا ہے۔ پروفیسر حامد حسن ڈائرکٹر کمپیوٹر سینٹر جامعہ ملیہ نے کمپیوٹر کاری کی اہمیت اور دیگر متعلقہ نکات پر روشنی ڈالی۔

شرکاء جلسہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ نے کتابت اور خاص طور پر خطاطی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح پہلے کنڈے کے قلم سے لکھا جاتا تھا پھر پنسل اور فاؤنٹین پین سے لکھنے کا سلسلہ جاری ہوا گویا دوات کو قلم کا حصہ بنا دیا گیا۔ اب جب کہ دنیا سکڑ کر چھوٹی ہو گئی ہے، اطلاعات کا دھماکہ معاشرے میں انقلاب کا سبب بن گیا ہے۔ لیاقت اور اعلیٰ معیار کی کارکردگی کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کتابت کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کو بھی اردو میں فروغ دیا جائے۔ خطاطی کو برقرار رکھنے اور فروغ دینے کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا مگر اس کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کاری وقت کا تقاضہ بن گئی ہے لہٰذا قومی اردو کونسل نے طے کیا ہے کہ کتابت مرکزوں میں کمپیوٹر سے بھی کتابت کا آغاز کیا جائے۔ ڈاکٹر بھٹ نے مرکزوں کو جدید ڈھنگ سے آراستہ کرنے، انسٹرکٹروں اور کتابت سیکھنے والے طلبا کے وظیفے میں اضافہ اور اس کے ساتھ ساتھ کام کے معیار میں بہتری لانے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

انھوں نے کہا کہ کتابت سکھانے کا اہم مقصد روزگار مہیا کرانا ہے۔ کمپیوٹر آنے کے بعد کتابت کی اہمیت کم ہوئی ہے اسی صورت میں اگر کتابت سکھانے کے بعد کمپیوٹر کی بھی تربیت دی جائے تو روزگار کے زیادہ مواقع مہیا ہونگے اردو کے ساتھ انگریزی اور ہندی کی بھی واقفیت ہوگی ان کی مارکیٹ ویلیو بڑھیگی۔ انھوں نے اس نکتہ پر خصوصی زور دیا کہ اگر اسکولوں کا سروے کر کے اچھے طلبا کا انتخاب کیا جائے اور جو آگے تعلیم حاصل کرنے کی اہلیت یا مالی وسائل نہیں رکھتے مگر باصلاحیت طالب علم ہیں انھیں کمپیوٹر شدہ کتابت مرکزوں میں داخلہ دیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مدرسوں سے فارغ طلبا یا مراسلاتی نصاب سے تعلیم یافتہ لڑکوں کو بھی لیاقت کی بنیاد پر کمپیوٹر شدہ کتابت مرکزوں میں داخلہ دیا جائے۔ مگر اس کے لیے مرکزوں کا Infra Structure بدلنا ضروری ہے۔ پروفیسر انور سجاد جو رانچی میں مرکز ادب و سائنس کے بھی روح رواں ہیں بتایا کہ انفورمیشن تکنالوجی کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے۔ ضروری ہے کہ اردو میں نہ صرف کمپیوٹر کاری بلکہ جدید انداز کی طرز تعلیم کے حصول کے لیے مہم چلائیں اور اس کام میں رضاکارانہ جوش کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کسی دو پیکیج مثلاً اکاؤنٹنگ (حساب کھاتہ داری اور DTP سیکھ لیں تو -/2500 سے -/10,000 روپے مہینے تک کی آمدنی ممکن ہے۔ اس لیے کتابت کے ساتھ کمپیوٹر کو منسلک کرنا ضروری ہے۔

پروفیسر نثار احمد فاروقی نے کہا کہ وہ 1983 سے امروہہ میں دو کتابت مرکز چلاتے ہیں مگر پہلے کبھی ترقی اردو بیورو میں اس قدر جوش و ہوش کے ساتھ کام کا جذبہ نظر نہیں آیا۔ انھوں نے کہا کہ کتابت سنٹر سے کمپیوٹر کو مربوط کرنا ضروری ہے۔

قومی اردو کونسل کے نائب صدر ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے میٹنگ کی صدارت کی۔

مرکزی مدرسہ بورڈ اور علاقائی مدرسہ بورڈ کے قیام کی ضرورت

23/ فروری 1998ء کو قومی اردو کونسل برائے فروغ اردو زبان کے دفتر آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی میں عربی، فارسی زبانوں کے فروغ کے لیے مالی معاونت کمیٹی کی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں مدرسہ تعلیمی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے ایک مربوط منصوبہ تیار کرنے کے لیے اقدامات پر غور کیا گیا۔ تاکہ مدرسہ تعلیم کو روزگار سے جوڑا جاسکے۔ اس میٹنگ کی صدارت محترمہ سیدہ سیدین، ممبر قومی خواتین کمیشن نے کی۔ اس میٹنگ میں جن اصحاب نے شرکت کی ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ جناب سید حامد
۲۔ پروفیسر شمیم حنفی
۳۔ پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی
۴۔ پروفیسر محمد ہاشم علی
۵۔ پروفیسر عبدالودود اظہر
۶۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی
۷۔ جناب ایم۔ اے۔ رحیم
۸۔ جناب فہیم الدین صدیقی
۹۔ ڈاکٹر قمر الدین
۱۰۔ پروفیسر اعجاز الدین احمد
۱۱۔ پروفیسر این۔ ایس۔ گوریکر
۱۲۔ پروفیسر گنگادھر پانڈے
۱۳۔ جناب سمیع سنگھ
۱۴۔ جناب ٹی۔ آر۔ پرساد

قومی اردو کونسل کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ نے شرکاء کا خیر مقدم کیا اور مالی معاونت کی اسکیم کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ کلاسیکی زبانوں (عربی اور فارسی) کے فروغ کے لیے حکومت ہند کی مالی معاونت کی اسکیم سے شمالی مشرقی اور ملک کی جنوبی ریاستوں نے فائدہ اٹھایا ہے البتہ شمالی ہند میں مدارس نے اس اسکیم سے اب تک خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ انھوں نے کہا کہ مدرسہ تعلیم میں دینی تعلیم کی مرکزیت کو برقرار رکھتے ہوئے دنیوی علوم کی گنجائش پیدا کی جانی چاہیے۔ جناب سید حامد نے مدرسوں کی تعلیم کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ پورے ملک میں مدرسہ ایجوکیشن کو مربوط اور منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا مرکزی اور علاقائی سطح پر مدرسہ بورڈ کے قیام کی ضرورت ہے تاکہ مدرسے ان بورڈوں سے ملحق ہو سکیں۔ جب تک مدرسہ بورڈ قائم نہ ہو NCPUL قومی نوڈل ایجنسی کی حیثیت سے کام کرے۔ قومی کونسل کے وائس چیرمین جناب راج بہادر گوڑ نے کہا کہ عربی زبان کے فروغ کے ساتھ ساتھ مدرسوں کی جدید کاری کے سلسلے میں مدارس کی رضامندی شرط اول ہے۔ شرکاء مجلس اس بات پر متفق تھے کہ مدرسوں کے لیے قومی سطح پر نصابی تعلیم تیار کیا جائے جس میں بنیادی مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ جنرل سائنس، سوشل اسٹڈیز اور ریاضیات کی بھی تعلیم کا نظم ہو جسے مدرسے خود اپنی ضرورت کے مطابق ترمیم و اضافے کے ساتھ اختیار کر سکتے ہیں۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ قومی اردو کونسل سے دی جانے والی امداد کے ساتھ ساتھ مدرسے کے اساتذہ کو حسب ضرورت تربیت بھی دی جائے تاکہ معیار تدریس میں بہتری آسکے۔ شرکاء مجلس اس بات پر بھی متفق تھے کہ مذہب کے تقدس اور اہمیت کو برقرار رکھتے ہوئے مدرسوں نے تعلیم اور قومی وحدت کے لیے ناقابل فراموش کردار ادا کیا ہے جس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

میٹنگ میں اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ کونسل ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی کے تجربات سے فائدہ اٹھا کر اس بات کی کاوشیں کریں کہ مدرسہ ایجوکیشن کے لیے یکساں معیار متعین ہو جانے کے بعد (Association of Indian Universities (AIU)) سے مدرسہ تعلیم کو قومی تعلیمی نظام سے دیے جانے والے ڈپلومہ اور ڈگری کے مساوی کروانے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔

دہلی کے اردو میڈیم سیکنڈری اسکولوں اور قومی اردو کونسل کے نئے رابطے

دہلی کے اردو میڈیم سیکنڈری اسکولوں کے پرنسپل اور انتظامیہ کے نمائندوں کی ایک میٹنگ قومی کونسل برائے فروغ اردو کے دفتر میں منعقد ہوئی۔ اس میں جن نمائندوں نے شرکت کی وہ ہیں۔

جناب انوکھے لال، پرنسپل گورنمنٹ سینئر سیکنڈری اسکول، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، دتی۔ جناب احسان احمد صدیقی، وائس پرنسپل گورنمنٹ سینئر سیکنڈری اسکول، جامع مسجد، دتی۔ جناب عبدالسلام، پرنسپل اینگلو عربک سینئر سیکنڈری اسکول، اجمیری گیٹ، دتی۔ جناب محمود علی، شفیق میموریل سینئر سیکنڈری اسکول، باڑہ ہندوراؤ۔ محترمہ تقی، گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر، اوکھلا، نئی دتی۔ جناب محمد یونس، ٹیچر گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول۔ جناب حافظ لئق، سکریٹری المصباح سینئر سیکنڈری اسکول، گلی ایشوری پرشاد، جامع مسجد، دتی۔ محترمہ طاہر کاظمی (نمائندہ)، گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، بلبلی خانہ، دتی۔ ڈاکٹر طاہر کاظمی (نمائندہ)، گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول، جعفرہ آباد۔ جناب جلال انجم (نمائندہ)، گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر، اوکھلا، نئی دتی۔ محترمہ حلیمہ سعدیہ (نمائندہ) ہمدرد پبلک سینئر سیکنڈری اسکول سنگم وہار تعلیم آباد، نئی دتی۔ جناب فیروز بخت اور جناب منظور عثمانی ریٹائرڈ پرنسپل شفیق میموریل اسکول باڑہ ہندوراؤ نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔

اردو میڈیم سیکنڈری اسکولوں کے پرنسپل اور انتظامیہ کے نمائندوں پر مبنی اپنی نوعیت کی یہ پہلی میٹنگ تھی۔ قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ نے اپنی استقبالیہ تقریر میں اردو میڈیم اسکولوں کے طلباء کی مشکلات، درسی کتابوں کے معیار اور تقسیم کاری، اساتذہ کی ٹریننگ اور متعلقہ دیگر مسائل پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا اردو میڈیم اسکولوں کا نصاب قومی نصاب اور قومی ضروریات کو مد نظر رکھ کر بنایا گیا ہے۔ یہاں بھی این سی ای آر ٹی، کی درسی کتابیں مروج ہیں اور سی بی ایس سی کا معیار متعین ہے اور اسی معیار اور اسی قومی نصاب کو برقرار رکھنا ہوگا تاکہ اردو طلباء ملک کے مرکزی تعلیمی دھارے کا حصہ بنے رہیں اور ہائی اسکول سے آگے کی تعلیم میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ نے کہا کہ نصابی کتابوں کی بروقت فراہمی کے علاوہ ان اسکولوں میں ہندی اور انگریزی کی تدریس میں مزید بہتری لانے کی

ضرورت ہے۔ اسکولوں میں تعلیمی ماحول کی بہتری کے لئے کمپیوٹر سیکھنے کے لئے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے۔ قومی اردو کونسل اس سلسلے میں جزوی مالی تعاون کی فراہمی پر غور کر رہی ہے۔

اردو میڈیم اسکولوں کے پرنسپل اور انتظامیہ کے نمائندوں نے بتایا کہ اردو طلباء کی انگریزی کا معیار اور فہم میں مزید بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر نصابی کتابوں میں اصطلاحات کو انگریزی میں بھی برقرار رکھا جائے، شروع سے ہی انگریزی اصطلاحات کے اردو متبادل بھی دے دئے جائیں مگر استعمال میں انگریزی اصطلاحات کو ترجیح دی جائے۔ اسی طرح نصابی کتابوں کی زبان میں بہتری لائی جاسکتی ہے اور طلباء کے نتائج پہلے سے بہتر ہوسکتے ہیں۔ بعض اساتذہ نے کتابوں کی بروقت فراہمی، جغرافیہ کی تدریس کے لئے نقشوں کی عدم موجودگی، بورڈ کے امتحانات میں سوالناموں میں بعض اوقات اردو رسم الخط میں سوالوں کا نہ ہونا وغیرہ مسائل کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے ورک بک اور کمپیوٹر کی فراہمی پر بھی زور دیا۔

پرنسپلوں نے کہا پرائمری سے جو طلباء چھٹی درجے میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے اکثر کی اردو میں بھی جانکاری معیاری نہیں ہوتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ پرائمری سطح کے معیار تعلیم پر توجہ دی جائے۔ انہوں نے بتایا کہ ہندی میڈیم کے طلباء اور اردو میڈیم کے طلباء کی صلاحیتوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ البتہ کچھ دشواریوں کی بنا پر طالب علموں کو امتحان سے پہلے اپنا اردو میڈیم ترک کرنا پڑتا ہے اور عام طور پر ان کے امتحان کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔

فیروز بخت جن کو اس جلسے میں شرکت کی خصوصی دعوت دی گئی تھی نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ آج پہلی بار محسوس ہو رہا ہے کہ کوئی ادارہ سنجیدگی خلوص اور فکرمندی کے ساتھ اردو میڈیم اسکولوں کے مسائل کی یکسوئی کی طرف توجہ کر رہا ہے۔

اساتذہ اور انتظامیہ کے نمائندوں کے اظہار خیال کے بعد قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر نے اردو میڈیم اسکولوں کے طلباء کے لئے معاون تعلیمی مواد، جغرافیہ کے نقشے ہندی اور اردو میں مہیا کرانے، نصاب کی کتابوں کو بروقت مہیا کرانے، اردو طلباء کو کوچنگ دینے کے لئے اسکولوں کو مالی تعاون دینے اور جنرل نالج کی کتابوں، ورک بکس کی فراہمی کے سلسلے میں کونسل کی طرف سے اٹھائے جانے والے اقدامات سے شرکا کو آگاہ کیا۔ انہوں نے پرنسپل حضرات سے درخواست کی کہ وہ اپنے باصلاحیت اساتذہ کی فہرست فراہم فرمائیں جو اردو طلباء کی کوچنگ اور نئی نصابی کتابیں اور تعلیمی مواد تیار کرنے کے لئے آمادہ ہوں تاکہ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نئی نصابی کتابیں تیار کروانے میں ان اساتذہ سے مدد لی جاسکے۔

"فن خطاطی اور گرافکس" میں ڈپلومہ کورس قومی اردو کونسل کا فیصلہ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے فن خطاطی کے طلبا کے لئے بہتر روزگار کی فراہمی اور مارکیٹ میں ان کے فن کی مانگ کے بہتر مواقع کی فراہمی کے ساتھ ساتھ بین قومی بازار میں بھی خطاطی کی مانگ میں اضافہ اور فن خطاطی کے وقار کے فروغ کے لئے اقدام کا آغاز کیا ہے۔ اب خطاطی کے طلبا کو آرٹ سے متعلق دیگر معلومات اور ابتدائی تربیت بھی فراہم کی جائے گی تاکہ وہ نہ صرف فن خطاطی بلکہ آرٹ کے دیگر انداز سے بھی متعارف ہوں اور ان سے اس طرح استفادہ کریں کہ بازار میں انہیں بہتر روزگار اور وقار حاصل ہو۔

حسب بالا مقاصد کے پیش نظر قومی اردو کونسل نے 14/اپریل 98 کو مندرجہ ذیل ماہرین فن کو مدعو کیا تھا تاکہ فن خطاطی کی معنویت اور مانگ میں اضافہ اور خطاطی کے طلبا کے وقار اور روزگار کے مواقع میں اضافہ کے لئے امکانات کا جائزہ لیا جائے اور بہتر لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے۔

میٹنگ میں شعبہ فنون لطیفہ (فائن آرٹ) کے **ڈاکٹر زرگر ظہور، ڈاکٹر صدر عالم** اور ممتاز آرٹسٹ **کے۔ ایم چودھری**، جناب **جاوید اشرف** نے شرکت کی۔ **ڈاکٹر امینہ احمد آہوجہ** نے میٹنگ کی صدارت فرمائی۔

ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ نے کہا کہ فن خطاطی کا قدیم زمانے سے فنون لطیفہ (فائن آرٹ) میں ممتاز مقام رہا ہے۔ اس فن کو عربی اور خاص طور سے قرآن پاک کی آیات سے مربوط کر کے لاثانی طغرے تیار کئے گئے، تاج محل کے حسن کا ایک سبب خطاطی بھی ہے مگر اب رفتہ رفتہ اس فن کے طلبا اور ماہرین کا دائرہ روزگار کم ہوتا جارہا ہے۔ زمانے کی تبدیلی کا تقاضہ ہے کہ خطاطی کے فن کو برقرار رکھتے ہوئے فن کے دیگر اسلوب مثلاً جدید آرٹ، کمرشل آرٹ اور گرافکس سے اسے مربوط کیا جائے تاکہ جب طلبا خطاطی اور گرافکس پر دسترس حاصل کریں تو ان کے فن کے وقار اور روزگار کے مواقع میں اضافہ ہو۔

شرکائے مجلس کے مشوروں اور موضوع کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر کے بعد طے پایا کہ خطاطی کے آرٹ کو آرٹ کے دیگر اسلوبوں سے مربوط کرنے کے لئے خطاطی کے طلبا کو نہ صرف عملی تربیت دی جائے بلکہ نظری معلومات (Theory) سے بھی آگاہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں خط کھینچنے کے لئے ہاتھوں کی مناسب تربیت بھی ضروری ہے۔ گرافک ڈیزائن اور آرٹ موٹیف کی بھی بات اٹھائی گئی۔

میٹنگ میں یہ بات کہی گئی کہ فن خطاطی کے طلبا زیادہ تر درمیانے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں زندگی کے بہترین سال صرف کرنے کے باوجود اگر انہیں وقار کے ساتھ روزگار کی فراہمی کے وسیع تر مواقع نہیں ملتے تو ان کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ چونکہ قومی اردو کونسل اردو کتابت اور خطاطی کے شعبوں کے فروغ کے لئے کام کر رہی ہے، اسی لئے کتابت سینٹر اور خطاطی سینٹر قائم کئے گئے ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ اسے معاصر علوم وفنون سے مربوط

کر کے بازار میں ان کی اہمیت اور قدر و قیمت میں اضافہ کیا جائے۔

ڈاکٹر امینہ احمد نے خطاطی اور اس سے متعلقہ آرٹ کے لئے مزید گنجائشوں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اس فن کو اگر ترقی دی جائے تو نہ صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پوری دُنیا میں بھی اس کی مانگ بڑھ سکتی ہے۔ میٹنگ میں اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر خطاطی کے طلبا کو موڈلنگ، رنگوں کے استعمال مختلف طرح کے شیڈ کے استعمال کے ذریعہ بہتر ڈیزائن کی تربیت دی جائے نیچر میں موجود فنکاری کے نمونوں کا مشاہدہ کرایا جائے تو خطاطی کے فن کو مزید جلا ملے گی۔ شرکا نے زور دیا کہ فن (آرٹ) کی تاریخ اور اسلامی آرٹ (خطاطی) کی تاریخ بھی پڑھانی چاہیے۔

میٹنگ میں یہ بھی طے پایا کہ "فن خطاطی اور گرافکس" کے لئے دو سالہ ڈپلومہ کورس کے نصاب کی تیاری کے لئے فائن آرٹ کے اساتذہ اور صاحب نظر فنکاروں پر مشتمل نصابی کمیٹی تشکیل دی جائے۔

[redacted]

یہ اردو زبان کی وہ مشہور اور مستند لغت ہے جو برسوں سے نایاب تھی۔ اس لغت میں عربی، فارسی، ترکی، ہندی سنسکرت اور انگریزی کے وہ الفاظ شامل ہیں جو اردو زبان کا جزو بن چکے ہیں۔ اس کی کچھ اہم خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ عدالتی الفاظ
۲۔ بیگماتی محاورات
۳۔ اہل پیشہ واہل حرفہ کی ضروری اصطلاحات
۴۔ داخل روزمرہ ضرب الامثال
۵۔ اشارات وکنایات
۶۔ تاریخی واقعات
۷۔ مناسب حال مادے
۸۔ علم زبان کے رموز و نکات
۹۔ اردو صرف و نحو کے قاعدے
۱۰۔ ملک کی متداولہ اسمیں
۱۱۔ قدیم وجدید تحقیقات کے اختلافات مع نظائر
۱۲۔ نظم ونثر میں لفظوں کے کثیر المعانی استعمال کی مثالیں اور وجہ تسمیہ
۱۳۔ تمام اولیا اور فقرائے ہند کے اسمائے گرامی مع حالات
۱۴۔ علمائے کرام کے نام اور مختصر سوانح حیات

علاوہ ازیں دیگر امور کی تشریحات بھی اس لغت میں درج ہیں چار جلدوں پر مشتمل یہ لغت ۵۵ ہزار سے زائد الفاظ کا بے مثال ذخیرہ ہے۔

فوٹو آفسیٹ سے شائع کردہ اس فرہنگ میں اصلی ایڈیشن کی بعض غلطیوں کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔

سائز	:	20x26/4
صفحات	:	ڈھائی ہزار سے زائد
قیمت	:	(مکمل تین جلدیں) 750 روپے
نوٹ	:	سہ ماہی رسالہ اردو دنیا مفت حاصل کریں۔ کتابوں اور دیگر معلومات کے لیے لکھیں۔

شعبۂ فروخت:
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
ویسٹ بلاک۔۱، آر۔کے۔ پورم، نئی دہلی۔۱۱۰۰۶۶
Green House, 5-4-435/20, Station Road, Nampally, Hyderabad - 500001 (A.P.)

تحریر سید شہاب الدین

ترجمہ رحمت اللہ فاروقی

۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے تحت اردو کی حیثیت

۱۹۹۱ء کی مردم شماری ہند کا سلسلہ نمبر 1 بابت ۱۹۹۱ء کے قرطاس نمبر 1 سے جو حال ہی میں منظر عام پر آیا ہے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ تمام اردو گو ریاستوں میں اردو تیزی سے تنزل پذیر ہے، بالفاظ دگر یہ آہستہ آہستہ ختم ہوتی جارہی ہے، اگرچہ وہ اب بھی اپنے ہندستان گیر کردار کی حامل ہے۔ جب کہ آئین میں شامل یا غیر شامل زبانیں اس کردار کی حامل نہیں ہیں۔ مردم شماری کے مطابق یہ زبان ہندی، بنگالی، تلگو، مراٹھی اور تامل کے بعد چھٹے درجہ میں شامل ہے جسے لوگوں نے اپنی مادری زبان لکھوایا ہے۔ جدول 1 سے ان زبانوں کا پتہ چلتا ہے جنہیں مجموعی قومی آبادی میں سے کم از کم 17 فیصد عوام نے اپنی مادری زبان قرار دیا ہے۔

(**جدول۔1**) اردو کی وہی حیثیت ہے جو اسے ۱۹۷۱ء اور ۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں حاصل تھی جب کہ ہندی کا تناسب 38.04 فیصد سے 38.71 اور 39.85 ہو گیا جب کہ اردو کا تناسب 5.22 اور 5.11 اور 5.13 ہو گیا جیسا کہ جدول نمبر 2 سے معلوم ہوتا ہے۔

(**جدول۔ 2**) ۱۹۸۱ء کے لیے تامل کے مکمل اعداد و شمار دستیاب نہیں کیوں کہ تامل ناڈو کے مردم شماری ریکارڈ سیلاب کے سبب تلف ہو گئے تھے۔ اس لیے مجموعی آبادی کا اوسط نہیں دیا گیا۔

ہندی کا معاملہ:

جیسا کہ مندرجہ ذیل جدول سے معلوم ہوگا مردم شماری میں ہندی کی ماتحت زبانیں بولنے والے تقریباً 104 ملین افراد کے نام شامل ہیں جنہوں نے (103,839,829) ہندی کو اپنی مادری زبان نہیں لکھوایا بلکہ دوسری زبانیں بطور مادری زبان لکھوائیں جو ہندی کی قرابت دار یا اس سے وابستہ یا اس کا لہجہ سمجھی جاتی ہیں۔

(**جدول ۔ 3**) یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر ان غیر ہندی زبانوں کو ملحوظ رکھا جائے تو ہندی کا تناسب اس کی اونچی سطح 39.85 فیصد سے گھٹ کر 27.58 فیصد رہ جائے گا۔ یہ تعداد پھر بھی زیادہ بولی جانے والی زبان بنگالی کے مقابلے میں زیادہ رہے گی جس کے بولنے والوں کا اوسط 8.22 فیصد ہے۔ اسی طرح کی ایک اہم بات یہ ہے کہ ان غیر ہندی زبانوں (بشمول ہندی کی ماتحت زبانوں) کے علاقوں میں رہنے والے بہت سے اردو گو افراد نے اپنی زبان غیر ہندی لکھوائی اس طرح وہ ہندی کی ماتحت زبانوں کو بولنے والوں میں شامل ہو گئے۔ لیکن اس قیاس کی صحت کا پتہ لگانے کا کوئی طریقہ نہیں۔

مزید تجزیہ سے قبل ہمیں ایک بنیادی مفروضہ تیار کرنا ہوگا۔ اردو ہندوستانی مسلمانوں کے مترادف یعنی ان کے ساتھ منسوب ہو کر رہ گئی ہے۔ اگرچہ یہ تمام ہندوستانی مسلمانوں کی مادری زبان نہیں ہے، وہ سب لوگ جنھوں نے اسے مادری زبان قرار دیا ہے ہندوستانی مسلمان ہیں۔

اردو کی ریاست وار تقسیم

جیسا کہ جدول 4 سے ظاہر ہوگا صرف 8 ریاستوں، آندھرا پردیش، بہار، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، تامل ناڈو، اتر پردیش اور مغربی بنگال میں 1 ملین سے زیادہ

اردو گو ہیں جن کی مجموعی تعداد اور اردو گو آبادی کا 93.17 فیصد ہے۔ اس کے بعد چار اہم ریاستیں گجرات، ہریانہ، اڑیسہ، راجستھان اور دہلی ہیں جہاں اردو گو آبادی ایک لاکھ سے زیادہ لیکن دس لاکھ سے کم ہے۔ ان تیرہ ریاستوں کی اردو آبادی پورے ملک میں اردو گو آبادی کا 99.2 فیصد ہے۔ لیکن اردو تمام ریاستوں اور مرکز کے تحت علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ یہ تمام ہندی گو ریاستوں، چنڈی گڑھ، اور دہلی میں دوسری یا تیسری زبان ہے اور تین بڑی ریاستوں آندھرا پردیش، کرناٹک اور تامل ناڈو میں یہاں تک کہ گوا میں بھی ہندی سے آگے ہے۔

جدول نمبر 4۔ جدول نمبر 5

دس سالہ شرح نمو

اردو کی دس سالہ شرح نمو ہندی سے کافی کم ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل جدول سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(جدول۔6) ہم ہندی اور غیر ہندی اردو ریاستوں میں آبادی کے دس سالہ شرح نمو کا جائزہ لیں۔

(جدول۔7) یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہندی گو ریاستوں اور غیر ہندی اردو ریاستوں اور ملک میں ۹۱۔۱۹۸۱ء کے دوران مسلم آبادی کی دس سالہ شرح نمو مجموعی طور پر ۲۱، ۲۶، ۲۴، ۲۲ اور ۲۲،۷ رہی جب کہ اس کے مقابلے میں ہندی ریاستوں اور ملک میں اردو گو آبادی کی شرح نمو بہت کم یعنی بالترتیب ۱۸،۹۳ اور ۸۹، ۲۲ رہی۔ دوسری طرف یہ شرح غیر ہندی۔ اردو ریاستوں میں بہت زیادہ ہے یہ بات اس قیاس کو تقویت دیتی ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے، اپنی پسند سے یا حالات کی مجبوری سے ہندی گو ریاستوں خاص کر ہریانہ، ہماچل پردیش، مدھیہ پردیش اور اتر پردیش میں مسلم فرقہ ہندی سے فائدہ کی وجہ سے خود کو اردو سے دور کرتا جا رہا ہے۔ دوسری طرف غیر ہندی ریاستوں میں سوائے گجرات کے اردو کی شرح نمو مسلم شرح نمو کے برابر ہے۔ اس طرح ہندی ریاستوں میں اب اردو کا رواج کم ہو رہا ہے۔ ۹۱۔۱۹۸۱ء کے درمیان مجموعی آبادی کی شرح نمو میں بھی یہ رجحان باقی ہے۔

صرف بڑی اردو ریاستوں سے متعلق مندرجہ ذیل جدول سے بھی اس قیاس کی مزید توثیق ہوتی ہے۔

(جدول۔ 8) درحقیقت باستثنائے بہار، آندھرا پردیش، اڑیسہ، کرناٹک اور مہاراشٹر اردو آبادی بڑھانے کی سب سے زیادہ شرح غیر ہندی ریاستوں میں رہی۔

اتر پردیش کے معاملے کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے کیوں کہ ملک کی مجموعی مسلم آبادی میں سے ۲۳ فیصد اتر پردیش میں رہتے ہیں تاہم اردو آبادی بڑھنے کی شرح ۵۴ فیصد سے کم ہے اگرچہ مدھیہ پردیش، راجستھان اور ہریانہ میں یہ شرح اور بھی کم ہے۔ لیکن ان ریاستوں میں مسلم اور اردو آبادی دونوں بہت کم ہے۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ ہندی گو ریاستوں میں مسلمانوں اور اردو کے درمیان باہمی تعلق ہے۔ ملک میں اردو گو آبادی بڑھ کر ۴۶۔۸۷ ملین ہو گئی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل جدول سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(جدول۔9) یہ شرح مجموعی قومی آبادی میں 7.64 فیصد ہے اور اردو کو مراٹھی و تامل سے بالاتر بناتی اور ہندی، بنگالی اور تلگو کے بعد چوتھی حیثیت دلاتی ہے۔

نتیجہ

ہندی ریاستوں میں مملکت کی پالیسی نظام تعلیم، انتظامی مشینری اور ذرائع ابلاغ دانستہ اور موثر طور پر اردو کو آبادی کو ہندی گو آبادی بنانے کے لیے استعمال کیے گئے۔ نوجوان نسل کو عام طور پر اردو سیکھنے کے مواقع سے محروم کیا گیا اور اس طرح وہ ہندی کے سوا کوئی زبان نہیں جانتی۔ اگرچہ اپنی تقریر، تحریر میں یہ نسل فارسی اور عربی الاصل اردو الفاظ اب بھی استعمال کر رہی ہے۔ اس طرح اردو کا درجہ گھٹا کر اسے ہندی کا ایک لہجہ بنا دیا گیا ہے اور اسے تڑپ تڑپ کر مرنے کی سزا دی گئی ہے۔ یہ کسی زبان کو ختم کرنے کا ایک دردناک یا غیر دردناک عمل ہے اس کا انحصار کسی شخص کے نقطہ نظر پر منحصر ہے۔ **(قومی آواز، نئی دہلی)**

جدول۔1

۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق آئین میں درج زبانیں اپنے بولنے والوں کی تدریجی تعداد کے حساب سے

زبان	افراد جنھوں نے اپنی مادری زبان لکھوائی	مجموعی آبادی کا اوسط
ہندی	337,272,114	39,85
بنگالی	69,595,738	8,22
تلگو	66,017,615	7,80
مراٹھی	62,481,681	7,38
تامل	53,006,368	6,26
اردو	43,403,932	5,13
گجراتی	40,673,814	4,81
کناڈا	32,753,676	3,87
ملیالم	30,377,176	3,59
اڑیسہ	28,061,313	3,32
پنجابی	23,378,744	2,76
آسامی	13,079,696	1,55

جدول نمبر۔۲

آئین میں درج زبانوں کے بولنے والوں کی متناسب تعداد ۱۹۷۱ء ۱۹۸۱ء اور ۱۹۹۱ء

مجموعی آبادی کا اوسط

زبان	1971	1981	1991
ہندی	38,04	38,71	39,85
بنگالی	8,17	7,51	8,22
تلگو	8,16	7,41	7,80
مراٹھی	7,62	7,24	7,38
تامل	6,88	**	6,26
اردو	5,22	5,11	5,13

جدول۔۳

وہ زبانیں جو آئین کی آٹھویں شق میں شامل ہیں (درج فہرست زبانیں)

زبان	بولنے والوں کی مجموعی تعداد	خاص زبان بولنے والوں کی تعداد	غیر مندرجہ فہرست زبان بولنے والوں کی تعداد (ملین سے زیادہ)
	337,272,114		
ہندی	233,432,285	بگھیلی،	1,387,160
		بھوجپوری	23,102,050
		بندیلی	1,657,473
		بندیل کھنڈی	
		چھتیس گڑھی	10,595,199
		گڑھوالی	1,872,578
		مہروتی	1,235,252
		کھورٹھا رکھوتا	1,049,655
		کمایونی	1,717,191
		لمانی رلمباڑی	2,054,537
		مگدھی رمگھی	10,566,842
		میتھلی	7,766,597
		مالوی	2,970,103
		مارواڑی	2,114,622
		نماڑی	1,420,051
		پہاڑی	2,179,832
		راجستھانی	13,328,581
		سرگوجیا	1,045,455
		دیگر	13,103,375
		میزان	103,839,829

جدول۔ ۴

اردو زبان کی تقسیم، ہند ریاستی اور مرکز کے تحت علاقے

1991ء

ریاستیں	اردو گو افراد
ہندوستان	43,406,932
ریاستیں	
آندھرا پردیش	5,560,154
اروناچل پردیش	1,370
آسام	3,935
بہار	8,542,463
گوا	39,944
گجرات	547,737
ہریانہ	261,820
ہماچل پردیش	8,252
کرناٹک	4,480,038
کیرالہ	12,625
مدھیہ پردیش	1,227,672
مہاراشٹر	5,734,468
منی پور	193
میگھالیہ	2,863
میزورم	349
ناگالینڈ	1,381
اڑیسہ	502,102
پنجاب	13,416
راجستھان	953,497
سکم	1,703
تامل ناڈو	1,036,660
تری پورہ	173
اترپردیش	12,492,927
مغربی بنگال	1,455,649
مرکز کے تحت علاقے	
جزائر انڈمان و نکوبار	1,492
چنڈی گڑھ	4,570
دادر و نگر حویلی	198
دمن و دیو	84
دہلی	512,990
لکشدیپ	37
پانڈیچری	6,170

جدول۔ ۵

اردو اور ہندی کی متناسب حیثیت

ہندی گو اور غیر ہندی اردو ریاستیں

زبان	ہندی		
آندھرا پردیش	3	2	
بہار *	1	2	
گوا	5	4	(کوکنی مراٹھی اور کناڈا کے بعد
گجرات	3	4	(گجراتی مراٹھی اور ہندی کے بعد
ہریانہ	1	3	(ہندی اور پنجابی کے بعد)
ہماچل پردیش	1	2	(نفی)
کرناٹک	7	2	
مدھیہ پردیش	1	3	(ہندی اور مراٹھی کے بعد)
مہاراشٹر	2	3	
اڑیسہ	2	3	(اڑیہ اور ہندی کے بعد)
راجستھان	1	2	
تامل ناڈو*	g.	4	(تامل تلگو اور کنڑ کے بعد)
اترپردیش*	1	2	
مغربی بنگال*	2	3	(بنگالی اور ہندی کے بعد)
چنڈی گڑھ	1	3	(پنجابی کے بعد نفی)

*ملین سے زیادہ اردو گو

جدول۔٦

ہندی ریاستوں میں اردو کی شرح نمو ١٩٩١ء

ریاست / مرکز کے تحت علاقہ	1991 مجموعی آبادی	1991 اردو آبادی	1991 مسلم آبادی	1981 مجموعی آبادی	1981 اردو آبادی	1981 مسلم آبادی	شرح نمو 1981-91 مجموعی آبادی	شرح نمو 1981-91 اردو آبادی	شرح نمو 1981-91 مسلم آبادی
ہندی ریاستیں:									
بہار	86,374	8,543	12,788	69,915	6,956	9,875	23,54	22,81	29,50
ہریانہ	16,466	0,262	0,764	12.922	0,227	0,524	27,43	15,42	45,89
ہماچل پردیش	5,171	0,008	0,089	4.281	0,013	0,070	20,79	38,46(-)	28,04
مدھیہ پردیش	66,181	1,228	3,283	52,179	1,131	2,502	26,83	5,58	31,21
راجستھان	44,006	0,954	3,525	34,262	0,725	2,492	28,44	31,59	41,46
اترپردیش	139,112	12,493	24,110	110,862	10,767	17,658	25,48	16,03	35,78
چنڈی گڑھ	0.642	0,005	0,017	0,452	0,003	0,009	42,04	66,67	91,73
دہلی	9,421	0,513	0,890	6,220	0,363	0,482	51,46	41,32	84,64
میزان	367,373	24.006	45,466	291,093	20,185	33,612	26,21	18,93	35,27
غیر ہندی۔اردو ریاستیں									
آندھرا پردیش	66,508	5,560	5.924	53,550	4,169	4,532	24,20	33,37	30,66
گجرات	41,318	0,548	3,607	34,089	0,609	2,908	21,19	10,021(-)	24,05
کرناٹک	44,977	4,480	5,234	37,136	3,513	4,164	21,11	27,53	27,52
مہاراشٹر	78,937	5,735	7,629	62,784	4,319	5,806	25,73	32,79	31,40
اڑیسہ	31,660	0,502	0,578	26,370	0,372	0,422	20,06	34,95	36,83
تامل ناڈو	55,859	1,037	3,053	48,408	0,865	2,520	15,39	19,99	21,14
مغربی بنگال	68,078	19,318	16,076	54,581	1,200	11.743	24,73	21,53	36,89
میزان	387,329	43,407	42,101	316,915	15,047	32,097	22,22	28,38	31,17

معاصر اخبارات سے

"الفاظ بولتے بھی ہیں" کی رسم اجرا

● 2/فروری کو چنڈی گڑھ میں منعقد ایک سادہ تقریب میں ہریانہ کے گورنر جناب مہابیر پرساد کو جناب کشمیری لال ذاکر نے اپنی تازہ کتاب "الفاظ بولتے بھی ہیں" پیش کی۔ ذاکر صاحب نے یہ کتاب اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع کی ہے۔ حرف شناسی کو فروغ دینے والی اس کتاب کی تصنیف پر گورنر صاحب نے جناب ذاکر کو مبارکباد دی۔

(عوام، دہلی)

جموں میں محفل شعر و سخن

● 17/جنوری کو جموں وکشمیر ریاست کی ادبی تنظیم "ادبی کنج جے اینڈ کے" کی جانب سے ایک محفل شعر و سخن منعقد کی گئی۔ جس میں ریاست کے مختلف علاقوں اور مختلف زبانوں کے ادبا و شعرا اور شائقین کے علاوہ دانشوروں اور صحافیوں نے شرکت کی۔

(تسکین، جموں)

پروفیسر شمس الرحمن فاروقی کا خطبہ

● 26/فروری کو شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی کے زیر اہتمام 26ویں نظام اردو خطبات کے تحت "داستان، زبانی بیانیہ، بیان کنندہ اور سامعین" کے موضوع پر لیکچر پیش کرتے ہوئے پروفیسر شمس الرحمن فاروقی نے کہا کہ داستان سے بے اعتنائی دراصل ہماری اپنی ہی بے بصیرتی کا غماز ہے ورنہ یہ داستانیں وقیع بھی ہیں اور اہم تہذیبی سرمایہ بھی۔ دہلی یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر پروفیسر آباد احمد نے نظام خطبات کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی۔ صدر شعبۂ اردو پروفیسر امیر عارفی نے اپنے تعارفی کلمات میں پروفیسر فاروقی کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کے کارناموں پر بھرپور روشنی ڈالی۔

(قومی آواز، دہلی)

دہلی یونیورسٹی میں دو کتابوں کا اجرا

● 26/فروری کو شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی میں دو کتابوں کی رسم اجرا عمل میں آئی۔ "غالب، شخصیت اور شاعری" کے نئے ایڈیشن کی رسم اجرا پروفیسر آباد احمد کے ہاتھوں عمل میں آئی جب کہ الیاس احمد گدی مرحوم کا سفرنامہ بنگلہ دیش "لکشمن ریکھا کے پار" کی رسم اجرا پروفیسر شمس الرحمن فاروقی نے انجام دی۔

(ڈاک سے)

"دل حرف حرف چہرے" پر مذاکرہ

● 15/اپریل کی شام 5 بجے انجمن ترقی اردو ہند کے زیر اہتمام مولوی عبدالحق آڈیٹوریم میں جناب عظیم اختر کی

تازہ تصنیف "دلی حرف حرف چہرے" پر ایک محفل مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا۔ مذاکرے کی صدارت ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے فرمائی جب کہ نظامت کے فرائض جناب فاروق ارگلی نے انجام دیے۔ انجمن کے سکریٹری ڈاکٹر خلیق انجم نے کہا "یہ کتاب دلی کی سماجی، تہذیبی اور ثقافتی زندگی کے اعتبار سے اہم کتاب ہے"۔ ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے فرمایا مجھے مسرت ہو رہی ہے کہ اردو ادب کو ایک نیا خاکہ نگار مل گیا ہے۔" مذاکرے میں جناب اظہار اثر، جناب سراج پراچہ، مدیر بیسویں صدی جناب رحمٰن نیر مدیر فلمی ستارے جناب انیس دہلوی، ڈاکٹر صلاح الدین، محترمہ نور جہاں ثروت، ڈاکٹر محمود فیاض ہاشمی، ڈاکٹر شمع افروز زیدی، جناب قاسم سید اور دیگر لوگوں نے شرکت کی۔

(ڈاک سے)

اردو سوسائٹی کا ادبی اجلاس

● 18/ فروری کو اردو سوسائٹی کی جانب سے ادبی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ معروف نقاد جناب یوسف سرمست نے کہا "اردو کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے ضروری ہے کہ نئی نسل کو اردو زبان سے آشنا کیا جائے اور اردو کا تاریخی و تہذیبی ورثہ ان تک اس طرح منتقل کیا جائے کہ وہ اس ورثے کے امین ہونے پر فخر محسوس کریں۔ اس اجلاس میں کئی مقالے سنائے گئے بعد ازاں محفل شعر میں شعراء نے اپنا تازہ کلام پیش کیا۔

(ہمارا عوام، حیدر آباد)

علی گڑھ میں حلقہ ادب کا قیام

● 20/ فروری کو علی گڑھ میں ادیبوں اور تخلیق کاروں کی تنظیم حلقہ ادب کا قیام عمل میں آیا۔ تنظیم کا پہلا جلسہ 3/ مارچ کو معروف افسانہ نگار جناب طارق چھتاری کے دولت کدے پر منعقد ہوا۔

(ڈاک سے)

ہندی اردو ادبی نشست

● گزشتہ دنوں اردو فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام نوئیڈا میں ایک ادبی نشست منعقد کی گئی جس میں اردو اور ہندی کے بائیس قلم کاروں نے شرکت کی جلسے کی صدارت بزرگ ادیب راج منی تواری نے کی۔ اور فاؤنڈیشن کے بانی جناب رفعت سروش نے جناب عشرت کرتپوری کے فکرو فن سے متعلق لمحے لمحے کے خصوصی نمبر پر ایک مضمون پڑھا۔ محترمہ جیلہ بانو نے اپنی خود نوشت کے کچھ صفحات پڑھ کر سنائے۔ جلسے کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں اردو شعراء نے آسان کلام سنایا تھا تاکہ ہندی والوں کی سمجھ میں بخوبی آسکے اور اس بات کا خیال ہندی شعراء نے بھی رکھا تھا۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

ڈاکٹر علی احمد جلیلی کی نئی کتاب

● 19/ فروری کو اردو ہال، حمایت نگر حیدر آباد میں ادارہ "میرا شہر میرے لوگ" کے زیر اہتمام جناب علی احمد جلیلی کی نئی کتاب "نقد و نگاہ" کی اشاعت پر خصوصی اجلاس کیا گیا۔ اس جلسے میں ادب دوست خواتین و حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

(ڈاک سے)

غالب سیمینار

● 19/فروری کو مرزا غالب کی 200ویں سالگرہ کے موقع پر نہرو سینٹر کی جانب سے منعقد کیے گئے ایک سیمینار میں جناب علی سردار جعفری نے غالب کو گوئٹے اور کیٹس کی صفوں میں شامل کرتے ہوئے کہا "غالب اردو کا ایسا شاعر اور ادیب ہے جس نے تینوں دور ماضی، حال اور مستقبل پر اپنا کلام پیش کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انھیں 20ویں صدی میں ہونے والی سائنسی ترقی کے بارے میں پہلے ہی احساس ہو گیا تھا۔" اس سیمینار میں ڈاکٹر رفیق زکریا، ڈاکٹر کالیداس گپتا رضا، ڈاکٹر خلیق انجم، عبدالاحد ساز اور ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(ایکشن، بھوپال)

غالب اکیڈمی کا یوم تاسیس

● 23/فروری کو غالب اکیڈمی کے یومِ تاسیس اور مرزا غالب کی 129 برسی کے سلسلے میں اکیڈمی میں سیمینار منعقد کیا گیا۔ تقریب کا افتتاح قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے ڈائرکٹر ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ نے کیا۔ اس موقع پر انھوں نے اردو کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے اس کے مستقبل پر بھی روشنی ڈالی۔ انھوں نے فرمایا اردو کا مستقبل تعلیمی نظام اردو میڈیم کے استحکام پر منحصر ہے اگر ایسا نہ ہوا تو حالات موجودہ کے بدلاؤ کی صورت نظر نہیں آتی اس موقع پر خواجہ حسن ثانی نظامی نے تصوف اور مرزا غالب کے عنوان سے خطبہ دیا۔ تقریب کی صدارت جناب حکیم عبدالحمید نے کی پروفیسر ظہیر احمد صدیقی نے اظہار تشکر کرتے ہوئے کہا کہ غالب کے کلام میں زندگی کا ہر مسئلہ موجود ہے۔

(اردو دنیا)

دہلی یونیورسٹی میں اردو کمپیوٹر

● 29/فروری کو شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر پروفیسر آباد احمد اور پروفیسر شمس الرحمن فاروقی نے شعبۂ اردو میں اردو کمپیوٹر کا افتتاح کرتے ہوئے اسے خوش آئند عمل قرار دیا۔

(عوام، دہلی)

دلاور فگار کو خراج عقیدت

● 28/فروری سہارنپور میں انجمن ترسیل ادب کی جانب سے دلاور فگار کے انتقال پر ایک تعزیتی نشست جناب فیاض عدیم کی رہائش گاہ پر منعقد کی گئی جس میں معروف طنزیہ و مزاحیہ شاعر دلاور فگار کی ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی موت کو اردو ادب کا عظیم نقصان قرار دیا گیا۔

(ڈاک سے)

پروفیسر رالف رسل کا خطبہ

● 10/مارچ کو بزم ادب (شعبہ اردو ذاکر حسین کالج، دہلی) کی جانب سے ڈاکٹر تنویر احمد علوی کی صدارت میں پروفیسر رالف رسل کے اعزاز میں تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ پروفیسر رسل نے غالب کے فکر و فن پر اپنا خطبہ پیش کرتے ہوئے اردو شاعری کے انگریزی میں ترجمے کے

مسائل پر گفتگو کی۔ بعد ازاں ڈاکٹر علوی نے مستشرقین کی خدمات بالخصوص رالف رسل کی ادبی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اردو تنقید پر نظرثانی کی ضرورت پر زور دیا۔ اس جلسے میں شعبۂ اردو کے علاوہ دیگر شعبوں کے اساتذہ اور طلبا نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور پروفیسر رسل سے زبان و ادب کے متعلق سوالات کیے۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

غالب تنقید کے سو سال

● 10/مارچ کو "غالب تنقید کے سو سال" عنوان کے تحت علی گڑھ میں دو روزہ قومی سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار کا افتتاح علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمود الرحمٰن نے کیا۔ افتتاحی اجلاس کے بعد نقد غالب کے موضوع پر پہلا اجلاس ہوا۔ اس قومی سیمینار میں پروفیسر گوپی چند نارنگ، پروفیسر شمس الرحمٰن فاروقی، پروفیسر نذیر احمد، پروفیسر نیر مسعود، ڈاکٹر عقیل احمد، پروفیسر اسلوب احمد انصاری، پروفیسر شمیم حنفی جیسے ادیبوں نے شرکت کی۔ سیمینار سے قبل یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں غالب سے متعلق تصانیف اور جرائد کے خصوصی شماروں کی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

مدھیہ پردیش اردو اکادمی کا جلسہ

● بھوپال۔ 25/فروری کو مدھیہ پردیش اردو اکادمی پروگرام "ملاقات" میں دو بیرونی اور ایک مقامی افسانہ نگار نے اپنے منتخب افسانے سنائے۔ اس موقع پر سکریٹری مدھیہ پردیش اردو اکادمی پروفیسر آفاق احمد نے ڈاکٹر اقبال مہدی، ڈاکٹر صغریٰ مہدی اور مہرالنساء پرویز کا تعارف کراتے ہوئے اردو اور ہندی افسانہ نگاری کی باہم قربت اور ایک دوسرے کے تجربات سے استفادے کے لیے ان کے ملے جلے انعقادات کی ضرورت ظاہر کی۔

(ندیم، بھوپال)

مرزا غالب کی یاد میں مشاعرہ

● گذشتہ دنوں مسلم لائبریری ہال بھنڈارہ میں مرزا غالب کی یاد میں ایک مشاعرہ منعقد ہوا جس کی صدارت کیف توگانوی نے کی مہمان خصوصی شری نریندر سنگھ ناگ بھرے لیبر کمشنر ضلع بھنڈارہ تھے۔ مشاعرے میں ناگپور، کامٹی اور بھنڈارہ کے شعراء اور چند مقامی ہندی کویوں نے اپنا کلام سنایا۔ نظامت شمیم فرحت کارنجوی نے کی۔

(ڈاک سے)

گیا میں ایک روزہ ادبی اجلاس

● گزشتہ دنوں ادارہ ادب اسلامی کے زیر اہتمام مرکز اسلامی گیا میں ایک روزہ ادبی اجلاس ہوا۔ ادارہ ادب اسلامی کے قدیم رہنما مولانا طیب عثمانی ندوی نے استقبالیہ تقریر میں موجودہ ادبی منظرنامے پر روشنی ڈالی اور اس کے بعد "ادب میں قدروں کا سوال" کے عنوان پر مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔

(پیش رفت، دہلی)

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایک روزہ سیمینار

● 12/مارچ کو جامعہ ملیہ اسلامیہ میں "ڈاکٹر ذاکر حسین اور کارنامے" عنوان کے تحت ایک روزہ سیمینار کیا گیا۔ سابق مرکزی وزیر جناب سلمان خورشید نے مہمان

خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ صدارت کے فرائض پروفیسر طاہر محمود چیئرمین اقلیتی کمیشن نے انجام دیے۔ پروفیسر قاضی عبیدالرحمان ہاشمی نے استقبالیہ تقریر میں ذاکر حسین کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ پروفیسر ظفر احمد نظامی، ڈاکٹر سید فاروق اور ڈاکٹر سید جمال الدین نے بھی استقبالیہ اجلاس کو خطاب کیا۔ اس سیمینار کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے دونوں اجلاس طلباء و طالبات کے لیے مختص تھے۔ اس میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے علاوہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی اور دہلی یونیورسٹی کے طلباء نے کم و بیش تیرہ مقالے پیش کیے۔

(اردو دنیا)

بزم عمس کے زیر اہتمام مشاعرہ

● گزشتہ دنوں لکھنؤ میں بزمِ عمس کے زیر اہتمام جناب فیروز نظامی کی صدارت میں مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ نظامت کے فرائض سید قیصر وارثی اور جناب عمران انواروی نے انجام دیے۔ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے پروفیسر ملک زادہ منظور احمد نے شرکت کی۔ جناب معراج ساحل، جناب مظفر امیٹھوی، جناب رشید قریشی، جنابِ عمران انواروی، جناب طارق انصاری، جناب فرقت لکھیم پوری، اور جناب احمد سجاد لکھنوی کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں سند توصیفی بہ عنوان امتیاز صائم ایوارڈ سے نوازا گیا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

سہسرام میں سیمینار و مشاعرہ

● ادارہ فکر و نظر کی جانب سے مرزا غالبؔ کے دوسو سالہ جشن کے موقع پر سیمینار و مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا۔ ڈاکٹر اے۔ کے۔ اکولوی، ڈاکٹر معراج الاسلام، جناب سنتوش کمار اور جناب بہزاد اختر رومی نے اس موقع پر مرزا غالبؔ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مشاعرہ کیا گیا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

تعلیمی بیداری مہم

● یوتھ ویلفیئر ایسوسی ایشن جدہ کے اشتراک سے خطہ کوکن کے منتخب ہائی اسکولوں میں ٹیکنیکل لائبریریوں کا اجرا کیا گیا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعے سے طالب علموں کو ہندوستان بھر کے مقابلہ جاتی امتحانوں کی تفصیل، شرکت کا طریقہ، لائحہ عمل اور تیاری کے مواقع فراہم ہوں گے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

اردو فارسی اساتذہ کی بحالی کا مطالبہ

● پٹنہ: مولانا طارق حسین ہاشمی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس وقت پورے بہار میں ہزاروں اردو فارسی کے اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔ اساتذہ سبکدوش تو ہو رہے ہیں لیکن نئے اساتذہ کی بحالی نہیں ہو رہی ہے جس سے اردو پڑھنے والے طلبا کا نقصان ہو رہا ہے۔ مولانا ہاشمی نے وزیر اعلیٰ بہار اور وزیر تعلیم جناب جے۔ پرکاش نرائن اور پروفیسر جابر حسین سے اپیل کی ہے کہ پورے بہار کے اسکولوں و کالجوں کی خالی نشستوں پر اردو و فارسی کے اساتذہ کو بحال کیا جائے۔

(ہماری زبان، دہلی)

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں شعری نشست

● گزشتہ دنوں شعبہ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ میں شعری نشست کا انعقاد کیا گیا۔ نشست کی صدارت جناب

صلاح الدین پرویز نے کی اور مہمان خصوصی کے بطور پروفیسر شمیم حنفی نے شرکت کی۔ نشست کے آغاز میں صدر شعبہ اردو پروفیسر قاضی عبیدالرحمان ہاشمی نے صلاح الدین پرویز کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ صلاح الدین پرویز نئی نظم کے نمائندہ شاعر ہیں۔ انھیں ساہتیہ اکادمی انعام سے بھی نوازا جاچکا ہے۔ ابتدا میں جامعہ کے طلباء نے اپنا کلام پیش کیا اس کے بعد جناب صلاح الدین پرویز، پروفیسر حنیف کیفی، جناب غفران قدوائی، جناب ارشد غازی، ڈاکٹر شہپر رسول، جناب محمد یوسف، جناب احمد محفوظ، جناب کوثر مظہری، جناب اسلم جمشید پوری و دیگر شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔

(اردو دنیا)

ادارہ نیا سفر کی چار نئی مطبوعات

● الہ آباد۔ گزشتہ دنوں ادارہ "نیا سفر" نے چار نئی کتابوں کی اشاعت کا اعلان کیا تھا۔ ان چار کتابوں میں کسی دن (اقبال مجید)، جدید ناول کا فن (سید محمد عقیل)، شاعر دانشور فراق گورکھپوری (علی احمد فاطمی) اور گل نغمہ (فراق گورکھپوری) شامل ہیں۔ ان کتابوں کی رسم اجرا کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں جناب شمس الرحمان فاروقی، ڈاکٹر شمیمہ رضوی، پروفیسر محمود الحسن رضوی کے علاوہ شہر کے ادبا اور شعراء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

(ہماری زبان، دہلی)

اردو میڈیم میں اساتذہ کی خالی اسامیاں

● نارائن پیٹ: گورنمنٹ ہائی اسکول مارکٹ لائنس، اردو میڈیم میں سائنس اور ریاضی کے اساتذہ کی اسامیاں عرصے سے خالی ہیں اور مدرسہ فوقانیہ نسواں (اردو میڈیم) میں بھی بایولوجی سائنس لیکچرر نہ ہونے کے باعث طالبات کی تعلیم متاثر ہو رہی ہے۔ جناب عبدالمتین ساجد صدر نیشنل یوتھ آرگنائزیشن (این۔ وائی۔ او) نے اس سلسلے میں وزیر ثانوی تعلیم کو تحریری طور پر توجہ دلائی اور اساتذہ کے تقرر کا مطالبہ کیا ہے۔

(منصف، حیدر آباد)

"ٹھہرے ہوئے لوگ" کی رسم اجرا

● 30/اپریل کو غالب اکیڈمی میں جناب انجم عثمانی کی کتاب "ٹھہرے ہوئے لوگ" کی رسم اجرا قومی اقلیتی کمیشن کے صدر پروفیسر طاہر محمود کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس موقع پر جناب بلراج کومل، جناب مخمور سعیدی، پروفیسر صغریٰ مہدی، جناب پیغام آفاقی، جناب محمود ہاشمی، ڈاکٹر ارتضیٰ کریم اور ڈاکٹر عقیل احمد نے انجم عثمانی کے فن پر گفتگو کی۔ جناب مجتبیٰ حسین، جناب نصرت ظہیر، جناب جعفر عباس نے خاکے اور مضامین پیش کیے۔ جناب جوگندر پال نے اپنی تقریر میں انجم عثمانی کی کہانیوں پر بھرپور انداز میں روشنی ڈالی۔

(عوام، نئی دہلی)

۱۴۳ اردو بھون تعمیر کرنے کا منصوبہ

● حیدر آباد۔ سابق وزیر صنعت جناب بشیر الدین بابو خاں نے کہا کہ ریاست میں جملہ ۱۴۳ اردو بھون کم کمیونٹی سنٹرز کی تعمیر کے لیے حکومت نے ۱۴۸ لاکھ روپے جاری کیے ہیں۔ جب کہ ان عمارتوں پر ۲۱۷ لاکھ روپے کی لاگت آئے گی۔ جناب بشیر الدین بابو خاں نے ایک پریس نوٹ

میں بتایا کہ متعلقہ اضلاع کے کلکٹرز کو ہدایت دی گئی ہے کہ اس سلسلے میں اراضی حاصل کرتے ہوئے اسے محکمہ بہبودی اقلیت کے نام الاٹ کیا جائے اور اس سلسلے میں کوئی تاخیر نہ کی جائے۔ ضلع چتوڑ میں پانچ اور اضلاع نیلور، کڈپہ اور محبوب نگر میں چار چار اردو بھون کی تعمیر کی منظوری دی گئی۔ جب کہ اضلاع پرکاشم، گنٹور، اننت پور اور میدک میں تین تین، اضلاع کرشنا، کرنول، عادل آباد اور نظام آباد میں دو دو اور اضلاع وشاکھاپٹنم، کھمم رنگاریڈی، حیدرآباد اور کریم نگر میں ایک ایک اردو بھون تعمیر کیے جائیں گے۔ ہر اردو بھون کے لیے ۷۵ء۵ لاکھ روپے منظور کیے گئے ہیں جب کہ محبوب نگر کے لیے ۱۵ لاکھ روپے اور پائیکال (کریم نگر) کے لیے دو لاکھ روپے الاٹ کیے گئے ہیں۔

(سیاست، حیدرآباد)

آندھرا کے آٹھ اضلاع میں اردو کو فروغ

● حیدرآباد۔ 5/ مئی۔ آندھرا پردیش کے جناب چندرا بابو نائیڈو نے ریاستی اسمبلی میں اعلان کیا کہ حکومت نے تمام ضلع کلکٹرس کو ہدایت کی ہے کہ وہ حکومت کی اردو کو دوسری سرکاری زبان کی حیثیت سے مروج کرنے کی پالیسی کو سختی سے روبہ عمل لائیں اور ضرورت کے مطابق مترجمین کی تقرری کریں۔

جناب اسد الدین اویسی ایم۔ آئی۔ ایم۔ کی جانب سے تصرف بل پر بحث کے دوران مسئلہ پیش کیے جانے پر وزیر اعلا نے مداخلت کرتے ہوئے یقین دلایا کہ حکومت اردو کے فروغ کے لیے تمام مطلوبہ اقدامات روبہ عمل لائے گی۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

اساتذہ کے حقوق کے تحفظ کی ہدایت

● بہار قانون ساز کونسل کے چیئرمین پروفیسر جابر حسین نے 15/ جنوری 98ء کو محکمہ تعلیم کے افسران، سکریٹری، ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیم، چیئرمین مدرسہ بورڈ سکریٹری مدرسہ بورڈ اور دیگر متعلقہ حکام کو ہدایت کی کہ وہ اپنے فرائض سے غفلت نہ برتیں۔ خاص طور پر اقلیتی زبانوں اور ان زبانوں کے اساتذہ کے ساتھ بے انصافی نہ کریں۔ چیئرمین کے سکریٹری امرت ساگر نے ایک پریس ریلیز میں مذکورہ واقفیت بہم پہنچائی ہے۔

(ڈاک سے)

"اردو زبان امن" کے موضوع پر سیمینار

● 30/ مارچ کو اردو ہندی کے سرکردہ ادیبوں نے زور دے کر کہا ہے کہ زبان قومی سرحدوں کے آرپار ایک جوڑنے والی قوت ہے اور اس سے ثقافتی رشتوں کے استحکام میں مدد ملتی ہے۔ "اردو زبان امن" کے موضوع پر ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ ہندی اور اردو یا ان کی آمیزش سے بننے والی زبان ہندوستانی ایک دوسرے سے بہت مماثل ہیں اور فرق صرف رسم الخط کا ہے۔ دہلی میں پاکستانی سفارت خانہ میں سفارت کار (پریس) مسٹر جمال الدین مفتی نے اس موقع پر تین کتابوں کی رسم اجراء انجام دی۔ ان میں جوگندر پال کے ناول "خواب رو" کا انگریزی ترجمہ سلیپ واکرس بھی شامل ہے۔ دوسری دو کتابیں بازدید (اردو) اور "میپنگ میموریز" (انگریزی) ہیں ان کا ترجمہ ڈاکٹر سوکرتا پال کمار (ہندوستان) اور مسٹر محمد علی صدیقی (پاکستان) نے کیا ہے۔

یہ کتابیں ادارہ "کتھا" نے شائع کی ہیں جو علاقائی

زبانوں کا ادب ترجموں کے ذریعہ دوسری زبان کے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

(عوام، دہلی)

اردو کو دوسری سرکاری زبان بنایا جائے

● 31/مارچ نیشنل اردو کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیڈکر یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور سابق ایڈیشنل ڈائرکٹر جنرل پولیس اتر پردیش جناب منظور احمد نے اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کا پرزور مطالبہ کیا۔

مغربی بنگال اقلیتی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر سید منال شاہ القادری نے کہا کہ اردو زبان سبھی مقامات پر بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے پھر سرکار اس زبان کو سرکاری درجہ کیوں نہیں دے رہی ہے۔

نیشنل اردو کانفرنس کے صدر بی۔پی دیش بھگت نے اردو کو روٹی روزی سے جوڑنے کا مطالبہ کرتے ہوئے اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کی بھرپور وکالت کی۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

سرسید کے صد سالہ یوم وفات پر خراج عقیدت

● علی گڑھ۔ 28/مارچ مسلم یونیورسٹی کے بانی سرسید احمد خاں کی صد سالہ یوم وفات کے موقع پر سرسید ہاؤس میں منعقد تہنیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔

اس جلسے میں ممتاز دانشوروں، ماہرین تعلیم اور طلبا کی بڑی تعداد موجود تھی۔ سرسید احمد خاں کی پڑپوتی محترمہ شہرزاد علیم کے علاوہ پاکستان سے بھی بعض مہمانوں نے شرکت کی۔

اس موقع پر ماہنامہ "تہذیب الاخلاق" کے خصوصی شمارے کا اجرا وائس چانسلر جناب محمود الرحمان نے کیا جب کہ شعبہ صحافت کی جانب سے ڈاکٹر نسرین ممتاز بصیر کی کتاب "سرسید کے خطوط" اور ڈاکٹر توقیر عالم کی سرسید کی زندگی سے متعلق کتابوں کا اجرا بھی عمل میں آیا۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

پاکستانی شعرا کے اعزاز میں جلسہ

● 26/مارچ کو شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی دہلی میں پاکستان سے آئے ہوئے ترقی پسند شاعر جناب مسلم شمیم اور جناب جاوید منظر کے اعزاز میں منعقدہ جلسہ میں پروفیسر امیر عارفی صدر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی نے مہمانوں کا تعارف کراتے ہوئے ہندوپاک کی موجودہ ادبی صورت حال کا جائزہ پیش کیا۔

مسلم شمیم نے پاکستان کی ادبی و سماجی سرگرمیوں سے سامعین کو روشناس کرایا اور بالخصوص ادبی تحریکات و رجحانات پر ایک جائزہ پیش کیا۔ تقریر کے بعد انھوں نے اپنی کچھ نظمیں اور غزلیں سنائیں۔

جاوید منظر نے اپنی گفتگو میں پاکستان کے احتجاجی اور مزاحمتی ادب کا تفصیل سے ذکر کیا۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

اردو اساتذہ کے مسائل حل کرنے کا مطالبہ

● علی گڑھ، 14/مارچ اترپردیش اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن کے ایک وفد نے ضلع صدر احمد سلیمان کی قیادت میں علی گڑھ کے دورہ پر آئے ریجن کے ڈپٹی ڈائرکٹر سورج پال شرما سے ملاقات کی اور آٹھ نکاتی میمورنڈم پیش کر کے اردو اساتذہ کے مسائل حل کرانے کا مطالبہ کیا۔

میمورنڈم میں خواتین اردو اساتذہ کا تبادلہ سڑک کے کنارے واقع اسکولوں میں کیے جانے، اساتذہ کے عہدہ میں ترقی دیے جانے، پرائمری اردو اساتذہ کو جونیئر ہائی اسکولوں میں تعینات اردو اساتذہ کو ہیڈ ماسٹر مقرر کیے جانے، سینیارٹی لسٹ تیار کرائے جانے، فنڈ کی پرچیاں اساتذہ کو تقسیم کرائے جانے، اساتذہ کو این۔ ایس۔ سی دلا کر بقایہ جات کی ادائیگی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(عوام، دہلی)

قائم گنج میں سر سید ہائی اسکول کا سنگ بنیاد

● علی گڑھ۔ 12/ مارچ 1998ء علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب محمود الرحمن نے قائم گنج میں سرسید ہائی اسکول کا سنگِ بنیاد رکھا اس اسکول کو قائم گنج کی سرسید میموریل سوسائٹی کے سکریٹری رئیس احمد نے قائم کیا ہے۔ یہ ایک اقامتی ادارہ ہو گا جس میں لڑکیوں اور لڑکوں کو تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرائے جائیں گے۔ اس ہائی اسکول کے قیام کا بنیادی مقصد سر سید احمد خاں کے مشن کو عام کرنا ہے تاکہ انسانی قدروں کو فروغ دیا جاسکے۔

(جدید ان دنوں، دہلی)

"بزم فانوس ادب" کی تشکیل جدید

● 23/ فروری کو "بزم فانوس ادب" حیدر آباد کی تشکیل جدید کے بعد 21/ فروری کی شام 7 بجے دفتر فانوس ادب فیل خانہ میں ایک ادبی اجلاس و مشاعرہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس اجلاس میں بعنوان "ادبی انجمنوں کی سرگرمیاں" مذاکرہ ہوا جس میں صدر ادبی اجلاس جناب مہیپال سنگھ ورما صدر شعبہ ہندی انوار العلوم کالج کے علاوہ مہمانان خصوصی مسرز صلاح الدین نیر، رئیس اختر اور جناب شاغل ادیب نے حصہ لیا۔ جناب شفیع اقبال معتمد عمومی، بزم فانوس ادب نے اپنی تعارفی تقریر میں بزم کی سابقہ کارکردگی پر روشنی ڈالتے ہوئے آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔

(ہمارا عوام، حیدر آباد)

غیر اردو داں طبقے کو اردو سے روشناس کرائیں

● یکم اپریل شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی میں پارٹ ٹائم کورسیز کے اختتام پر اردو سرٹیفکٹ کورس ڈپلومہ اور ایڈوانس ڈپلومہ کے تمام طلبہ و طالبات کے لیے ایک الوداعی نشست ہوئی جس میں شعبہ کے تمام اساتذہ کے علاوہ پروفیسر انصاراللہ نظر اور ساقی نارنگ نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ کے۔ ایل۔ ساقی نارنگ ہر سال سرٹیفکٹ ڈپلومہ اور ایڈوانس ڈپلومہ میں امتیازی نمبروں سے پاس ہونے والے طلبہ وطالبات کو انعام سے نوازتے ہیں اس سال بھی انھوں نے دس انعامات تقسیم کئے اور اب مستقل طور پر ان کورسیز کے طلباو طالبات کے لیے نارنگ ساقی بک ایوارڈ قائم کرنے کا اعلان کیا اس کے علاوہ پروفیسر عتیق اللہ، پروفیسر شمیم نکہت، ڈاکٹر فرحت فاطمہ اور ڈاکٹر علی جاوید کی طرف سے مختلف طلباو طالبات کو خصوصی انعامات دیے گئے عابد علی خاں ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدر آباد، جو اردو درس و تدریس اور زبان کے فروغ کے لیے قابل تحسین کام کر رہا ہے اس ٹرسٹ نے جواہر اردو، اردو زبان دانی، رنج تنتر کی کہانیاں اور اردو قواعد ان کتابوں کے سو سیٹ شعبہ کو ان طلبا کے لیے بھیجے جسے پروفیسر امیر عارفی نے تمام طلباو طالبات کو خصوصی تحفے کے طور پر پیش کیا اور زاہد علی خاں ایڈیٹر روزنامہ "سیاست" حیدر آباد کا شکریہ ادا کیا۔

(قومی آواز، دہلی)

مولانا آزاد یونیورسٹی کو تین مرکزوں کی منظوری

● حیدر آباد۔ یکم اپریل۔ مرکزی حکومت کی وزارت فروغ انسانی وسائل نے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کو تین ریجنل سینٹر قائم کرنے کی اجازت دے دی ہے اور اس سلسلے میں ابتدائی گرانٹ بھی منظور ہو گئی ہے۔ یہ مراکز دہلی، پٹنہ اور بنگلور میں قائم کیے جائیں گے۔

(سب کا اخبار، دہلی)

خواجہ احمد فاروقی کی خدمات پر مذاکرہ

● انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند اور انجمن ریسرچ اسکالر جامعات ہند کے زیر اہتمام ۲ر اپریل کو دہلی یونیورسٹی میں خواجہ احمد فاروقی کی خدمات پر ایک روزہ مذاکرہ کیا گیا جس کا افتتاح پروفیسر گوپی چند نارنگ نے فرمایا صدر کی حیثیت سے پروفیسر محمد حسن اور مہمانِ خصوصی کے بطور پروفیسر سلیمان اطہر جاوید شریک ہوئے۔ پروفیسر عبدالحق نے مہمانان کا خیر مقدم کرتے ہوئے پروفیسر خواجہ مرحوم کے منصوبوں اور طریقۂ کار پر روشنی ڈالی۔

(عوام، دہلی)

طلعت رضوان کو پی۔ ایچ۔ ڈی۔ تفویض

● محترمہ طلعت رضوان کو پٹنہ یونیورسٹی نے ان کے تحقیقی مقالے "غبار بھٹی فن اور شخصیت" پر پی۔ ایچ۔ ڈی۔ سے نوازنے کا فیصلہ کیا ہے۔

محترمہ طلعت رضوان نے اس مقالے کی تکمیل پروفیسر ممتاز احمد سابق صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی کی نگرانی میں کی تھی اور ان کے ممتحن پروفیسر گوپی چند نارنگ (دہلی یونیورسٹی) پروفیسر مظفر حنفی (کلکتہ یونیورسٹی) تھے۔

واضح ہو کہ محترمہ طلعت رضوان مشہور صحافی ادیب اور بہار اردو اکیڈمی کے سکریٹری جناب رضوان احمد کی اہلیہ ہیں اور مرحوم غبار بھٹی رضوان احمد کے والد تھے۔

(ڈاک سے)

انجمن فروغ اردو جموں و کشمیر جموں کا قیام

● گزشتہ دنوں جموں میں انجمن فروغ اردو کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس انجمن کی غرض و غایت اردو ادب کا فروغ اور اس کی ترقی و ترویج کے لیے موثر اور ٹھوس اقدامات، صالح اور صحت مند ادب کی تخلیق نیز اردو کو درپیش مسائل کا جائزہ اور ان کے ازالہ اور ریاست کے اردو ادبا و شعرا کے مسائل کا جائزہ اور ان کے حل کی حتی الوسع کوشش کرنا ہے۔

مقامی و ملک گیر سطح پر مشاعرے 'سیمینار' اور اردو سے متعلق دیگر تقاریب کا انعقاد و انصرام کرنا بھی انجمن کے مقاصد میں شامل ہے۔ ہفتہ واری ادبی محفلوں کا اہتمام کرنا بھی اس انجمن کے مقاصد میں ہے۔

انجمن کے صدر جناب نور الزماں صدیقی نور ہیں۔ ڈاکٹر عابد پیشاوری، ڈاکٹر ظہور الدین، جناب پشکر ناتھ 'جناب طالب ایمن آبادی' اور بہت سے دیگر اہل فن اس کے معزز ممبران میں شامل ہیں۔

(ہماری زبان، دہلی)

انجمن کے دفتر میں تعزیتی جلسہ

● نئی دہلی۔ 3/اپریل۔ انجمن ترقی اردو (ہند) کے حیاتی رکن سید شہاب الدین دسنوی کی رحلت کی خبر موصول ہوتے ہی 3/اپریل 1998ء کو دن کے گیارہ بجے

اراکین انجمن کی جانب سے انجمن کے دفتر اردو گھر میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جلسہ کی صدارت انجمن کے صدر پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے کی۔ انجمن کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر خلیق انجم نے مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

[illegible]

● حیدر آباد۔ صدر تنظیم جدوجہد اردو جناب محمد فصیح الدین کی قیادت میں مختلف اضلاع کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد نے اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیمات حکومت آندھرا پردیش جناب پی۔ سی۔ ایچ۔ راماسوامی سے ملاقات کرتے ہوئے آندھرا پردیش میں اردو اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تیسری فہرست کو جاری کرتے ہوئے تقررات عمل میں لانے کا پرزور مطالبہ کیا۔

(سیاست، حیدر آباد)

ضلعی سطح پر ادبی انجمن کا قیام

● ایوت محل ضلع میں اردو ادب کے فروغ اور ضلع کے اردو ادبا و شعرا کو پلیٹ فارم مہیا کرنے کی غرض سے ضلعی سطح پر اردو رائٹرس ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ ناظم تقریب جناب محمد یعقوب الرحمٰن نے سامعین کے سامنے انجمن کے قیام کے اغراض و مقاصد پیش کیے۔

(۱) ایوت محل ضلع کے فن کاروں کی نمائندہ تخلیقات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی جائے گی۔ (۲) ضلع کی تمام تحصیلوں میں اس انجمن کی شاخیں قائم کی جائیں گی جو ایوت محل ضلع کے شعرا اور ادبا کے ساتھ ادبی نشستوں کا اہتمام کریں گی۔ (۳) اردو مدارس میں سرسید مرحوم، علامہ اقبال، مولانا محمد علی جوہر، غالب، پریم چند اور دیگر اہم ادبا و شعرا کے یوم پیدائش و یوم وفات کے مواقع پر خصوصی پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔

اس میٹنگ میں ضلعی سطح پر مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا جناب یعقوب الرحمٰن (صدر)، جناب خواجہ معین الدین مخلص اور جناب حبیب الرحمٰن اجنبی (نائب صدور)، جناب محمد اکبر شارد (سکریٹری)، جناب رحمت اللہ خاں (جوائنٹ سکریٹری)، جناب ایڈوکیٹ عبدالجلیل کمال پاشا (مشیر خاص) اور جناب عبدالرحیم سحر براری (خازن)۔

(ہماری زبان، دہلی)

اردو اساتذہ کی چیف منسٹر سے نمائندگی

● ورنگل۔ ضلع ورنگل میں ایس۔ جی۔ ٹی اردو اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے اردو ٹریڈ ٹیچرس یونین کے صدر جناب سید یعقوب اور جناب حیش پوار ایم۔ ایل۔ اے۔ نظام آباد کی قیادت میں ایک ۵۰ رکنی وفد چیف منسٹر اور ریاستی وزیر صنعت جناب بشیر الدین بابو خاں سے اردو اساتذہ کی ۵۰ خالی اسامیوں کو جلد از جلد پُر کرنے کے لیے نمائندگی کی اور مطالبہ کیا کہ ضلع ورنگل میں ڈی۔ ای۔ او۔ اور ضلع پریشد کے تحت ۵۰ ایس۔ جی۔ ٹی اساتذہ کی اسامیوں کو پُر کیا جائے۔

(سیاست۔ حیدر آباد)

اردو امتحانات کی تجویز منظور

● حیدر آباد۔ ریاستی حکومت نے غیر اردوداں سرکاری ملازمین کے لیے اردو امتحان میں کامیابی کی تجویز کی منظوری دے دی۔ اس تجویز کے تحت جو بھی غیر اردوداں

سرکاری ملازمین اردو امتحان میں کامیابی حاصل کریں گے ان کی تنخواہوں میں تدریجی اضافہ کیا جائے گا۔ اردو امتحانات کے لیے ریاستی اردو اکیڈمی کی جانب سے خصوصی کورس تیار کیا جائے گا اور اکیڈمی ہی ملازمین کے لیے امتحانات کا انعقاد عمل میں لائے گی۔

(منصف۔ حیدر آباد)

اردو اساتذہ کی تقرری کا مطالبہ

● بھاگل پور وزیر تعلیم بہار جناب جے پرکاش نارائن یادو کی 15/ نومبر کو پٹنہ آمد پر انھیں اردو مسائل پر مشتمل ایک عرض داشت پیش کی گئی۔ اس میں وزیر تعلیم سے گزارش کی گئی کہ وہ اپنے اس اعلان، کہ جہاں دس طلبہ ہوں گے وہاں اردو استاد مقرر کیے جائیں گے، کو تبدیل کر کے تمام ہائی، مڈل اور پرائمری اسکولوں میں اردو ٹیچر کی تقرری کو لازمی قرار دیں۔

(ہماری زبان، دہلی)

دکنی زبان پر جنوبی ہند کی زبانوں کے اثرات

● 26/ اپریل 1998ء کو "دکنی زبان پر جنوبی ہند کی زبانوں کے اثرات" کے عنوان سے ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد نے قومی اردو کونسل کے تعاون سے ایک سیمینار کا انعقاد کیا۔ قومی اردو کونسل کے نائب صدر نشیں ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے مذکورہ سیمینار کا افتتاح کیا اور پروفیسر گوپی چند نارنگ نے صدارت فرمائی۔ مقالہ نگاروں میں پروفیسر عبدالستار دلوی، پروفیسر مسعود سراج، پروفیسر عابد صفی، پروفیسر سجاد حسین، ڈاکٹر محمد علی اثر اور پروفیسر مغنی تبسم کے نام شامل ہیں۔"

(ڈاک سے)

اسکولوں میں ٹیچروں کی ضرورت

● مالیر کوٹلہ۔ جناب بشیر خاں نے مرکزی حکومت اور پنجاب سرکار کو لکھے الگ الگ خطوط میں مانگ کی ہے کہ مالیر کوٹلہ میں جلد سے جلد اردو اکیڈمی کا افتتاح کیا جائے اور جن اسکولوں میں اردو پڑھنے والے بچے ہیں ان اسکولوں میں اردو اساتذہ کی تقرری کی جائے۔

(آزاد ہند۔ کلکتہ)

کرناٹک میں اردو کو جائز حق دیں

● گلبرگہ جناب سید توفیق دیسائی نے کرناٹک میں اردو زبان کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ حکومت آندھرا پردیش نے ۹ اضلاع میں اردو زبان کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے کر اردو زبان سے انصاف کیا ہے۔

(رہنمائے دکن۔ حیدر آباد)

اردو اساتذہ کے تقررات کا مطالبہ

● نرمل۔ عادل آباد ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل آفیسر جناب ودیا ساگر راؤ سے مطالبہ کرتے ہوئے جناب عبدالرحمٰن نے اردو اساتذہ کی خالی اسامیوں پر فوری تقرر کرنے پر زور دیا ہے اور اردو ذریعہ تعلیم کے طلبہ کے لیے

کرافٹ ٹیچر، ایس۔جی۔ٹی اسامیوں پر فوری تقررات کرنے کی مانگ کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ خالی اسامیوں پر تقررات عمل میں نہ لانے کے باعث اردو ذریعہ تعلیم کے طلبہ کی تعلیم متاثر ہو رہی ہے۔

(رہنمائے دکن۔ حیدر آباد)

رامائن میلے میں اردو اکادمی کا مشاعرہ

● اردو اکادمی نے 30/مارچ کو شری رام چندر کی یاد میں مشاعرے کا انعقاد کیا جس میں دہلی کے تقریباً 30 شعرا نے اپنا کلام پیش کیا۔ مشاعرے میں شعراء نے ایسا کلام پیش کیا جس کے ذریعہ رام چندر کی تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مشاعرہ کی صدارت جناب آنند موہن زتشی گلزار دہلوی نے کی۔ نظامت کے فرائض جناب ماجد دیوبندی نے انجام دیے۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

بزم ہم قلم کے زیر اہتمام کتابوں کا اجرا

● 19/اپریل کو بزم ہم قلم کی جانب سے غالب اکیڈمی بستی حضرت نظام الدین میں تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت معروف نقاد پروفیسر گوپی چند نارنگ نے فرمائی اور مہمانِ خصوصی کے بطور ناروے سے تشریف لائے ہوئے افسانہ نگار جناب ہرچرن چاولہ نے شرکت کی۔ اس تقریب میں چار کتابوں "چھپائی کی کہانی" (عبدالعظیم صدیقی) "اردو لغت نویسی کا پس منظر" (ڈاکٹر مسعود ہاشمی) "افق کی مسکراہٹ" اور "ممتا کی آواز" (اسلم جمشید پوری) کا اجرا بھی عمل میں آیا۔

(ڈاک سے)

مرکز حیات کی جانب سے "آبشار" کا اجرا

● گزشتہ دنوں مرزا غالبؔ کے یومِ پیدائش اور آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر ادبی انجمن مرکز حیات اردو سہارنپور کے زیرِ اہتمام ایک پروگرام منعقد ہوا جس میں آبشار کا اجرا عمل میں آیا۔ مرکزِ حیات کے جنرل سکریٹری جناب ہارون صابر نے مرکز کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے مرکز کی جانب سے ہونے والی ادبی خدمات کی تفصیلات پیش کیں۔ جناب شیخ سلیم احمد نے صدارتی خطبے میں انجمن کی خدمات روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مرکزِ حیات نے شعراء پر مشتمل کتاب "آبشار" شائع کر کے شعراء کے کلام کو محفوظ کر دیا ہے۔

(قومی آواز، دہلی)

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں شعری نشست

● شعبہ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ڈاکٹر مظفر حنفی کے اعزاز میں 10/اپریل کو شعری نشست کا اہتمام کیا گیا۔ نشست کی صدارت پروفیسر شمیم حنفی نے کی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر شہپر رسول نے انجام دیے۔ مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے شعبہ اردو کے صدر پروفیسر قاضی عبید الرحمان ہاشمی نے جناب مظفر حنفی کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے شعبہ کے لیے ان کی خدمات کو سراہا۔ نشست میں جناب مظفر حنفی کے علاوہ، یوسف پاپا، ڈاکٹر خالد محمود، ڈاکٹر شہپر رسول اور احمد محفوظ نے سامعین کو کلام سنایا۔ بزم جامعہ کی ایڈوائزر ڈاکٹر صادقہ ذکی نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

(عوام، دہلی)

[illegible]

● بزم اردو ادب بل بھیم آرٹس، سائنس و کامرس کالج، بیڑ کے زیر اہتمام مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کے تعاون سے ۲۲؍مارچ ۹۸ء کو چار بجے سہ پہر کالج کے سیمینار ہال میں ایک ہمہ لسانی مشاعرے کا انعقاد ہوا۔

وائس پرنسپل ڈی۔ بی۔ تور صاحب نے چھ زبانوں کے اس منفرد مشاعرے کی صدارت فرمائی۔ پروفیسر تلنگے اور مس چھوتی کلیان کرنے اپنی مراٹھی کویتائیں پیش کیں۔ ڈاکٹر ہمنت پاٹل نے ہندی کویتا اور ڈاکٹر رماکانت نرل نے اپنی انگریزی پوئمس سنائیں۔ سنسکرت میں پروفیسر کے۔ اے۔ گورے نے اپنی رچنائیں پیش کیں اور مراٹھی میں ان کا مطلب بھی واضح کیا۔ پروفیسر سید سجاد اختر اور پروفیسر شاہ حسین نہری نے اپنی اردو تخلیقات سے سامعین کو محظوظ کیا۔

بل بھیم کالج کے شعبۂ اردو کے لکچرر اور بزم اردو کے نگراں شاہ حسین نہری نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

(ڈاک سے)

جناب علی سردار جعفری کا یادگاری خطبہ

● 16؍مارچ کو صابرہ زیدی میموریل ٹرسٹ کا تیسرا سالانہ جلسہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی آرٹس فیکلٹی لاؤنج میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب علی سردار جعفری نے "ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کے تاریخی اور عصری تناظر میں" عنوان کے تحت اپنا مقالہ صابرہ زیدی میموریل لیکچر کے طور پر پیش کیا۔ ٹرسٹ کی سکریٹری پروفیسر زاہدہ زیدی نے ٹرسٹ کے اغراض و مقاصد اور اس کی سرگرمیوں پر مختصر اروشنی ڈالی۔

صدر جلسہ پروفیسر عرفان حبیب نے جناب علی سردار جعفری کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے صابرہ زیدی میموریل ٹرسٹ کی سرگرمیوں کو سراہا۔ اس جلسے میں جناب علی سردار جعفری نے پروفیسر زاہدہ زیدی کی تازہ انگریزی تصنیف "سلگتا صحرا" (Burning Desert) کا اجرا بھی کیا اور اس موضوع پر چار شعر بھی سنائے اور حاضرین کی فرمائش پر اپنے تازہ کلام سے بھی نوازا۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

پاکستانی شاعر کے اعزاز میں نشست

● 25؍مارچ کو جامعہ ملیہ اسلامیہ میں شعبہ اردو کی جانب سے پاکستانی شاعر جناب جاوید منظر کے اعزاز میں شعری نشست کا انعقاد ہوا۔ نشست کی صدارت صدر شعبہ اردو پروفیسر عبید الرحمٰن ہاشمی نے کی۔ نشست میں جناب جاوید منظر نے اپنی کئی نظمیں غزلیں سنائیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر خالد محمود، ڈاکٹر شہپر رسول، جناب اسرار جامعی، اسلم جمشید پوری، احمد محفوظ، نعیم انجم، عمیر منظر اور محترمہ رضوانہ بیگم نے بھی اپنا کلام سنایا۔

(عوام، دہلی)

اردو شاعری کا تین سو سالہ انتخاب

● گزشتہ دنوں ڈاکٹر محمود الرحمٰن نے دس سال کی مسلسل محنت کے بعد ولی دکنی سے پروین شاکر تک تقریباً ۲۰۰ نامور شعرا نے اردو کے کلام کا انتخاب "سبد گل" کے عنوان سے مرتب کیا ہے اس مجموعے میں ہر شاعر کی مختصر سوانح عمری اور صنف غزل کی اہمیت پر مبنی ایک مقدمہ شامل ہے۔ غزلوں کے اشعار کا یہ انتخاب تین سو سالہ دور کی ایک جامع تاریخ ہے۔

(عوام، دہلی)

دو صد سالہ جشن غالب

● پچھلے دنوں کھنڈوہ میں دو صد سالہ جشن غالب تقریبات کا انعقاد انجمن ترقی اردو ہند شاخ کھنڈوہ کے زیر اہتمام عمل میں آیا جس کے تحت ٹاؤن ہال مین ایک کل ہند مشاعرہ اور مانک اسمارک لائبریری میں غالب سیمینار منعقد کیا گیا۔ سیمینار کی صدارت انجمن کے صدر ڈاکٹر منیش مشرا نے کی جب کہ مہمان خصوصی کے بطور مدھیہ پردیش انجمن ترقی اردو کی جنرل سکریٹری محترمہ شفیقہ فرحت نے شرکت کی۔ ڈاکٹر محبوب راہی، ڈاکٹر یحییٰ، شہود عالم آفاقی، جاوید عالم اور قاضی حسن رضا نے غالب کی شخصیت اور فن کے مختلف گوشے اجاگر کیے شہود عالم آفاقی کی صدارت اور بشیر بدر کی نقابت میں منعقدہ کل ہند مشاعرے میں ہندوستان گیر پیمانے پر شعراء نے شرکت کی۔

(راشٹریہ سہارا، نوئیڈا)

پانی پت میں انڈوپاک مشاعرہ

● 20/مارچ کو پانی پت میں سرکاری ایس ہاؤس کے متصل انڈوپاک مشاعرہ منعقد کیا گیا جس کی صدارت روہتک ڈویژن کے کمشنر جناب دھرم ویر نے کی۔ مشاعرے میں انڈوپاک کے نمائندہ شعرا کرام نے شرکت کی اور اپنا کلام پیش کیا۔

(ندیم، بھوپال)

غالب کے فکر و فن پر سیمینار اور مشاعرہ

● غالب کے دو سو سالہ جشن ولادت کے سلسلے میں انجمن ترقی پسند یوپی کے زیر اہتمام الہ آباد میں دو روزہ سیمینار اور مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں ملک کے ادیبوں و شاعروں نے شرکت کی۔ سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے نائب صدر ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے فرمایا۔ آج دو سو برس کے بعد آخر ہم غالب کو کیوں یاد کر رہے ہیں۔ غالب نے کہا تھا کہ میرے اشعار کی شہرت میرے بعد ہوگی اور آج پوری دنیا میں غالب کی شہرت ہے۔ یہ ان کا گرمی نشاط تصور ہے جو انہیں آج بھی زندہ کیے ہوئے ہے جسٹس حیدر عباس زماں نے کہا۔ غالب کو غالب کے دور کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔ ڈاکٹر اسلم الہ آبادی نے چچا غالب کے نام دلچسپ خط پڑھا۔ صدر انجمن ڈاکٹر بشیشر پردیپ، پروفیسر فضل امام اور ناصر فاخری نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ نظامت ڈاکٹر علی احمد فاطمی نے کیا۔

دوسرے دن غالب کی شاعری سے متعلق دو اجلاس منعقد کیے گئے۔ پہلے اجلاس کا عنوان "غالب اور انسان دوستی" تھا مجلس صدارت میں پروفیسر احمر لاری، پروفیسر زاہدہ زیدی، پروفیسر محمود الحسن اور فیاض رفعت، مقالہ نگاروں میں ڈاکٹر صالحہ زریں، ڈاکٹر نفیس بانو، ڈاکٹر افغان اللہ، ڈاکٹر رفیع اللہ اور نامی انصاری تھے۔ دوسرے اجلاس کا موضوع تھا "غالب کی معنویت عہد حاضر میں" اس اجلاس کی مجلس صدارت میں پروفیسر سید محمد عقیل، جناب عابد سہیل اور جناب اقبال مجید تھے۔ اس اجلاس کا پہلا مقالہ ڈاکٹر سراج اجملی نے پیش کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر آفتاب اختر اور آخر میں پروفیسر ساجدہ زیدی نے اپنا مقالہ پیش کیا۔

(ڈاک سے)

قلی قطب شاہ کی شاعری پر تقاریب

● یوم قلی قطب شاہ تقاریب کا اہتمام ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کی جانب سے گزشتہ 39 برسوں سے ہر سال کیا جاتا ہے گزشتہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس

سال بھی 27/ اپریل کو حیدر آباد میں سلطان قلی قطب شاہ کی شاعری پر تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ جس کا افتتاح ساہتیہ اکیڈمی دہلی کے نائب صدر پروفیسر گوپی چند نارنگ نے کیا انھوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمارے پاس قلی قطب شاہ اور امیر خسرو جیسے کلاسیکی شعراء کو سمجھنے کی شعریات ہی نہیں ہیں ہم ان شعراء کو بھی میر و غالب اور ذوق و مومن کے پیمانے سے ناپتے ہیں پروفیسر نارنگ نے فرمایا کہ وہ ہندوستانی رنگ کے خالص عوامی شاعر تھے۔

پروفیسر شمیم جے راجپوری نے صدارتی تقریر میں کہا شہر حیدر آباد کے بانی سلطان قلی قطب شاہ نے یہاں جس تہذیب کی بنیاد ڈالی تھی وہ آج بھی زندہ و پائندہ ہے اس شہر کے اخلاص تہذیب و تمدن، رواداری، وضع داری اور مہمان نوازی میں ایک ایسی خوبی ہے کہ انسان کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ انھوں نے مزید فرمایا کہ اردو زبان کے فروغ کے لیے اس کا روزگار سے جوڑا جانا از حد ضروری ہے اس سلسلے کا ایک تجربہ اس سے قبل جامعہ عثمانیہ کی شکل میں پہلے بھی کیا جا چکا ہے اور اب مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں اس تجربے کے کامیاب اور مثبت پہلوؤں کی تجدید کی جا رہی ہے۔

ادارہ ادبیات اردو کے صدر پروفیسر جعفر نظام نے استقبالیہ تقریر کی پروفیسر مغنی تبسم نے ادارہ ادبیات اردو کا جامعہ عثمانیہ کے ساتھ رشتہ بیان کرتے ہوئے اردو یونیورسٹی کو بھی تعاون کی پیش کش کی۔ جناب موہن لال قلم نے قطبی قطب شاہ کی شاعری کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔ تقریب میں قومی اردو کونسل کے نائب صدر ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کے علاوہ محترمہ جیلانی بانو، جناب انور معظم، دانشوروں، اساتذہ اور ریسرچ اسکالرز نے شرکت کی۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

اردو ہندوستان گیر زبان ہے

● آل انڈیا اردو ایجوکیشن کمیٹی کی جانب سے منعقدہ قومی اردو کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے اقلیتوں کے قومی کمیشن کے چیئرمین جناب طاہر محمود نے 4/ اپریل کو حیدر آباد میں مذکورہ بالا حقیقت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اردو والوں کو نئی مرکزی سرکار کی طرف سے کچھ بدگمانی ہے اس سلسلے میں وہ وزیر اعظم جناب اٹل بہاری باجپئی سے بات کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ اردو کاز کے لیے جمہوری اور آئینی جدوجہد جاری رہے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان نہیں ہے اور یہ کہ ہندوستان دستور کے آٹھویں شیڈول میں شامل 18 قومی زبانوں میں اردو بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ اردو واحد زبان ہے جس کی حیثیت ہندوستان گیر ہے باقی 17 زبانیں تقریباً علاقائی زبانیں ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اردو بولتے ہیں مگر غلط فہمی کی وجہ سے اسے ہندی کہتے یا سمجھتے ہیں دراصل ان کی زبان اس ہندی سے بالکل الگ ہے جو آکاش وانی پر بولی جاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اردو یونیورسٹی قومی ملکیت ہے کسی فرد یا ذات کی ملکیت نہیں۔ ریاستی سرکار نے رنگا ریڈی ضلع میں مان کونڈہ گاؤں میں 200 ایکڑ زمین یونیورسٹی کے لیے مختص کی ہے۔

(ڈاک سے)

چنبیلی کے منڈوے تلے

● 27/ فروری کو جسٹس بشیر احمد سعید کالج ہال میں ایک جلسے کا انعقاد عمل میں آیا جس کی صدارت سپریم کورٹ کے جج جسٹس آنند نے کی اور محترمہ بدر سعید

(کرسپانڈنٹ اور سکریٹری بشیر احمد سعید ٹرسٹ) نے اردو کے تحفظ کے سلسلے میں استقبالیہ تقریر (بہ زبان انگریزی) کی۔ جسٹس موصوف کی صدارتی تقریر موثر تھی۔ یہ جلسہ ادارہ ادبیات اردو، حیدر آباد اور ادبی ٹرسٹ، حیدر آباد کی اردو ادبی خدمات کے اعتراف میں بطور مالی تعاون کیسہ زر پیش کرنے کے لیے عمل میں آیا تھا۔ استقبالیہ تقریر کے آخری حصے میں محترمہ بدر سعید نے اردو زبان میں پانچ شعر سنائے جو اس جلسہ کے لیے لکھے گئے تھے۔

شام ساڑھے سات بجے جسٹس بشیر احمد سعید ٹرسٹ کے خازن جناب عثمان صاحب کے ہدیۂ تشکر کے بعد (جو بہ زبان انگریزی ہی تھا) جلسہ اختتام پذیر ہوا اور کالج کی چنبیلی کے منڈوے سے پھسلتی ہوئی اپنے سروں پر لال بتیاں چمکاتی ہوئی کاروں کی ایک لمبی فوج بہت دور نکل گئی۔

(آئینہ بدست، نامہ نگار، تمل ناڈو)

معاصرین غالب پر سیمینار

● غالب کے دو سو سالہ یوم پیدائش تقریبات کے سلسلے میں ۲۲ر مارچ کو دہلی اردو اکادمی کی جانب سے "انڈیا انٹرنیشنل سینٹر" میں "معاصرین غالب: ذوق، ظفر اور مومن" کے موضوع پر دو روزہ کل ہند سیمینار منعقد ہوا۔ اس کا افتتاح قومی اقلیتی کمیشن کے چیئرمین پروفیسر طاہر محمود نے کیا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت پروفیسر گوپی چند نارنگ نے فرمائی۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

مولانا آزاد کی خدمات پر سیمینار

● آزادی کی گولڈن جوبلی تقریبات کے سلسلے میں 28/مارچ 1998ء کو انڈیا انٹرنیشنل سینٹر کے آڈیٹوریم میں "مولانا آزاد کی ادبی، علمی، سماجی اور قومی خدمات" کے موضوع پر دہلی اردو اکادمی کی جانب سے دو روزہ کل ہند سیمینار کا افتتاح ہوا۔ جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے دانشوروں، ادیبوں اور اسکالرز نے شرکت کی۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اردو اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر گوپی چند نارنگ نے فرمایا کہ مولانا ابوالکلام آزاد کئی اعتبار سے غیر معمولی انسان تھے۔ وہ حب الوطنی، مشترکہ تہذیب اور عزم وارادے کا آہنی پہاڑ تھے۔ مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے اور سیمینار کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اکادمی کے سکریٹری مخمور سعیدی نے فرمایا کہ اس سیمینار کا خاکہ پچھلے سال ہی تیار کرلیا گیا تھا، امید ہے کہ یہ سیمینار مولانا کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا جو ان کی سیاسی، مذہبی، علمی اور صحافیانہ خدمات سے تعلق رکھتے ہیں، احاطہ کرے گا۔

افتتاحی اجلاس کے بعد سیمینار کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت ڈاکٹر سیدہ سیدین نے فرمائی۔ مقالہ نگاروں میں خواجہ حسن ثانی نظامی، پروفیسر ظفر احمد نظامی اور پروفیسر قاضی جمال حسین شامل تھے۔

لنچ کے وقفہ کے بعد سیمینار کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت خواجہ حسن ثانی نظامی نے فرمائی۔ مقالہ نگاروں میں مولانا وحیدالدین خاں، ڈاکٹر سید جمال الدین اور پروفیسر ہیرن رے شامل تھے۔

29/مارچ سیمینار کا دوسرا اور آخری دن تھا۔ اس میں حیدر آباد سے پروفیسر سلیمان اطہر جاوید، بنگلور سے پروفیسر عبدالغفار شکیل، جواہر لال نہرو یونیورسٹی سے پروفیسر امتیاز احمد خاں، پروفیسر عبدالحق، جناب بلراج کومل، جناب ضمیر حسن دہلوی۔ محترمہ نور جہاں ثروت، پروفیسر حنیف کیفی، جناب مجتبیٰ حسین، جناب شجاع خاور، پروفیسر نصیر احمد خاں،

جناب محمود ہاشمی، محترمہ ثریا ہاشمی، محترمہ جمیلہ بانو وغیرہ نے خصوصی طور پر شرکت کی، ان کے علاوہ بہت سی یونیورسٹیوں کے استاد اور دہلی کی سرکردہ ادبی شخصیات بھی اس میں شریک ہوئیں۔

سیمینار اور ہندوپاک مشاعرہ

● چنڈی گڑھ 25/اپریل کو ہریانہ اردو اکادمی کے زیر اہتمام دوسری غالب صدی تقریبات کے تحت کل ہند غالب سیمینار اور ہندوپاک مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ سیمینار کے اجلاس کی صدارت وزیر اعلیٰ ہریانہ چودھری بنسی لال نے کی۔ وزیر تعلیم ہریانہ رام بلاس شرما نے اپنی تقریر میں غالب کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جناب کشمیری لال ذاکر سکریٹری ہریانہ اردو اکادمی نے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے اکادمی کی سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا۔ جناب علی سردار جعفری نے اس موقع پر کلیدی خطبہ پیش کیا۔ شام کو بھارگو آڈیٹوریم میں ہندوپاک مشاعرے کا انعقاد عمل میں آیا جس میں دور و نزدیک سے تشریف لائے ہوئے شعراء نے کلام پیش کیا۔

مولانا مظہر الحق عربی۔ فارسی یونیورسٹی

● 10/اپریل 1998ء کو پٹنہ میں بہار کے گورنر جناب اخلاق الرحمٰن قدوائی نے مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی کا افتتاح فرمایا اس موقع پر مہمان اعلیٰ کی حیثیت سے وزیر اعلیٰ محترمہ رابڑی دیوی اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے جناب لالو پرشاد یادو بھی موجود تھے۔

جناب مختار الدین آرزو کو مذکورہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا ہے۔

یونیورسٹی کا منصوبہ سابق وزیر اعلیٰ جگن ناتھ مشرا کے زمانے میں تیار ہوا تھا جسے موجودہ سرکار نے عملی صورت دی ہے۔

بہار سرکار کی وزارت ترقی انسانی وسائل کے محکمہ اعلیٰ تعلیم کی طرف سے جاری اعلانیہ میں کہا گیا ہے کہ اردو آبادی کی ضرورتوں کے پیش نظر اسے اردو عربی اور فارسی کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کے مرکز کی حیثیت دی جائے گی۔ علاوہ ازیں دیگر پیشہ ورانہ اور تکنیکی علوم کی تدریس کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ تحریک آزادی ہندوستانی مشترکہ ثقافت، لسانی لین دین، مراسلاتی تعلیم، عوامی ترسیل عامہ کی تدریس کے لیے بھی اسے ترقی دی جائے گی۔ اسے مشرقی علوم کے ایک مرکزی اوارے کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس کے لیے بہار سرکار نے 120 ایکڑ زمین دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ڈاک سے)

اسلامک اسٹڈیز طلبا کے لیے قومی ورکشاپ ضروری

● 20/اپریل کو قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے ڈائرکٹر "ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ نے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے اساتذہ طلبا اور طالبات کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

قومی اردو کونسل ہندوستان بھر کی جامعات میں اسلامک اسٹڈیز کے طلبا و طالبات کی درسی ضرورتوں کے لیے ایسی کتابوں کی تصنیف، تالیف اور ترجمے کے لیے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے زیر اہتمام ایک ورکشاپ منعقد کیے جانے کی خواہاں ہے جہاں ملک بھر کے عالم، استاد سر جوڑ کر بیٹھیں اور موضوعات و نوادر کتب کی رہنمائی کریں۔

ڈاکٹر بھٹ نے مزید کہا کہ "علاقائی مطالعات کے خصوصی منصوبے کے تحت وسط ایشیا، جنوبی ایشیا مشرق وسطیٰ اور جنوب مشرقی ایشیا اور شمالی و مغربی افریقہ کے تحت

ان علاقوں کے مذہبی، تہذیبی، ثقافتی اور علمی ورثے پر وقیع سیمینار الگ الگ یونیورسٹیوں میں منعقد کرا کر علمی اعتبار سے مبسوط اور اہم مضامین کے مجموعے اردو زبان میں شائع کرنے میں بھی قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان مدد دے گی۔

اس سے قبل شعبہ کے صدر پروفیسر اختر الواسع نے اردو زبان میں اسلامک اسٹڈیز کے طلبا و طالبات اور قاری کے استفادے کے لیے اسلامک اسٹڈیز میں مختلف موضوعات اور بالخصوص عصری تناظر میں کتابوں کی کمی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ فیکلٹی آف ہیومینیٹیز اینڈ لینگویجز کے ڈین پروفیسر عماد الحسن آزاد فاروقی نے اسلامک اسٹڈیز کے تحت مطالعہ کی نہج اور موضوعات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اسلام کی مذہبی تعلیمات کے ساتھ مسلمانوں کے تہذیبی و ثقافتی ورثے اور ان کی علمی خدمات سب کا احاطہ اسلامک اسٹڈیز کا مضمون کرتا ہے۔

پروفیسر اختر الواسع نے ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ کو یقین دلایا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے وائس چانسلر سے منظوری کے بعد شعبہ اسلامک اسٹڈیز مطالعات اسلامی کے سلسلے میں کتابوں کی تیاری کے لیے ایک کل ہند ورکشاپ ضرور منعقد کرے گا۔

(بیسویں صدی، دہلی)

غیر اردو داں ملازمین کی اردو سیکھنے کی خواہش

● 26/دسمبر 1995ء کو ایوان کے ضابطہ نامہ کے ضابطہ 41 میں بنیادی ترمیم کے پیش نظر بہار قانون ساز کونسل میں اردو زبان و رسم الخط کو ایوان کی زبان و رسم الخط کا درجہ حاصل ہوا تھا۔ اس ترمیم کے بعد کونسل کے سارے کام ہندی زبان (دیوناگری رسم الخط) اور اردو زبان و رسم الخط میں انجام پانے لگے۔ بہار قانون ساز کونسل میں اردو کی سرگرمیوں کے سبب کونسل کے غیر اردو داں ملازمین میں بھی اردو سیکھنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں 126 غیر اردو داں ملازمین نے تحریری طور پر اردو سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ کونسل کے ملازمین کے اس جذبہ کی قدر کرتے ہوئے کونسل کے چیرمین، پروفیسر جابر حسین نے اردو سیکھنے والے غیر اردو داں ملازمین کو خصوصی مراعات دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اردو کی خصوصی تعلیم کے لیے عنقریب ضروری انتظامات کیے جائیں گے۔

ناگارجن کی عیادت و مالی امداد

● ہندی کے معروف شاعر جناب ناگارجن کی علالت اور دیگر مشکلات کا علم ہونے پر بہار قانون ساز کونسل کے چیرمین، پروفیسر جابر حسین نے مورخہ 23/ اپریل 1998ء کو وزیر اعلیٰ تعلیم، جناب رام چندر پوروے اور وزیر زراعت و کلچر، جناب عبدالباری صدیقی کے ساتھ جناب ناگارجن کی رہائش گاہ (دربھنگہ) تشریف لے گئے۔ جناب ناگارجن کی مزاج پرسی اور ڈاکٹر کو مناسب ہدایت دینے کے بعد پروفیسر جابر حسین نے کلاندھی کی جانب سے انھیں 20ہزار روپے دیے۔ پروفیسر جابر حسین نے جناب ناگارجن کے مشہور ناول 'پارو' کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔

خطاط سعید محمد خاں کے فن پاروں کی نمائش

● 9/مئی کو غالب اکیڈمی بستی حضرت نظام الدین، نئی دہلی میں مظفر نگر کے بزرگ خطاط سعید محمد خاں کی طویل خدمات کے پیش نظر شاہ تیر فاؤنڈیشن نے غالب اکیڈمی کے اشتراک سے ان کے فن پاروں کی دو روزہ نمائش کا اہتمام کیا۔ افتتاحی تقریب میں انھیں شیلڈ اور ایک شال

ڈاکٹر امینہ احمد آہوجہ نے پیش کی۔ نمائش کا افتتاح جناب سلمان خورشید نے کیا۔ خیر مقدمی تقریر ڈاکٹر عقیل احمد سکریٹری اردو اکیڈمی نے کی۔ قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جس فن میں خونِ جگر شامل ہوتا ہے وہ کائناتی ہو جاتا ہے۔ سعید محمد خاں کا فن اس لیے پروان چڑھا کیونکہ ان کی زندگی کا سارا کمٹمنٹ اس فن کے ساتھ ہے۔ ڈاکٹر بھٹ نے مزید فرمایا کہ خطاطی ہمارا ورثہ ہے علم کو محفوظ رکھنے کے لیے خطاطی نے اہم رول ادا کیا ہے انھوں نے فن خطاطی کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے پر زور دیا۔ ڈائرکٹر نے فرمایا "قومی اردو کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ اس عظیم فن کو مزید تقویت دینے کے لیے اسے ماڈرن آرٹ اور کمرشل آرٹ سے جوڑا جائے۔ ماڈرن آرٹ اور کمرشل آرٹ میں کیلی گرافی کا اضافہ اردو کی جانب سے عطیہ ہوگا۔" ڈائرکٹر قومی کونسل نے سلسلۂ گفتگو برقرار رکھتے ہوئے مزید کہا کہ ڈاکٹر امینہ احمد آہوجہ کی چیرمین شپ میں ایک ایکسپرٹ ٹیم مقرر کی گئی ہے جو اردو کونسل کے خطاطی مراکز میں طغرا نویسی کے ساتھ ساتھ ماڈرن آرٹ کو اس نصاب میں شامل کرے۔

مذکورہ تقریب میں مدھیہ پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ شیاما چرن شکلا، جناب جی۔ ڈی۔ چندن، ڈاکٹر امینہ آہوجہ، تاشقند سے تشریف لائے مہمان پروفیسر عبدالغفور نے بھی سعید محمد خاں کی خطاطی خدمات کو سراہا۔

(عوام، دہلی)

ہندوستان کے سب سے بڑے ادبی انعام "سرسوتی سمان" سے سمانت

شعر شور انگیز (دوسری طباعت)

جلد اول :	صفحات ۶۱۲	قیمت۔/۱۵۰ روپے
جلد دوم :	صفحات ۵۱۷	قیمت۔/۱۳۰ روپے
جلد سوم :	صفحات ۶۹۷	قیمت۔/۱۵۰ روپے
جلد چہارم :	صفحات ۸۱۰	قیمت۔/۱۷۰ روپے

میر شناسی کی دستاویزی حیثیت کی کتابیں میر کی شاعری کا بھرپور جائزہ اور تجزیہ خود مصنف کی زبان میں ان کتابوں کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ میر کی غزلیات کا ایسا معیاری انتخاب جو دنیا کی بہترین شاعری کے سامنے بے جھجک پیش ہو سکے اور جو میر کا نمائندہ انتخاب بھی ہو۔

۲۔ اردو کے کلاسیکی غزل گویوں بالخصوص میر کے حوالے سے کلاسیکی غزل کی شعریات کی بازیافت۔

۳۔ مشرقی اور مغربی شعریات کی روشنی میں میر کے اشعار کا تجزیہ تشریح تعبیر اور محاکمہ۔

۴۔ کلاسیکی اردو غزل فارسی غزل علی الخصوص سبک ہندی کی غزل کے تناظر میں میر کے مقام کا تعین۔

۵۔ میر کی زبان کے بارے میں نکات کا حسب ضرورت بیان۔

کتاب کے مصنف جناب شمس الرحمٰن فاروقی کو اس کتاب کی بنا پر ۵ لاکھ روپے کے ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ اس کی پہلی طباعت ختم ہو چکی ہے۔ دوسری طباعت مکمل ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی
محکمہ تعلیم، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
ویسٹ بلاک ۱، ونگ ۶، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی

اعتراف، اعزاز، اکرام، استقبالیہ

جناب فخر زماں کے اعزاز میں جلسہ

• 4/مارچ کو پاکستانی ناول نگار جناب فخر زماں کے اعزاز میں شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی کی جانب سے ایک جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ صدر شعبہ پروفیسر امیر عارفی نے فخر زماں کا تعارف کرتے ہوئے کہا کہ نہ صرف اردو اور پنجابی میں فخر زماں نے شاعری کی ہے بلکہ پاکستان کے جدید ناول نگاروں میں بھی ان کا نام نمایاں ہے۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

جناب یونس نگرامی کو اعزاز

• ہندی اردو ساہتیہ کمیٹی کی جانب سے پروفیسر محمد یونس نگرامی کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں سابق وزیر اعظم جناب اندر کمار گجرال کی اہلیہ مسز شیلا گجرال نے سکار تا بھون میں ایوارڈ دیا یہ ایوارڈ 25 ہزار روپے نقد اور شال پر مشتمل تھا یونس نگرامی اس سے قبل صدر جمہوریہ کا ایوارڈ بھی حاصل کر چکے ہیں ان کو اردو اکادمی اور میر اکادمی کا ایوارڈ بھی مل چکے ہیں اور اس وقت رابطہ عالم اسلامی کے ہندوستان میں مشیر ہیں ان کی آٹھ کتب منظر عام پر آچکی ہیں پروفیسر یونس نگرامی نے اس ایوارڈ کی رقم اردو کی تعلیم کے فروغ کے لیے ساہتیہ ایوارڈ کمیٹی کو دینے کا اعلان کیا۔ تقریب کی صدارت جناب کیفی اعظمی نے کی۔

(ہفت روزہ نئی دنیا، دہلی)

محترمہ کشور ناہید کو استقبالیہ

• 11/فروری کو اردو اکادمی دہلی کی جانب سے اکادمی کے آڈیٹوریم میں پاکستانی شاعرہ محترمہ کشور ناہید کو استقبالیہ دیا گیا اس موقع پر انھوں نے اپنی تین نظمیں اور دو غزلیں سنائیں۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

صغیر اختر کو مرزا غالب پرائز

• مظہر الاسلام سیکنڈری اسکول کے استاد اور دہلی یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر جناب صغیر اختر نے 1997ء کے اردو امتحانات میں اوّل مقام حاصل کیا ہے جس کے لیے انھیں یکم مارچ کو دہلی یونیورسٹی کے ۷۵ویں کونووکیشن میں نائب صدر جمہوریہ مسٹر کرشن کانت کے ہاتھوں مرزا غالب پرائز سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ انھیں اردو کے سولہویں پرچے میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے صلے میں عرش ملیانی میموریل میڈل بھی دیا گیا۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

نیشنل میرٹ اسکالر شپ

• ڈائرکٹر انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن آندھرا پردیش نے نیشنل میرٹ اسکالر شپ ایوارڈ برائے سال 1997ء کے

لیے مدینہ پبلک اسکول حیدر آباد کے طالب علموں کو عبوری طور پر منتخب کر لیا ہے جنھوں نے مارچ 1997ء میں منعقد ہونے والے دسویں جماعت کے عام امتحانات میں پہلا مقام حاصل کیا تھا ان طالب علموں میں نکہت عرفانہ بنت جناب محمد عبداللہ پاشا (نشانات۔537)، نازیہ سلطانہ بنت جناب ڈی۔ ایم۔ رشید الحسن (نشانات۔532)، سینا ساجد بنت محمد ساجد محی الدین (نشانات۔529)، سید خواجہ شفیع الدین فرزند سید خواجہ شمس الدین (نشانات۔528) شامل ہیں۔

(ہمارا عوام، حیدر آباد)

جناب انوار نشتر اکولوی کو ایوارڈ

● گزشتہ دنوں شیانڈے ہال میں منعقدہ ایک خصوصی تقریب میں جناب نشتر اکولوی کو ان کے شعری مجموعے "زنجیر بجالی جائے" پر مہاراشٹر اردو اکادمی نے انعام سے نوازا یہ ایوارڈ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ جناب مرلی منوہر جوشی کے ہاتھوں دیا گیا۔ جس میں انعامی چیک کے ساتھ ایک ٹرافی بھی شامل ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

جناب اکبر علی کو استقبالیہ

● 26/ فروری کو گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول جامع مسجد دہلی۔ ۲ کے استاد جناب اکبر علی کو مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے اعتراف میں ریاستی، قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کی جانب سے دیے گئے ایوارڈ کے سلسلے میں استقبالیہ دیا گیا۔

(عوام، دہلی)

جناب مخمور نوری کو اعزاز

● 17/ فروری کو مخمور نوری کو ان کے مجموعہ کلام "سکوت کے بعد" کے اجرا کے موقع پر انجمن ادب فرید آباد کی جانب سے اعزاز سے نوازا گیا۔ بزرگ شاعر جناب ہیر انند سوز نے مخمور نوری دہلوی کے فن پر روشنی ڈالی۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

نامی انصاری کے اعزاز میں تقریب

● گزشتہ دنوں جناب نامی انصاری کے اعزاز میں اردو اکادمی دہلی کی جانب سے ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جناب نامی انصاری نے غالب کے افکار سے متعلق مقالہ پیش کیا۔ اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر گوپی چند نارنگ نے نامی انصاری کی لکھی ہوئی کتاب آزادی کے بعد طنز و مزاح کا اجرا کرتے ہوئے فرمایا کہ نامی انصاری نے تنقید کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ایمانداری کے ساتھ حوالے بھی دیے ہیں اور یہی اس کتاب کی خصوصیت ہے۔

(عوام، دہلی)

جناب وسیم بریلوی کو ہندی اردو ساہتیہ ایوارڈ

● بریلی۔ 31/ مارچ شہر کے ادبی حلقوں میں ہندی اردو ساہتیہ ایوارڈ کمیٹی اتر پردیش کے اس فیصلے کا خیر مقدم

کیا گیا جس کے تحت بریلی کالج شعبہ اردو کے صدر معروف اور شاعر پروفیسر وسیم بریلوی کو ان کی ادبی خدمات کی بنا پر کمیٹی کا ے ۱۹واں اردو ایوارڈ دیا جائے گا۔ کمیٹی کے سکریٹری اطہر نبی نے مطلع کیا ہے کہ جوش ملیح آبادی اور نرالا ادبی میلے کے موقع پر منعقد دو روزہ تقریب کے دوران یہ ایوارڈ وسیم بریلوی کو دیا جائے گا۔ واضح ہو کہ مذکورہ کمیٹی ہر سال کسی اہم ادبی شخصیت کو یہ ایوارڈ اس کی ادبی خدمات کے لیے پیش کرتی ہے۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

پروفیسر ظہور الدین کو اعزاز

● 22/فروری کو جموں یونیورسٹی میں اردو فورم کے سربراہ پروفیسر ظہور الدین کے اعزاز میں سیمینار کا انعقاد کیا گیا اس موقع پر انھیں 1993ء کا ادبی میموریل ایوارڈ بھی عطا کیا گیا۔ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے پروفیسر شمیم حنفی نے اس تقریب میں شرکت کی۔ جموں خطے میں اردو کو فروغ دینے کے سلسلے میں پروفیسر ظہور کو یہ تیسرا اعزاز دیا گیا ہے۔ جب کہ دوسرا اعزاز جناب وید بھسین اور پہلا اعزاز جناب ٹینگ کو دیا گیا ہے۔ اس نشست کی صدارت پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے کی۔

(تسکین، جموں توی)

ضیا بانو کی فرسٹ پوزیشن

● نئی دہلی 31/مارچ۔ کروڑی مل کالج میں اردو آنرز کی طالبہ ضیا بانو نے فرسٹ ایئر میں یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس سے قبل بھی اس اسکول کے اردو طلبہ یونیورسٹی میں پوزیشن لاتے رہے ہیں۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

جناب انوار رضوی کو انعام

● جناب انوار رضوی نے بنگالی ناول نگار شرت چندر چٹرجی کے ناول "شیش پرشن" کا اردو میں ترجمہ "آخری سوال" کے نام سے کیا ہے۔ یہ کتاب قومی اردو کونسل کے مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب پر اتر پردیش اردو اکادمی نے جناب انوار رضوی کو انعام سے نوازا ہے۔

میر تقی میر ایوارڈ

● مدھیہ پردیش اردو اکادمی نے تخلیقی ادب کے لیے اپنا سب سے بڑا اعزاز پروفیسر جگن ناتھ آزاد کو دیا ہے۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

حاجی انیس دہلوی کو ایوارڈ

● گزشتہ دنوں اتر پردیش اردو اکادمی کی چیرپرسن ڈاکٹر شمیمہ رضوی نے حاجی انیس دہلوی کے شعری مجموعے "قدم بہ قدم" پر انعام کا اعلان کیا۔ اس کے بعد دہلی اردو اکادمی نے اس کتاب کو 5,100 روپے کے انعام سے سرفراز کیا۔

۴۸۰ لائق ٹیچرز کو شیروانی ایوارڈ ۱۹۹۷ء

● ایوارڈز کی بابت پچھلی رپورٹ اتر پردیش کے 71 انٹر کالجوں اور ہائر سکنڈری اسکولوں میں شیروانی ایوارڈ 1997ء جیتنے والے 441 ٹیچرز (بشمول 32 پرنسپلز) کے نام پیش کیے گئے تھے اب پیش ہیں رام پور شہر کے 4 اداروں کے 32 لائق ٹیچرز (بشمول 3 پرنسپلز) کے نام جن کو الحاجہ بیگم تارارشید شیروانی صاحبہ (چیئرمین بھارت سیوا ٹرسٹ چیئرمین جیپ انڈسٹریل سنڈیکیٹ لمیٹڈ اور چیئرمین ایمریٹس شیروانی شوگر سنڈیکیٹ لمیٹڈ کی طرف سے دلی مبارکباد کے ساتھ ایوارڈ پیش کیے گئے اس طرح اب تک اتر پردیش کے 75 مسلم انٹر کالجوں اور ہائر سکنڈری اسکولوں میں شیروانی ایوارڈ جیتنے والے 480 لائق ٹیچرز (بشمول 35 پرنسپلز) کے نام پیش کیے جاچکے ہیں۔

شمسی گرلز اسکول رامپور

محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ ہندی، محترمہ صبیحہ ضیاء صاحبہ اردو، محترمہ نکہت بی صاحبہ ہوم سائنس، محترمہ نورالسحر صاحبہ انگلش، محترمہ افروز جہاں ڈرائنگ، محترمہ فرح شاہین صاحبہ سوشل سائنس اور محترمہ ذہین فاطمہ صاحبہ پرنسپل۔

نہرو نگر پالیکا گرلز کالج، رامپور

محترمہ نرجس فاطمہ صاحبہ انگلش، محترمہ عائشہ اسعد صاحبہ اردو، محترمہ شاہ جہاں صاحبہ اکنومکس اور سوشل سائنس، محترمہ مہر جہاں صاحبہ سوشل سائنس (سوکس)، محترمہ ونیتا اگروال صاحبہ اور محترمہ مجیب بیگم صاحبہ ہندی۔

گورنمنٹ گرلز کالج، قلعہ رامپور

محترمہ انیتا چوہان صاحبہ ہندی، سائیکلوجی، محترمہ دختر جہاں خان صاحبہ انگلش، محترمہ نعیمہ رحمان صاحبہ ہوم سائنس، محترمہ کمل بدہانی صاحبہ ہسٹری، محترمہ طلعت بانو صاحبہ اکنومکس، محترمہ انیتا بشنوئی صاحبہ سوشل سائنس، محترمہ آشا سینی صاحبہ سائنس، محترمہ شیدوانی شرما صاحبہ ہندی، محترمہ چندرا کانت ترویدی صاحبہ سنسکرت اور محترمہ چندرا جوشی صاحبہ پرنسپل۔

گورنمنٹ حامد کالج، رامپور

محترم لاتوری سنگھ صاحب ہندی، محترم اسعد علی خاں صاحب انگلش، سوشل سائنس، محترم ہری اوم شرما صاحب ہندی، محترم علی محمد صاحب انگلش، محترم ایس۔ سی بھٹناگر صاحب سوکس، محترم ایم۔ ایوب خاں صاحب فزکس، محترم اخلاق احمد خاں صاحب بائیولوجی، محترم اسرار احمد صاحب جنرل فاؤنڈیشن اور محترم سید ساجد حسین صاحب۔

گورنمنٹ خورشید گرلز کالج سے 1997ء کے نتیجے دیر سے آئے اور اس کے بعد پرنسپل صاحبہ کو ایک رجسٹرڈ خط مورخہ 25/اکتوبر 1997ء بھیجا کوئی جواب نہیں آیا پھر ایک اور رجسٹرڈ خط مورخہ 17/ جنوری 1998ء کے ساتھ دس ہونہار ترین طالبات کے لیے انعامات بھیجے انعامات کی رقم اور اس کے ساتھ بھیجے گئے خط کے پہنچنے کی اطلاع پندرہ دن کے اندر ضرور عنایت فرمادیں وہ اطلاع ابھی تک نہیں آئی لہذا، اس مؤقر کالج میں لائق و محترمہ ٹیچرز کو ایوارڈ نہیں پیش کیے جاسکے۔

وفیات

شہزاد منظر

● اردو کے ادیب جناب شہزاد منظر 19/ دسمبر 1997ء کو کراچی میں انتقال فرماگئے۔ شہزاد منظر کا اصل نام ابراہیم عبدالرحمٰن عارف تھا۔ وہ یکم جنوری 1933ء کو کلکتہ میں پیدا ہوئے 1963ء تک کلکتہ میں مقیم رہے۔ جہاں وہ عصر جدید، آزاد ہند اور آثار جیسے اخبارات سے وابستہ رہے۔ 1964ء میں وہ ڈھاکہ چلے گئے جہاں انھوں نے ایک طویل عرصہ پاسبان، وطن اور چترالی کے ساتھ گذارا بعد میں وہ کراچی منتقل ہوگئے۔ شہزاد منظر کی تنقیدی کتابوں میں "ردِ عمل، علامتی افسانے کے ابلاغ کا مسئلہ"، "جدید اردو افسانہ"، "جدید اردو ناول" راجندر سنگھ بیدی ایک مطالعہ"، "مشرق و مغرب کے چند شاہیر ادبا اور فحش ادب کیا ہے؟" شامل ہیں۔ اس کے بعد ان کا ناول اندھیری رات کا تنہا مسافر اور افسانوں کا مجموعہ ندیا کہاں ہے تیرا دیس بھی اشاعت پذیر ہوچکے ہیں حال ہی میں ان کی دو کتابیں اردو تنقید کے پچاس سال اور اردو افسانے کے پچاس سال شائع ہوئی ہیں۔

(مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد)

دلاور فگار

● 23/ جنوری کو بی۔بی۔سی۔ لندن کی خبر کے مطابق طنز و مزاح کے شاعر دلاور فگار کا انتقال ہوگیا۔ دلاور فگار 8/جولائی 1928ء کو بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا نام دلاور حسین رکھا گیا لیکن اردو دنیا میں وہ دلاور فگار کے نام سے مشہور ہوئے۔ دلاور حسین نے 1954ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔اے۔ اور پھر معاشیات سے ایم۔اے۔ کیا تھا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام "حادثے" 1954ء میں شائع ہوا تھا لیکن یہ سنجیدہ غزلوں کا مجموعہ تھا ان کے مزاحیہ کلام کا پہلا مجموعہ "ستم ظریفیاں" 1963ء میں 1964ء میں "شامتِ اعمال" اور 1966ء میں "آداب عرض" منظر عام پر آئے۔ دلاور فگار نثر بھی لکھتے تھے 1993ء میں انھوں نے طنز و مزاح کی ایک نشست میں اپنا مزاحیہ خاکہ "صدارت کا شوق" پڑھا تھا جس میں انھوں نے فرشتے کی زبان سے کہلوایا تھا کہ 1998ء میں انھیں آسمان پر اٹھالیا جائے گا۔ حیرت خیز بات یہ ہے کہ 1998ء میں ہی وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

(بیسویں صدی، دہلی)

قیوم خضر

● 12/مارچ 1998ء کو بزرگ ادیب وصحافی جناب قیوم خضر کا انتقال ہوگیا۔

مرحوم قیوم خضر محلہ موریا گھاٹ (گیا) میں دسمبر، 1924ء کو پیدا ہوئے تھے۔ 1945ء میں گیا اسکول سے انھوں نے میٹرک پاس کیا۔ شاعری، ادب اور صحافت کے علاوہ سیاست سے بھی ان کی دلچسپی تھی۔ ملک کی تحریک آزادی میں بھی انھوں نے حصہ لیا۔ 1950ء میں ماہنامہ

"اشارہ" جاری کیا جو کافی مقبول ہوا۔ 1968ء میں ان کی پہلی تصنیف اردو رپن شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ انھوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں اردو اور قومی ایکتا، خضر راہ اور تنویرات قابل ذکر ہیں۔ اردو اور قومی ایکتا پر بہار اردو اکادمی اور خضر راہ پر بہار اردو اکادمی کے علاوہ اتر پردیش اردو اکادمی نے بھی انعامات سے نوازا۔ وہ ان محدودے چند افراد میں سے تھے جو اپنی ضعیف العمری کے باوجود متحرک اور آخر دم تک پرورش لوح و قلم کرتے رہے۔

(ڈاک سے)

پروفیسر شاہ عطاء الرحمن

● اردو کے ادیب اور محقق پروفیسر سید شاہ عطاء الرحمٰن کاکوی کا 8/مارچ 1998ء کو پٹنہ میں انتقال ہو گیا۔
مرحوم عطا کاکوی کی پیدائش 17/ستمبر 1904ء کو ہوئی تھی۔ 1964ء میں انھوں نے میٹرک، 1928ء میں پٹنہ کالج سے بی۔اے۔ اور 1932ء میں پٹنہ یونیورسٹی سے ایم۔اے۔ پاس کیا۔ 1932ء میں خانقاہ ہائی اسکول رام پور میں ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے انھوں نے ملازمت شروع کی۔ بعد میں 1936ء میں وہ بی۔ این کالج پٹنہ میں اردو کے لیکچرر مقرر ہوئے۔ 1958ء میں شعبۂ فارسی پٹنہ یونیورسٹی کے صدر مقرر ہوئے۔ 1963ء میں وہ ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔ وہ اختر اورینوی اور شاد عظیم آبادی کے سلسلے کی آخری کڑی تھے۔ انھوں نے تقریباً سو سے زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف کیں جن میں ساقی نامہ، میخانۂ تغزل، حیرت زار، تحقیقی مطالعے، مطالعہ حسرت، مطالعہ شاد، شلطیہانے مضامین، بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کی ادبی اور علمی خدمات کے اعتراف میں مختلف اردو اکادمیوں اور اداروں نے انعامات اور اعزازات سے نوازا تھا۔ صدر جمہوریہ ہند کی طرف سے سندِ اعزاز اور تاحیات وظیفہ بھی عطا کیا گیا تھا۔

(ڈاک سے)

محمد سلمان عباسی

● اردو کے ادیب ڈاکٹر محمد سلمان عباسی کا 28/مارچ 1998ء کو لکھنؤ میں انتقال ہو گیا۔

ڈاکٹر سلمان عباسی 20/نومبر 1944ء کو بارہ بنکی میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اردو اور فارسی میں ایم۔اے۔ کیا۔ پھر فارسی ہی میں پی۔ایچ۔ڈی۔ کیا۔ انھوں نے کئی کتابیں بھی تصنیف و تالیف کی تھیں۔ جن میں یادگار آزادی، شش جہت، یادوں کے گلاب، بدیسی کہانیاں، لمحوں کا سفر، غزالی مشہدی، دس بجے رات کے بعد، نوشتے وغیرہ شامل ہیں۔

سلمان عباسی صاحب کو اتر پردیش اردو اکادمی، مغربی بنگال اردو اکادمی اور میر اکادمی لکھنؤ نے انعامات سے نوازا تھا۔

(ہماری زبان)

ڈاکٹر ہارون ایوب

● پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ریڈر کے عہدے پر فائز ڈاکٹر ہارون ایوب ۴/ اپریل کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے مرحوم ڈاکٹر ہارون ایوب یکم اپریل 1941ء میں پیدا ہوئے تھے انھیں "اردو ناول پریم چند کے بعد" کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی۔ کی ڈگری تفویض کی گئی تھی۔ ان کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ "قرۃ العین حیدر اور شعور کی رو" ادبی حلقوں میں سند حاصل کر چکی ہے اس کے علاوہ ان

کے ناول "مہرباں کیسے کیسے" اور "درد آہوں کا" شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ ان کی کتابوں کو اتر پردیش، مغربی بنگال اور مدھیہ پردیش اردو اکادمیوں نے انعامات سے نوازا تھا۔

(عوام، دہلی)

ایم۔ حبیب خاں

● 2/مارچ کی صبح اردو کے ادیب اور انجمن ترقی اردو (ہند) کے اسسٹنٹ سکریٹری ایم۔ حبیب خاں اپنی قیام گاہ علی گڑھ میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم گذشتہ دو ماہ سے جگر کے کینسر میں مبتلا تھے وہ 11/ جولائی 1934ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے انھوں نے اردو اور تاریخ میں ایم۔ اے۔ کیا تھا۔ تقریباً 48 برس تک انجمن ترقی (اردو ہند) سے وابستہ رہے۔ وہ تقریباً دو درجن کتابوں کے مصنف اور مرتب تھے۔ انھوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز اپنی کتاب اردو کے کلاسکی شعراء پر تنقیدی مضامین کی ترتیب سے کیا تھا۔ یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کا خاص میدان کلاسکی ادب تھا۔ انھیں میر اکادمی لکھنؤ، دہلی اردو اکادمی اور اتر پردیش اردو اکادمی نے انعامات و اعزازات سے نوازا تھا۔

(قومی آواز، دہلی)

سید شہاب الدین دسنوی

● انجمن ترقی اردو (ہند) کے حیاتی رکن جناب سید شہاب الدین دسنوی کا ۳۰/ مارچ کو پٹنہ میں انتقال ہو گیا۔ شہاب الدین دسنوی ۶/ جولائی ۱۹۱۳ء کو دسنہ بہار میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد کا نام سید ادارت حسین تھا۔ مرحوم نے بی۔ ایس۔ سی۔، بی۔ ٹی تک کی ڈگریاں حاصل کیں۔ انھوں نے بحیثیت استاد انجمن اسلام بمبئی سے اپنی ملازمت کی زندگی شروع کی تھی۔ انھوں نے نہایت سادگی اور خاموشی کے ساتھ اردو زبان کی ترقی میں حصہ لیا۔ ان کی ادبی زندگی افسانہ نگاری سے شروع ہوئی تھی۔ یہ افسانے انھوں نے شہاب عظیم آبادی کے نام سے لکھے تھے جو "پہلو بہ پہلو" کے نام سے مجموعہ کی صورت میں ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئے۔

۱۹۸۶ء میں "آئین اسٹائین کی کہانی" قلم بند کی۔ علامہ شبلی سے متعلق "شبلی معاندانہ تنقید کی روشنی میں" شبلیات میں ان کی ایک اہم کتاب ہے جو ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ مذہبی کتاب "ہمارا دین" تین حصوں میں شائع ہوئی۔ ایک کتاب "محسنِ عالم" ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔ ان کے علاوہ ۱۹۸۶ء میں "انجمن اسلام کے سو سال" شائع ہوئی۔

مرحوم کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں مختلف اکیڈمیوں اور اداروں کی طرف سے انعامات دیے گئے۔ (۱) وزارتِ تعلیم حکومت ہند نے نیشنل ایوارڈ (ٹیچرز) دیا تھا۔ (۲) قابلِ قدر خدمات ایوارڈ منجانب انجمن سلام بمبئی۔ (۳) پہلو بہ پہلو اور کیمیا کی کہانی کتابوں پر بہار اردو اکادمی سے انعامات ملے۔

(ہماری زبان، نئی دہلی)

ڈاکٹر شیخ فرید

● پروفیسر ڈاکٹر شیخ فرید سابق صدر شعبۂ اردو و فارسی مہاکوشل کالج کا 13/ مئی 1998ء کو ان کے وطن برہان پور میں انتقال ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب 1954ء سے دسمبر 1974ء تک مہاکوشل کالج میں اردو و فارسی کے پروفیسر رہے۔

(ڈاک سے)

الیکٹرانک میڈیا اور اردو

● ہفتہ وار اخبار نو دہلی نے آزادی کی پچاسویں سالگرہ پر الیکٹرانک میڈیا کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس طویل مضمون کی تلخیص سے اردو کے تعلق سے وافر معلومات فراہم ہوتی ہے لہذا اسے نذر قارئین کیا جارہا ہے۔ عنوان میں بھی تبدیلی کی گئی ہے۔

پرائمری چینل پر مختلف صوبوں کی علاقائی زبانوں میں جو پروگرام نشر ہوتے ہیں اس کے اعداد و شمار مندرجہ ذیل ہیں:

ٹی وی کیندر	پروگرام فی ہفتہ	اردو پروگرام فی ہفتہ
دہلی	۲۲ گھنٹے	۳۰ منٹ
لکھنؤ	ساڑھے ۱۸ گھنٹے	۳۰ منٹ
جالندھر	ساڑھے ۱۸ گھنٹے	۳۰ منٹ
جے پور	۱۳ گھنٹے	۳۰ منٹ
سری نگر	۱۹ گھنٹے	۳ گھنٹے
کلکتہ	ساڑھے ۲۲ گھنٹے	-
بھونیشور	ساڑھے ۱۲ گھنٹے	-
پٹنہ	۵ گھنٹے	-
ممبئی	۲۴ گھنٹے	۳۰ منٹ
احمد آباد	ساڑھے ۲۱ گھنٹے	-
بھوپال	۷ گھنٹے	-
مدراس	ساڑھے ۲۴ گھنٹے	-
حیدر آباد	۲۴ گھنٹے	۳۰ منٹ
بنگلور	ساڑھے ۲۲ گھنٹے	۳۰ منٹ
تریوندرم	۲۵/۲۲ گھنٹے	-
شمال مشرقی	۵ گھنٹے	-
گوہاٹی	۱۴ گھنٹے	-
	۲۹۶ گھنٹے	ساڑھے ۶ گھنٹے

اردو زبان کا پھیلاؤ

۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق بھارت میں مسلم آبادی (جموں و کشمیر کی آبادی کو شمار کیے بغیر) دس کروڑ پندرہ لاکھ تھی جو کہ کل آبادی کا بارہ فیصد تھی۔ آسام، بنگال، کیرالہ اور تمل ناڈو کے بعض علاقوں کو چھوڑ کر دیگر تمام ملک میں مسلمانوں میں اردو کا چلن عام ہے۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے لگ بھگ پانچ لاکھ مکتبوں اور مدرسوں میں دینی تعلیم کا نظم ہے جہاں عربی اور اردو کے ذریعے ہی مسلم بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے کیوں کہ عربی کے بعد اگر کسی زبان میں دینی تعلیم کا لٹریچر ہے تو وہ اردو ہے۔ ملک کے کونے کونے میں واقع مساجد میں اکثر و بیشتر اعلانات اردو زبان میں چسپاں نظر آتے ہیں ملک بھر میں پھیلی ہوئی پندرہ لاکھ درگاہوں اور بزرگان دین کے مزارات میں سے لگ بھگ پانچ لاکھ پر ہر سال تقاریب عرس منعقد ہوتی ہیں۔ عرس کے ان مواقع پر تمام کارروائی اردو اور عربی میں ہوتی ہے۔ ان روایتی اداروں کی موجودگی میں اردو ہمیشہ فروغ پاتی رہے گی کیوں کہ ان اداروں کا تعلق نہ صرف مسلم فرقے کی مذہبی زندگی سے بلکہ ان کی تہذیبی اور سماجی زندگی سے بھی جڑا ہوا ہے۔

۸۸-۱۹۸۷ء کے ایک سروے کے مطابق اس وقت مسلمانوں میں ناخواندگی کی شرح مردوں میں ۴۲٫۴ فیصد اور خواتین میں ۵۹٫۵ فیصد تھی (اس وقت گریجویشن کی سطح پر مسلمان مردوں کا تناسب ۲۳ فیصد اور خواتین کا ۸٫۰ فیصد تھا)۔ آج بھی دس سال بعد اس صورت حال میں کوئی انقلابی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ مسلم خواتین کی اکثریت کی تعلیم قرآن اور ابتدائی دینی تعلیم تک محدود ہے۔ یہ تعلیم بھی وہ بہت چھوٹی عمر میں مسجدوں، مکتبوں یا گھروں میں استانیوں سے حاصل کرتی ہیں اور اردو میں حاصل کرتی ہیں۔ ان کا مطالعہ اردو میں

دینی کتابوں اور اردو اخبارات تک محدود رہتا ہے۔ بہت ہی کم خواتین کی پڑھنے یا لکھنے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ دوسرے فرقوں کی خواتین اور دوسری کسی زبان سے ان کا تعلق انتہائی کم ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے زیادہ سے زیادہ اردو پروگراموں کے ذریعے سماج کے اس طبقے کی ذہنی وسعت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جاتا مگر عملاً اس کے برعکس ہوا۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو نے اردو پروگراموں کو نظر انداز کر کے الیکٹرونکس میڈیا کے سماجی فروغ و ترقی کے نظریہ کو مضحکہ خیز بنادیا۔ اور انھوں نے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیا کہ سماج کے ۱۲ء۱۲ فیصد حصے کی ترقی تعلیم اور ان کے ذہنی افق میں توسیع کے بغیر ملک کی ترقی کی رفتار تیز نہیں ہو سکتی اور ان کی پسماندگی پورے ملک کی پسماندگی کا سبب بن سکتی ہے۔

اردو کے تعلق سے معاملہ صرف ان پروگراموں تک ہی محدود نہیں ہے جو ذہنی افق وسیع کرتے ہیں۔ سوچ میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں نئی ایجادات اور نئے طریقوں سے تعارف کراتے ہیں۔ بلکہ وزارت اطلاعات و نشریات کے بنیادی کام اطلاعات کی ترسیل میں بھی اردو کے تعلق سے بخل سے کام لیا جارہا ہے۔ حالانکہ خبریں اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ ذہنی افق کو بھی بالواسطہ طور پر وسیع کرتی ہیں۔

قومی نیوز بلیٹن کی تعداد ۸۹ ہے جن میں ۴۴ بلیٹن ہندی میں، ۴۲ انگریزی میں اور ایک سے لے کر تین تک بلیٹن مختلف علاقائی زبانوں میں نشر کیے جاتے ہیں۔

علاقائی نیوز بلیٹن

علاقائی زبان میں خبروں کی اپنی ایک علیحدہ اہمیت ہے۔ اپنی زبان میں خبریں سن کر لوگوں میں اپنی علاقائی شناخت کی اہمیت کا احساس جاگزیں ہوتا ہے۔ اس لیے فلمی گانوں کے پروگرام کے لیے اگر کسی پروگرام کے سامعین کی تعداد شمار کی جائے تو وہ خبروں کے سامعین کی ہوگی۔

آل انڈیا ریڈیو کے ۱۶۱ اسٹیشنوں سے روزانہ ۱۳۴ علاقائی خبروں کے بلیٹن ۶۴ زبانوں اور بولیوں میں نشر کیے جاتے ہیں۔ اردو

ریڈیو اسٹیشن اردو پروگرام

ریاست	ریجنل اسٹیشنوں کی تعداد	نشریاتی گھنٹے	مقامی اسٹیشن کی تعداد	نشریاتی گھنٹے	کل میزان	اردو پروگراموں کا حصہ
آندھرا پردیش	۵	۷۵	۷	۳۲	۱۱۷	ڈیڑھ گھنٹہ
اروناچل پردیش	۴	۶۰	-	-	۶۰	صفر
آسام	۳	۴۵	۳	۱۸	۶۳	صفر
بہار	-	۹۰	۵	۳۰	۱۲۰	۳۰ منٹ یومیہ
گوا	۱	۱۵	-	-	۱۵	صفر
گجرات	۴	۶۰	۲	۱۲	۷۲	۳۰ منٹ فی ہفتہ
ہریانہ	۱	۱۵	۱	۶	۲۱	۳۰ منٹ فی ہفتہ
ہماچل پردیش	۲	۳۰	۱	۶	۳۶	صفر
جموں کشمیر	۳	۴۵	۲	۱۲	۵۷	۱۶ گھنٹے
کرناٹک	۸	۱۲۰	۴	۲۴	۱۴۴	ایک گھنٹہ فی ہفتہ
کیرالہ	۵	۷۵	۱	۶	۸۱	صفر
مدھیہ پردیش	۱۱	۱۶۱	۸	۴۸	۲۰۹	ایک گھنٹہ فی ہفتہ
مہاراشٹر	۸	۱۲۰	۸	۴۸	۱۸۰	۳۰ منٹ یومیہ
منی پور	۱	۱۵	-	-	۱۵	صفر
میگھالیہ	۲	۳۰	-	-	۳۰	صفر
میزورم	۲	۳۰	-	-	۳۰	صفر
ناگالینڈ	۱	۱۵	-	-	۱۵	صفر
اڑیسہ	۴	۶۰	۴	۲۴	۸۴	۳۰ منٹ فی ہفتہ
پنجاب	۱	۱۵	۲	۱۲	۲۷	۳۰ منٹ فی ہفتہ
راجستھان	۸	۱۲۰	۷	۴۲	۱۶۲	۳۰ منٹ فی ہفتہ
سکم	۱	۱۵	-	-	۱۵	صفر
تمل ناڈو	۷	۱۰۵	۱	۶	۱۱۱	صفر
تری پورہ	۱	۱۵	۲	۱۲	۲۷	صفر
اترپردیش	۱۰	۱۵۰	۳	۱۸	۱۶۸	۳۰ منٹ یومیہ
بنگال	۳	۴۵	۱	۶	۵۱	۳۰ منٹ فی ہفتہ
پانڈیچری	۱	۱۵	۱	۶	۲۱	صفر
دہلی	۱	۱۵	-	-	۱۵	۳۰ منٹ فی ہفتہ
کرناول	۱	۱۵	-	-	۱۵	صفر
پورٹ بلیئر	۱	۱۵	-	-	۱۵	صفر
متفرق دیگر اسٹیشن و پروگرام					۱۵۱+	
کل میزان					۲۱۰۰ گھنٹہ	

میں علاقائی خبریں اورنگ آباد سے پانچ منٹ کی، حیدر آباد سے دس منٹ کی، پٹنہ سے پانچ منٹ کی اور سرینگر سے تین بلیٹن (ایک دس منٹ کا اور دو پانچ پانچ منٹ کے) نشر کیے جاتے ہیں۔

ٹیلی ویژن سے ہندی کے تین اور انگلش کے تین بلیٹن نشر کیے جاتے ہیں۔ علاقائی ٹیلی ویژن کیندروں سے علاقائی زبانوں میں بھی نیوز بلیٹن نشر کیے جاتے ہیں۔ دہلی اور کلکتہ سے چینل ۲ پر اور حیدر آباد، لکھنؤ، پٹنہ اور سری نگر سے چینل ایک پر اردو میں خبریں ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں۔

کیا ایک ایسی زبان کے جاننے والوں کے لیے جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، نیوز بلیٹن کی یہ تعداد کافی ہے۔

ان اعداد و شمار کو پیش کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ ان ریاستوں میں اردو داں افراد کی اتنی کثیر تعداد کے ہوتے ہوئے (وہ مسلمان جن کو اردو دانوں کی تعداد میں شامل نہیں کیا گیا ان کی بھی کثیر تعداد اردو سمجھتی ہے اور بولتی ہے البتہ لکھ پڑھ نہیں سکتی) انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اردو نشریات کے لیے اچھا خاصہ وقت متعین کیا جاتا تاکہ اتنی کثیر اردو آبادی جو تعلیمی اور سماجی طور پر پسماندہ ہے، ترقی کر سکتی۔

جن ریاستوں میں ۲۵ ہزار سے لے کر چند لاکھ تک کی آبادی جو ایک مخصوص بولی بولتی ہے اس کے لیے تو علاقائی خبروں اور پروگراموں میں وقت مہیا کیا گیا ہے لیکن اردو جو قومی سطح پر ایک تسلیم شدہ زبان ہے اس کے لیے ایسی ریاستوں میں بھی جہاں ان کی آبادی ڈھائی لاکھ سے لے کر تیس لاکھ تک ہو اردو نشریات کے لیے صرف کہیں بیس منٹ روز اور کہیں صرف ۳۰ منٹ فی ہفتہ کا وقت دیا جاتا ہے۔ خبروں کے لیے حیدر آباد، پٹنہ اور اورنگ آباد کو پانچ پانچ منٹ اور اتر پردیش کی راجدھانی لکھنؤ کو صرف دس منٹ کا وقت دیا ہے۔

مضر اثرات

ملک میں کروڑوں کی تعداد میں اردو زبان بولنے اور سمجھنے والے ایک ایسے فرقے کو جو تعلیمی اور سماجی طور پر پسماندہ بھی ہو اور جس کی لگ بھگ ساٹھ فیصد خواتین ناخواندہ ہوں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے اردو میں ان کی استعداد، ان کی سمجھ بوجھ میں اضافہ کرنے کی منصفانہ کوشش نہ ہونے سے کئی طرح کے نقصانات ہو رہے ہیں جو براہ راست بھی ہیں اور بالواسطہ بھی۔ مثلاً بھارتی ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اردو میں دل چسپ پروگرام اور نشریات نہ ہونے کے سبب بھارتی سامعین دل چسپی اور معلومات کے لیے امریکہ، چین، برطانیہ، روس، پاکستان، ایران، عراق، سعودی عربیہ، بنگلہ دیش وغیرہ ۲۵ دیگر ممالک کے اردو پروگرام سنتے ہیں۔ ان میں سے بعض ممالک کے دو گھنٹے یومیہ اور بعض آٹھ گھنٹے روزا اردو پروگرام نشر کرتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ ان میں سے بعض ممالک ہمارے دوست نہیں ہیں اور ہندوستان کے خلاف معاندانہ جذبات رکھتے ہیں اور اپنی نشریات میں عوام کو گمراہ کرنے کی سازش کر سکتے ہیں۔

ریاستی اور علاقائی ریڈیو اسٹیشنوں سے اردو پروگراموں کے نہ ہونے سے اردو کے دانشوروں، شاعروں اور ادیبوں کو اپنے خیالات کی ترسیل کے لیے مواقع نہیں مل پاتے جو دوسری علاقائی زبانوں کے دانشوروں کو حاصل ہوتے ہیں اس سے ایک قسم کا احساسِ محرومی اور بیگانگی فروغ پاتا ہے۔

عام معلوماتی پروگراموں کے اردو میں نہ ہونے سے سماج کی بالخصوص خواتین کی ذہنی ترقی نہیں ہو پاتی ہے اور وہ فرسودہ خیال اور اوہام کا شکار رہتی ہیں۔

فنی، تکنیکی پروگراموں کے اردو میں نہ ہونے سے اردو داں کاریگر مزدور تاجر نئی تکنیکوں اور آسانیوں سے جلد آشنا نہیں ہو پاتا اور روایتی طریقوں پر چلتا رہتا ہے۔

اردو میں معقول نشریات نہ ہونے کے سبب مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سرکار کے فلاحی اقدامات کی خبر اردو داں طبقے تک نہیں پہنچ پاتی اور وہ حکومت کی فلاحی وامدادی اسکیموں کے فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔

اردو پروگراموں اور خبروں کی نشریات میں کمی سے ملک کی سماجی، اقتصادی زندگی کو اور بھی بہت سے نقصانات پہنچ رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ارباب اقتدار اس طرف خصوصی توجہ دیں کیوں کہ ملک خواہ کتنی بھی ترقی کر لے، کتنا ہی آگے بڑھ جائے لیکن جب تک ملک کے پندرہ فیصد مسلمان ترقی نہیں کریں گے ملک کی مجموعی ترقی سست ہی رہے گی۔

ذیل میں ہم ایسے کچھ علاقوں کے نام دے رہے ہیں جہاں سے آل انڈیا ریڈیو کو اردو میں خصوصی پروگرام نشر کرنے چاہئیں اور کم از کم دن میں دوبار دس دس منٹ کے اردو نیوز بلیٹن نشر کرنے چاہئیں:

آندھرا پردیش : کڈپہ، حیدر آباد، کوٹھا گمدم، وجے واڑہ، عادل آباد، اننت پور، کرنول، نظام آباد، ورنگل۔

آسام : گوہاٹی۔

بہار : بھاگل پور، دربھنگہ، جمشید پور، پٹنہ، رانچی، ڈالٹن گنج، ہزاری باغ۔

گوا : پانجی۔

گجرات : احمد آباد، سورت۔

ہریانہ : روہتک۔

جموں و کشمیر : جموں، لیہہ، سری نگر۔

کرناٹک : بنگلور، بھدراوتی، دھارواڑ، گلبرگہ، میسور، چتر درگا، ہوسپیٹ، رائچور۔

مہاراشٹر : اورنگ آباد، ممبئی، ناگپور، جلگاؤں، پونے، سانگلی، رتناگری، احمد نگر، اکولہ، ناسک، ستارا، شولہ پور۔

اڑیسہ : کٹک، بہرام پور۔

پنجاب : جالندھر۔

راجستھان : جے پور، جودھ پور، اودے پور، الور، بانسواڑہ، کوٹہ، ناگور۔

تمل ناڈو : مدراس، تروچراپلی۔

اتر پردیش : آگرہ، الہ آباد، الموڑہ، گورکھپور، لکھنؤ، نجیب آباد، رامپور، وارانسی، بریلی، فیض آباد۔

بنگال : کلکتہ، مرشد آباد۔

دہلی : دہلی۔

اس طرح مندرجہ ذیل مقامات سے روزانہ اردو میں ایک گھنٹے کا ٹیلی ویژن پروگرام ٹیلی کاسٹ ہونا ہی چاہیے اس کے علاوہ پندرہ منٹ کا یومیہ اردو نیوز بلیٹن بھی نشر کرنا چاہیے۔ دہلی، لکھنؤ، جے پور پٹنہ، ممبئی، حیدر آباد، بنگلور۔

مندرجہ ذیل مقامات سے ٹیلی ویژن پر روزانہ ۳۰ منٹ کا اردو پروگرام ٹیلی کاسٹ ہونا چاہیے: جالندھر، کلکتہ، احمد آباد، بھوپال، مدراس، جموں، گورکھ پور، رانچی، پانجی، ناگپور۔

قومی اردو کونسل کی مطبوعات

قانون

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مترجم	قیمت
1.	انتظامی قانون کے اصول	ایم پی۔ جین/ایس۔ این جین	۲۸/=
2.	بھارت کا آئین ترمیم واضافے کے ساتھ	وزارت قانون و انصاف حکومت ہند۔	۱۵/=
3.	ہندوستان کی قانونی تاریخ (حصہ اول)	ایم۔ پی جین/انوار الیقین	۲۷/۲۵
4.	ہندوستان کی قانونی تاریخ (حصہ دوم)	ایم۔ پی جین/انوار الیقین	۲۶/۵۰

پروفیسر احمد سجاد

فروغ اطلاعاتی ٹکنولوجی (علم تکنیک)
اردو میں کمپیوٹر کاری

"اردو دنیا" کا دوسرا شمارہ حسب توقع نہایت معلومات افزا اور خیال انگیز ہے۔

آپ نے ریاستی اردو اکادمیوں کی چنڈی گڑھ کانفرنس میں اردو زبان و ادب، تخلیق و تحقیق، تعلیم و تدریس عصری حسیت و عصری علوم نیز اردو کو پیشہ ورانہ اور 21ویں صدی میں اردو زبان کی ترویج کو ملک کے پورے لسانی منظر نامے کے ساتھ جوڑ کر فروغ دینے کے جن بنیادی نکات کی وضاحت کی ہے وہی اس وقت کے حقیقی مسائل ہیں اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ان مسائل پر سائنسی انداز فکر اور حقیقت پسندانہ طرز عمل کے ساتھ بتدریج منظم انداز میں اقدامات کیے جائیں۔

مختلف ریاستی اکادمیوں اور شہروں میں اردو ٹائپ رائٹنگ اور اردو کمپیوٹر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ نیز مواصلات اور صحافت کے تربیتی اداروں کی جس انداز سے شروعات ہوئی ہے وہ ایک طرف اگر حوصلہ مندانہ ہے تو دوسری طرف کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹکنالوجی کی روز افزوں سرعت آمیز ترقی اور عصری تقاضوں کے تنوع و تہداری کے پیش نظر راقم کی حقیر رائے میں غیر حکیمانہ ہے۔ بعض اکادمیوں کے زیر اہتمام اردو کمپیوٹر ٹریننگ کے نام پر جو پیکیج سکھائے جارہے ہیں وہ پرانے اور از کار رفتہ ہو گئے ہیں۔

مزید یہ کہ ملک گیر اور عالمگیر پیمانے پر جس تیزی سے انٹرنٹ اور الکٹرونک میل کو فروغ حاصل ہوتا جارہا ہے اور ان ذرائع سے ربط و مراسلت اور علوم و فنون کے ذخائر تک جس طرح رسائی حاصل ہو چکی ہے ابھی سے قومی اردو کونسل نے ان امور میں اپنے مرکزی اور ریاستی اردو اکادمیوں کے دفاتر کو مختصر المیعاد اور طویل المیعاد (Short and Long Term) منصوبے بنا کر منظم و مربوط نہیں کیا تو اندیشہ ہے کہ نہ صرف فروغ اردو کا کاز خدانخواستہ پچھڑ جائے گا بلکہ بہت سے اخراجات رائیگاں ہو جائیں گے اس لیے جنوب مشرق ایشیائی ممالک کے مالی بحران کے پیش نظر بھی وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بلا تاخیر اردو کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹکنالوجی کو کفایت شعاری کے ساتھ فی الوقت تین شعبوں میں تقسیم کر کے اپنے محدود وسائل کے اندر منصوبہ بند انداز میں آغاز کار کریں:

(الف) اس جدید تر ٹکنالوجی سے جڑے ہوئے پیشہ ورانہ کورسز کی ترتیب و تدوین کا نظام، اس ضمن میں:

(۱) اردو ڈسک ٹاپ پبلیشنگ، ورڈ پروسسنگ سافٹ ویر Urdu Desk Top Publishing, Word)

(Processing Software

(۲) اردو ڈاٹا بیس اور اسپریڈ شیٹ سافٹ ویر (Urdu Database and Spreadsheet Software)

(۳) اردو گرافکس سافٹ ویر (Urdu Graphics Software)

(۴) اردو ان پٹ اور اسپیکنگ سافٹ ویر (Urdu Input and Speaking Software)

(۵) اردو فونٹ سافٹ ویر (Urdu Font Software)

(ب) مختلف ریاستی اردو اکادمیوں اور ملکی و عالمی سطح پر علمی و لسانی اداروں سے ربط و مراسلت اور اخذ و استفادہ میں معیار بندی اور یکسانیت کا حصول

(۱) اردو میں الکٹرونک میل (E-Mail) کی تیاری۔

(۲) اردو انٹرنٹ (Urdu Internet) اور ادبی الکٹرونک میگزین (Electronic Magazine) کا پیکج۔

(۳) اردو ویب پیج (Urdu Web Page) کی تشکیل۔

(۴) اردو تدریسی و تربیتی (ٹیچنگ) سافٹ ویر وغیرہ۔

(ج) اردو کے قیمتی علمی و ادبی مواد کو سی، ڈی اور کمپیوٹر فلوپیوں میں منتقل کا کام، جیسے:

(۱) پوری اردو انسائیکلوپیڈیا کو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے طرز پر ایک سی، ڈی میں منتقل کرنا۔

(۲) قومی اردو کونسل کی پوری تاریخ کا سی، ڈی (CD) بنانا۔

(۳) سہ لسانی جامع انگریزی، ہندی۔اردو ڈکشنری کے سی ڈی (CD)۔

(۴) اردو ٹرانسلیشن (Urdu Translation)، ڈکشنری، تصحیح املا کا سافٹ ویر۔

(۵) بعض اہم اور دستاویزی نوعیت کے اردو مخطوطات اور شعری و نثری کتابوں کی سی ڈی۔

(۶) اردو آن لائن ڈکشنری (Urdu On-Line Dictionary)۔

(۷) اردو ویب پیج ڈکشنری (Urdu Web Page Dictionary) وغیرہ۔

واضح ہو کہ یہ جو خاکہ پیش کیا گیا ہے وہ محض تخیلی اور کاغذی نہیں ہے۔ خاکسار اس خاکے کے فنی و مالی اور کاروباری و عملی امکانات کی پوری تفصیل انشاء اللہ پیش کر سکے گا۔ کیونکہ راقم الحروف نے صرف یہ کہ اردو زبان و ادب کی تعلیم و تدریس اور تحقیق و تنقید میں اپنی پوری زندگی صرف کی ہے بلکہ پچھلے دس برسوں سے جدید تر علمی و سائنسی انقلاب اور کمپیوٹر نیز انفارمیشن ٹکنالوجی کے اثرات و نتائج پر مطالعہ و تحقیق میں خاص طور پر اپنا وقت صرف کرتا آرہا ہے۔ اس غرض کے لیے وہ "مرکز ادب و سائنس" رانچی نامی رجسٹرڈ ٹرسٹ کے زیر اہتمام علمی و تحقیقی اور تربیتی امور بھی سرانجام دے رہا ہے۔ "مرکز" (ٹرسٹ) کے سکریٹری طارق سجاد الکٹرونکس (کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹکنالوجی) میں ایکزیکیٹو انجینئر ہیں۔ جن کا مرتب کردہ و شائع شدہ ضمیمہ "انفارمیشن ٹکنالوجی" (افکار ملی دہلی نومبر ۹۷) اس خط کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ انہی کا مسودہ "تعلیم اور روزگار کے نئے مواقع" طباعتی مراحل سے گزرنے کا منتظر ہے۔ طارق سجاد کے علاوہ دیگر مرد و خواتین ماہرین کی بھی خدمات "مرکز" کو حاصل ہیں۔

اگر مرکز کو مالی و علمی مواد فراہم ہو تو "مرکز ادب و سائنس" رانچی بتدریج مذکورہ بالا خاکے کو مختصر المیعاد (Short Term) اور طویل المیعاد (Long Term) منصوبے کے تحت انشاءاللہ بروئے عمل لا سکتا ہے۔

(۱) مختصر المیعاد منصوبے:

۱۔ کمپیوٹر کے ابتدائی تعارفی کورس کی ترتیب

۲۔ اردو ورڈ پروسیسنگ (Urdu Word Processing)

۳۔ اردو ڈی۔ ٹی۔ پی (Urdu D.T.P.)

۴۔ اردو گرافکس (Urdu Graphics)

۵۔ اردو ای۔ میل (Urdu E-Mail) اور اردو انٹرنیٹ (Urdu Internet)

مختلف ریاستوں اور اردو اکادمیوں کے زیر اہتمام اردو ٹائپ رائٹنگ انسٹی ٹیوٹ کی جگہ اب اکیسویں صدی کے لسانی چیلنجز کے لیے مذکورہ اردو کمپیوٹر اور اردو انٹرنٹ نیز اردو ای۔ میل وغیرہ کے تربیتی اداروں کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ مرکز ادب و سائنس (رجسٹرڈ ٹرسٹ رانچی) نے بفضلہ اپنے دفتری کمپیوٹر کے ذریعہ بالواسطہ طور پر (Indirectly) انٹرنٹ اور ای۔ میل میں کام شروع کردیا ہے اس لیے مرکز کی جانب سے ہماری دو پیشکش ہیں۔

اپنی نوعیت کی چونکہ یہ اولین عملی کوشش ہوگی اس لیے مختلف ریاستوں کی اردو اکادمیاں اپنے ایک ایک یا دو دو نمائندوں کو رانچی کے اس مجوزہ اردو کمپیوٹر ٹریننگ سنٹر میں نظری و عملی تربیت کے لیے حسب ضرورت بھیج سکتی ہیں۔

(۲) طویل المیعاد (Long Term) پروگرام میں قومی اردو کونسل اور ملک کی مختلف اردو اکادمیاں چونکہ کم و بیش یکساں مقاصد کے لیے برسرکار ہیں اور یہ اکادمیاں یکے بعد دیگرے دفتری ضروریات کے لیے کمپیوٹر کی خریداری بھی کررہی ہیں اس لیے 2-4 برسوں کے اندر اندر ملک گیر سطح پر انھیں "نٹ ورکنگ" کے ذریعہ بہرحال باہم مربوط کرنا ہی ہوگا۔

۱۔ چنانچہ ملک کی کثیر السانی بالخصوص اردو اور سہ لسانی ضروریات کے پیش نظر انھیں انفارمیشن ٹکنالوجی، نہ صرف یہ کہ اس کا مکمل ماسٹر پلان حسب فرمائش پیش کرسکیں گے بلکہ نٹ ورکنگ کے ذریعہ عملاً انھیں مربوط بھی کرسکیں گے۔

۲۔ مزید یہ کہ مرکز کو اگر سہولت فراہم کی گئی تو مختلف قسم کی تعلیمی، تربیتی، معلوماتی، ادبی اور دستاویزی نوعیت کی C.Ds بھی تیار کرسکیں گے۔

حسب اطلاع خاکسار نے نان لینگویج پینل کے رکن کی حیثیت سے نامزدگی کی اطلاع ملنے پر شکریے کے ساتھ اپنی منظوری کا خط مہینوں قبل ارسال خدمت کردیا ہے۔ امید ہے کہ اب تک مل چکا ہوگا۔

(احمد سجاد)

حسب بالا مضمون دراصل پروفیسر احمد سجاد کا خط ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے ایک مضمون کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ حسب بالا موضوع پر اہل نظر کو دعوت تحریر دی جاتی ہے۔

قومی اردو کونسل نے نہ صرف حوالہ جاتی بلکہ اعلیٰ درجات کی ضرورتوں کے مطابق درسی کتابیں بھی تیار، طبع اور شائع کی ہیں۔ طلبا کے لیے خصوصی رعایت۔

پتہ: قومی اردو کونسل، ویسٹ بلاک۔۸، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔

کمپیوٹر ٹیکنولوجی کی چند اہم اصطلاحات

Ware(1: "ویر" لفظ کمپیوٹر میں اکیلے کہیں نہیں آتا ہے اور نہ ہی اس کے کوئی معنی ہیں۔ کمپیوٹر میں ویر کا استعمال Hardware اور Software میں ہوتا ہے۔ ہارڈ ویر سے مراد کمپیوٹر کا مشینی حصہ اور سافٹ ویر سے مراد ان مقاصد کا حصول جس کے لئے کمپیوٹر اور اس کی مشین کو استعمال کیا گیا۔

Package(2: "پیکیج" دراصل کمپیوٹر کی ان اشیاء کے کُل کو کہتے ہیں جو کسی بھی سافٹ ویر کے اجزا پر مشتمل ہوتے ہیں۔

Word Processing(3: کمپیوٹر کے ذریعہ تیزی سے کیے جانے والے کسی بھی زبان میں ٹائپنگ کے کاموں کو ورڈ پراسیسنگ کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح کا سافٹ ویر ہے جس کے ذریعہ بہت تیز اور جلد ٹائپنگ کا کام ہوتا ہے۔ ورڈ پراسیسر پیکیج کے آنے کے بعد ٹائپ رائٹنگ مشین اب بالکل از کار رفتہ (Out of date) ہو چکی ہے۔ اب کسی بھی زبان میں تمام خطوط وغیرہ لکھنے کے کام کمپیوٹر کے ذریعہ اس ورڈ پراسیسنگ سے ہو رہے ہیں۔ "یونیورسل ورڈ" اس طرح کا ایک خاص ورڈ پراسیسر ہے جس میں آپ ۲۷ زبانوں میں ایک ساتھ کام کر سکتے ہیں۔

Data base(4: کمپیوٹر مین مختلف مد میں اسٹور کیے جانے والے اعداد و شمار کو ڈیٹا بیس کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی کمپنی میں کام کرنے والے افراد اور ان کی تمام تفصیلات کا ایک ڈیٹا بیس ہو سکتا ہے۔ وہیں دوسری طرف اسی کمپنی سے گذشتہ ۲۰ سالوں کے مالی معاملات (Finan-cial Status) کا Database الگ ہو سکتا ہے۔ انٹرنٹ کے ذریعہ مختلف طرح کی معلومات دراصل اسی طرح کے مختلف Databases سے حاصل کی جاتی ہیں جو بڑے بڑے کمپیوٹر میں اسٹور رہتے ہیں۔

Input(5: کمپیوٹر میں کسی طرح کے بھی اعداد و شمار اور مواد کو داخل کرنے کا کام انپٹ (Input) ہے۔ اسی مواد کو کمپیوٹر مختلف مراحل (Process) سے گزار کر عملاً انپٹ

کے آلے ہیں:۔ کی بورڈ (Key Board)، ماؤس (Mouse)، اور اسکینر (Scanner) وغیرہ۔

Desk Top Publishing(6: اس کو مخفف میں ڈی۔ ٹی۔ پی۔ بھی کہتے ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعہ اخبارات، رسائل اور کتابیں بہت کم وقت میں منظر عام پر آنے لگی ہیں۔ اس کے ذریعہ ہر طرح کی تصاویر اور مختلف شکلوں کے کو متن کو فوری طور پر نکالا جا سکتا ہے۔ اس طرح کے پبلیشنگ کام کے لئے خاص طرح کے سافٹ ویر پیکجز آتے ہیں مثلاً "پیج میکر"، "کوریل ڈرا" وغیرہ انگریزی میں اور "ان پیج"، "گلوبل پلس" وغیرہ اردو میں نمایاں ڈسک ٹاپ پبلیشنگ سافٹ ویر ہیں۔

Spread Sheet Software(7: اس سافٹ ویر کے ذریعہ تمام طرح کے حسابات کے کام کئے جاتے ہیں۔ بہت سارے ادارے اور کمپنیاں اپنے مالی حسابات کا کام اسی سافٹ ویر میں کرتی ہیں اس سافٹ ویر میں جمع، تفریق، ضرب، تقسیم اور اعلیٰ درجے کے حسابات (Higher Mathematical Calculation) کی سہولتیں فراہم

ہوتی ہیں۔ مائیکرو سافٹ ویر کا "ایکسل" (Excel) اسی طرح کا ایک عمدہ اسپریڈ شیٹ سافٹ ویر ہے۔

8) Internet: انٹرنٹ یا ربطال دراصل مختلف کمپیوٹر نٹ ورکس کا ایک عظیم الشان نٹ ورک ہے۔ یہ معلومات کی وہ عظیم الشان شاہراہ (Information superhighway) ہے جس سے کوئی شخص دنیا کے کسی بھی خطے سے کسی بھی طرح کی معلومات چند سیکنڈوں میں حاصل کر سکتا ہے۔ اسی انٹرنٹ کی وجہ سے دنیا میں معلوماتی انقلاب (Info-Revolution) برپا ہو چکا ہے۔

9) Web Page: ویب پیج دراصل ایک خاص قسم کی مشینی علامتی زبان (Format) میں تیار کیا ہوا وہ متن (text) ہے جو انٹرنٹ پر معلومات کی غرض سے رکھا جاتا ہے۔ آج کل ہر فرد اور مختلف کمپنیاں اپنی معلومات کو اسی کے ذریعہ انٹرنٹ پر رکھ رہی ہیں۔ اس پیج کو ہر وہ شخص دیکھ سکتا ہے جو انٹرنٹ سے جڑا ہوتا ہے۔

10) E-Mail: (برقی مراسلت) برقی مراسلت دراصل وہ تکنیک ہے جس کے ذریعہ کوئی بھی شخص اپنے کمپیوٹر سے کسی بھی طرح کا متن (text) تصاویر (Picture) عکس (images) یا اعداد و شمار (data) دنیا کے کسی بھی کمپیوٹر میں چند منٹوں میں بھیج سکتا ہے۔ برقی مراسلت کا نظام موجودہ دور میں دھیرے دھیرے روایتی ڈاک (Mail) کے نظام کو تبدیل کر رہا ہے۔

11) Speaking Software: یہ ایک ایسا حیرت انگیز سافٹ ویر ہے جس میں یہ صلاحیت ہے کہ آپ جو بھی الفاظ جس زبان میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر بولتے جائیں گے اسی زبان میں وہ ہو بہو اسکرین پر چھاپتا جائے گا۔ اب آپ کو کمپیوٹر کے کی بورڈ پر بیٹھ کر ٹائپ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

قومی اردو کونسل کی مطبوعات

دیوناگری اور تصویروں کی مدد سے اردو سکھانے والی کتاب

اردو تصویری لغت مع ہندی

جدید طریقوں سے بنائی گئی کتاب اردو سیکھنے کے شوقین حضرات کے لیے نہایت عمدہ تحفہ۔ تصاویر اور ہندی کی مدد سے اردو خود بخود سیکھی جا سکتی ہے۔ یہ اپنی طرز کی بالکل اچھوتی کتاب ہے۔ بہترین کتابت اور آفسیٹ کی طباعت کے ساتھ۔

قیمت: 30/- روپے　　سائز: 23x38/8　　صفحات: 252

کتب فروش اور کتب خانوں کے لیے اسپیشل کمیشن، آرڈر فوراً ارسال کریں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

ویسٹ بلاک۔۱، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔۱۱۰۰۶۶

تعارفی تبصرے

کتابیں انسان کی بہترین دوست اور آفتاب صفت ہیں۔ کسی اور وسیلۂ اظہار ترسیل و ابلاغ میں وہ حسن و نور کہاں کہ کتابوں کا بدل بن سکے۔ کتابوں کی طرف سے بے توجہی نہ صرف فرد، بلکہ خاندان اور ملک کے لیے تباہ کن ہوسکتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسا کئی بار ہوچکا ہے۔

اردو میں اور ہندی میں بھی کتابوں کے مطالعے کی طرف سے بے توجہی عام روش بن چکی ہے ایسی صورت میں ذوق مطالعہ کے فروغ کے لیے کوشش اشد ضروری ہے۔ گوشۂ فروغ کتب اسی کوشش کا ایک حصّہ ہے۔ اس عنوان کے تحت بعض کتابوں پر تعارفی تبصرے، بعض کتابوں پر اجمالی اور بعض پر تفصیلی تبصرے شائع ہوںگے علاوہ ازیں تبصرے کے لیے موصولہ کتابوں کی فہرست بھی شائع ہوگی۔ نئی مطبوعات کی اطلاع بھی شامل اشاعت ہوگی۔ چونکہ ادب کا سمندر زبانوں کے حصار سے ماورا ہوتا ہے اس لیے اردو کے علاوہ دیگر معاصر زبانوں کی اہم کتابوں پر بھی گفتگو ہوگی۔

درس بلاغت

نام کتاب : درس بلاغت
نام مصنف : قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
ضخامت : 196 صفحات
قیمت : 47روپے
ناشر : قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔۸، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی

درس بلاغت پہلی بار قومی اردو کونسل سے 1981ء میں شائع کی گئی تھی اور یہ اس کا تیسرا اڈیشن ہے۔ یہ قومی اردو کونسل کی بہت مقبول کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس کتاب کے ابواب کا خاکہ شمس الرحمٰن فاروقی نے تیار کیا اور ان کی نگرانی میں کونسل کے دفتر کے اراکین نے فہرست کتب کے مطابق مختلف ابواب تحریر کیے۔ فاروقی صاحب نے پوری کتاب پر نظر ثانی بھی کی ہے۔

بلاغت کی کتابیں ایک عرصہ سے بازار میں نایاب تھیں۔ یہ کتاب گریجویٹ سطح کے طلبا کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اس میں مختلف صنائع بدائع اور دیگر لوازمات ادب کی مستند تعریفوں کے ساتھ نسبتاً نئے ادب سے مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ طلبا اور اساتذہ کے لیے خاص اہمیت کی کتاب ہے۔ شعراء بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ علمی ذوق رکھنے والے قارئین کے لیے اس میں لائق مطالعہ مواد ہے۔ ٹائٹل دیدہ زیب اور گٹ اپ عمدہ ہے۔

سرسید احمد خاں

نام کتاب : سرسید احمد خاں
نام مصنف : میر نجابت علی
نام مترجم : سید ابوالحسنات
ضخامت : 24 صفحات (پیپر بیک)
قیمت : 7 روپے

ناشر : قومی اردو کونسل، برائے فروغ اردو زبان،
ویسٹ بلاک۔۸، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی

یہ کتاب بچوں کے لیے ہے لیکن بڑوں کے لیے بھی معلومات افزا ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن 1973ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ اس کی تیسری طباعت ہے۔

کتاب مختصر ہے لیکن مصنف نے کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔ سرسید کی زندگی کے تمام اہم اور وقیع کارناموں کو اجمالاً بیان کر دیا گیا ہے۔ ترجمہ سلیس اور بامحاورہ زبان میں ہے، اسلوب شائستہ ہے، کتاب کے پیکر میں سرسید کی زندگی اور شخصیت کا مثالی نمونہ پیش کر دیا گیا ہے۔

فرہنگ آصفیہ (مکمل سیٹ)

نام کتاب : فرہنگ آصفیہ (مکمل سیٹ)
نام مرتب : مولوی سید احمد دہلوی
ضخامت : 2552 صفحات
قیمت : 750 روپے
ناشر : قومی اردو کونسل، برائے فروغ اردو زبان،
ویسٹ بلاک۔۸، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی

تین جلدوں پر مشتمل فرہنگ آصفیہ خاں صاحب مولوی سید احمد دہلوی مرحوم کی معروف اردو لغت ہے جو پہلی بار بیسویں صدی کے ربع اول میں چار جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔ قومی اردو کونسل نے پہلی بار اس کو 1974ء میں ازسرنو شائع کیا۔ اس میں اوّل کی کتابت کو برقرار رکھتے ہوئے فوٹو آفسیٹ سے جوں کا توں شائع کیا گیا تھا۔ قومی اردو کونسل نے اس کو چوتھی بار طبع کر کے شائع کیا ہے اور چار جلدوں کو تین جلدوں میں تبدیل کر دیا ہے مگر کل ضخامت برقرار ہے۔

اردو میں فرہنگ آصفیہ کے بعد جو لغات شائع ہوئی ہیں وہ زیادہ الفاظ و محاورات پر مشتمل ہیں لیکن فرہنگ آصفیہ کی ضرورت اب بھی ہے۔ اس لغت میں زیادہ تر ہندی نژاد الفاظ لیے گئے ہیں اس لیے یہ شمالی ہند سے باہر کے علاقوں کے لیے ناگزیر ہے اس کے علاوہ شخصیات کے متعلق انسائیکلوپیڈیائی طویل نوشتے ہیں جو کسی لغت میں نہیں پائے جاتے۔ اسی لیے وقت گزرنے پر بھی اس کی مانگ بڑھتی جاتی ہے۔

فوٹو آفسیٹ سے طبع شدہ مضبوط جلد اور خوبصورت گردپوش کے ساتھ ہر ایک جلد کی قیمت دو سو پچاس روپے اور مکمل سیٹ سات سو پچاس روپے۔ مکمل سیٹ ہی طلب کیجیے۔

دلچسپ کہانیاں

نام کتاب : دلچسپ کہانیاں
نام مصنف : ڈاکٹر رام آسرا راز
ضخامت : 192 صفحات (پیپر بیک)
ناشر : قومی اردو کونسل برائے فروغ اردو زبان،
ویسٹ بلاک۔۸، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی

یہ کتاب بچوں کے لیے ہے۔ اس کو پہلی بار 1983ء میں طبع کیا گیا تھا کافی دنوں سے اسٹاک میں نہیں تھی اب اس کو دوسری بار طبع کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں بچوں کے لیے 21 دلچسپ کہانیاں ہیں۔ اکثر کہانیوں میں کچھ نہ کچھ اخلاقی سبق بھی ہے۔ یہ بچوں کی دلچسپی کا سامان ہے اور ساتھ ہی ان کو اخلاق بھی سکھاتی ہے۔ بے حد دلچسپ اور کارآمد کتاب ہے۔

□□□□

کلیاتِ سراج

نام کتاب : کلیاتِ سراج
نام مرتب : پروفیسر عبدالقادر سروری
طباعت : دوسری 1998
سائز : 23x36x16
ضخامت : 732 صفحات
قیمت : 138/= روپے
مبصر : محمد جمال الدین خاں
ناشر : قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
ویسٹ بلاک ا، آر ۔ کے ۔ پورم ۔ نئی دہلی

یہ کتاب سراج اورنگ آبادی کی حیات اور شاعری پر مبنی چار حصوں میں منقسم ہے۔ خوبصورت طباعت اور اعلیٰ گٹ اپ کے سبب اس کی اپنی اہمیت ہے۔ علم دوست قارئین کے حلقے میں یہ کتاب مقبول ہے۔
اس کتاب میں سراج اورنگ آبادی کی حیات کے علاوہ مثنویات، غزلیات، فردیات، رباعیات، قصیدہ مستزاد، مخمسات، ترجیع بند اور مناجات شامل ہیں۔

اترپردیش کے لوک گیت

نام کتاب : اترپردیش کے لوک گیت
نام مصنف : اظہر علی فاروقی
طباعت : دوسری 1998
سائز : 23x36x16
ضخامت : 632 صفحات
قیمت : 120 روپے
مبصر : محمد جمال الدین خاں
ناشر : قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
ویسٹ بلاک ا، آر ۔ کے ۔ پورم ۔ نئی دہلی

چار حصوں پر مشتمل "اترپردیش کے لوک گیت" قومی اردو کونسل کی اہم مطبوعات میں سے ہے۔ قارئین کی زبردست مانگ کے سبب اس کی یہ دوسری طباعت ہے۔ ادبی حلقوں میں اسے کافی سراہا گیا ہے۔

قدیم لکھنؤ کی آخری بہار

نام کتاب : قدیم لکھنؤ کی آخری بہار
نام مصنف : مرزا جعفر حسین
طباعت : دوسری 1998
سائز : 23x36x16
ضخامت : 560 صفحات
قیمت : 110 روپے
مبصر : محمد جمال الدین خاں
ناشر : قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
ویسٹ بلاک ا، آر ۔ کے ۔ پورم، نئی دہلی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی یہ اہم کتاب ہے۔ چودہ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی زبردست مانگ رہی ہے اشاعت کے فوراً بعد اس کی ساری کاپیاں فروخت ہو گئی تھیں۔ باذوق قارئین کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

نام کتاب : قرآن کریم کا اسلوب اور اعجاز
نوعیت : سیمینار پیپر
مقالہ نگار : پروفیسر نثار احمد فاروقی
سائز : 23X36X16
سنہ اشاعت : 1997
ضخامت : 20 صفحات
قیمت : 6 روپے
ناشر : اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی۔
مبصر : بشیر احمد
ملنے کا پتہ : اسلامک بک فاؤنڈیشن
1781، حوض سوئی والان، نئی دہلی۔

پروفیسر نثار احمد فاروقی نے مذکورہ بالا کتابچے میں قرآن کریم کے اسلوب اور اعجاز پر عمدہ روشنی ڈالی ہے۔ پروفیسر صاحب نہ صرف عربی کے ماہر ہیں بلکہ خود صاحبِ نظر اور صاحبِ اسلوب ہیں۔ دراصل زیرنظر کتابچہ سیمینار میں پیش کردہ مقالہ ہے جسے کتابچے کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

نام کتاب : ایک ہزار ایک کہانیاں (حصہ دوم)
داستان گو : سید وکیل احمد ہاشمی ساگر
سائز : 20X30X8
ضخامت : 48 صفحات
قیمت : 10 روپے
مبصر : بشیر احمد
ناشر : وکیل انٹرنیشنل، نیو گوتم نگر گونڈی، بمبئی۔400043

کتاب کارٹونوں پر مشتمل ہے۔ داستان گو نے لکھا ہے "بہت افسوس ہوتا ہے ان لوگوں پر جو اس زندگی کو گنواتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ افسوس ان لوگوں پر ہوتا ہے جنھوں نے تخریب کاری، تباہی بربادی اور انسانیت دشمنی کو اپنا مشن بنا رکھا ہے لیکن شرافت کا مصنوعی نقاب پہنے رہتے ہیں اور وہ انسان جن کی عقلیں اب بھی بندر نمارہ گئی ہیں۔ ان کی بے جے کار کرتے ہیں۔

انسانیت کو دوراندیش بھلے بچوں کی تلاش ہے جو لادی ہوئی مصنوعی فکر سے ٹکرا سکیں۔

حصہ اوّل کی سات نابیناؤں اور دیونی کا قصہ اس حصہ میں پورا کیا گیا ہے۔ مستانہ چور کی ادھوری داستان کی ابتدا کی گئی ہے۔ کہانی اور کارٹون دونوں عجیب ہیں۔

نام کتاب : روپیوں کا پیڑ
نام مصنف : رشید انور
سائز : 23X36X16
جلد : مجلد مع گردوپوش
ضخامت : 124
قیمت : 75 روپے
مبصر : اظہار اثر
ناشر : مصنف 8۔ امیت نگر نندن ون کالونی

رشید انور کم و بیش 25 برس سے افسانوی ادب میں اپنے قلم کے جوہر دکھا رہے ہیں زیر نظر افسانوی مجموعہ "روپیوں کا پیڑ" میں 14 افسانے شامل ہیں۔ رشید انور کے افسانے زندگی اور مسائل سے جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ وہ زندگی کے تمام مسائل اور الجھنوں کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح اتارتے ہیں کہ زندگی کی راہیں آسان اور روشن نظر آنے لگتی ہیں۔ ان کے افسانے پڑھ کر ان کے وسیع مطالعے کا احساس شدت سے ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ

انہوں نے زندگی کو واقعی جھیلا ہے اور ان تمام مسائل سے نبرد آزما ہوئے ہیں جنہیں انہوں نے اپنی کہانیوں اور ان کے کرداروں میں برتا ہے۔ رشید انور کے یہاں ایک طرف نچلے اور متوسط طبقے کا ذکر ہے دوسری جانب اعلیٰ طبقے کی نمائندگی بھی ملتی ہے وہ کسی ایک ازم سے بندھے ہوئے نہیں ہیں۔ پرانی قدروں کی شکست و ریخت، موجودہ دور کی سچائیاں اور تلخیاں پھر دور حاضر کی چکا چوند تمام و کمال رشید انور کی تخلیقات میں جانے انجانے در آئی ہیں۔ "ورثہ"، "آخری مقدمہ" اور "روپیوں کا پیڑ" افسانے اس کی روشن مثالیں ہیں۔

رشید انور کا بیانیہ اسلوب جاندار اور پرکشش ہے کہانی کا تانا بانا بننے میں رشید انور کو کمال حاصل ہے۔

نام رسالہ	:	**الشفاء**
ایڈیٹر	:	سید اعجاز حسین
تاریخ اشاعت	:	دسمبر 97
وقفہ اشاعت	:	ماہنامہ
سائز	:	23X36X16
صفحات	:	64
قیمت	:	10/روپے
ملنے کا پتہ	:	2060 کوچہ چیلان، دریاگنج نئی دہلی 110002

ابھی تک مذکورہ رسالے کے 12 شمارے شائع ہوچکے ہیں۔ مندرجہ ذیل شمولات سے رسالے کی نوعیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ☆ حکیم شیخ علی متقی ☆ اسلام اور طب جدید ☆ سانس پھولنا تھکاوٹ یا درماندگی ☆ آئینہ امراض اطفال ☆ طبی وسائل ☆ خبرنامے ☆ تبصرے۔

نام رسالہ	:	**ہومیو میڈیکل ٹائمز**
وقفہ اشاعت	:	سہ ماہی
ایڈیٹر	:	ڈاکٹر فرید وریشما
سائز	:	18X22/8
تاریخ اشاعت	:	جولائی تا ستمبر 1997
صفحات	:	48
قیمت	:	10/روپے
کتابت	:	کمپوزنگ
پتہ	:	ہومیو میڈیکل ٹائمز، صدرہ، حضرت بل، پوسٹ آفس نسیم باغ سری نگر کشمیر 190006

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے، رسالہ معلومات فراہم کرتا ہے۔ چند عنوانات مندرجہ ذیل ہیں ان کے مطالعہ سے رسالے کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ☆ ابجد شفا ☆ ہومیو ہیلتھ کلب ☆ بھوک ☆ ادویات مفردہ ☆ طب نبوی ☆ سات مریض سات دوائیاں۔ ☆ سرطان ☆ کشمیر میں گوشت خوری میں اضافہ ☆ دودھ بطور دوا۔

نام رسالہ	:	**اردو بک ریویو**
وقفہ اشاعت	:	ماہانہ
موجودہ شمارہ	:	جنوری فروری 98
سائز	:	23X36X16
کتابت	:	کمپیوٹر
طباعت	:	آفسیٹ
ضخامت	:	100 صفحات
قیمت	:	20 روپے
مدیران	:	شفیق الرحمٰن، عارف اقبال

مبصر : بشیر احمد

ناشر : جاوید اختر 1739/3 نیو کوہ نور ہوٹل، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی۔110002

یہ اپنی نوعیت کا ہندوستان میں واحد اردو رسالہ ہے۔ یہ ذوق مطالعہ اور کتابوں کے فروغ کے لیے مثبت قدم ہے۔ اس شمارے میں مستقل کالم تعارف کتب، تبصرہ کتب، شخصیات، فہرست پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایوارڈ، موضوعاتی فہرست، خبریں نئی کتب وغیرہ کے علاوہ نیشنل بک ٹرسٹ طباعت سے عالمی کتاب میلے تک نصابی کتب کی فنی تدوین اور اردو رسائل میں اشاریہ سازی اہم مشمولات ہیں۔

نام رسالہ : سب رس

وقفہ اشاعت : ماہنامہ

موجودہ شمارہ : اکتوبر، نومبر، دسمبر 97

سائز : 20X30X8

کتابت : کمپیوٹر

طباعت : آفسیٹ

ضخامت : 142 صفحات

قیمت : 30 روپے

مدیر : مغنی تبسم،

معاونین : غلام جیلانی، بیگ احساس

مبصر : بشیر احمد

ناشر : ادارہ ادبیات اردو پنجہ گٹہ روڈ، حیدر آباد۔500082

سب رس ہندوستان کے معیاری رسائل میں ہے۔ زیر نظر شمارے میں اختر حسن کی آپ بیتی کی پانچویں قسط کے علاوہ گوشۂ چارلس بودلیر، گوشۂ شاہین، گوشۂ شاہدہ احمد تجزیہ، ایک اردو افسانہ، دو افسانوں کے ترجمے، گلزار کے افسانوی مجموعے دھواں کا مطالعہ، نقد و نظر کے تحت کتابوں پر تبصرے، قومی اردو کونسل کے نومبر سیمینار کی رپورٹ، ادارے کی خبریں، نتائج امتحانات کے علاوہ نظمیں اور غزلیں شامل اشاعت ہیں۔ شمارہ وقیع ہے مشمولات قابل توجہ ہیں۔ نگار سجاد کا "تہذیب کیا ہے"۔ بودلیر کی نظموں کا اردو ترجمہ (مظہر مہدی) حاصل شمارہ ہیں۔ سب رس ان رسائل میں ہے جن کے شمارے حفاظت سے رکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا ادب دوست سنجیدہ قارئین کے لیے اچھا تحفہ ہے۔

نام رسالہ : شیرازہ

جلد : 36

شمارہ : 6-5

مدیر : محمد احمد اندرابی

سائز : 23X36X16

ضخامت : 164 صفحات

قیمت فی شمارہ : 2 روپے

ناشر : سکریٹری، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر

پتہ : لال منڈی، سرینگر، کشمیر - 190008

یہ شمارہ مندرجہ ذیل مشمولات پر مشتمل ہے۔
سہو اقبال یا سہو کاتب (اکبر حیدری کاشمیری) "جواب شکوہ سے پہلے"، "شکوہ" کا جواب (سید قیصر قلندر) اقبال کا نظریہ مغرب (محمد بدیع الزماں) اقبال کے نظامِ فکر پر غالب کے اثرات (منظر اعجاز) مصر میں اقبالیات (بدرالدین بٹ)

مفتاح اقبال ایک نظر میں (نشاط انصاری) اقبال کی نظم "پھول" پر تضمین (غلام نبی ناظر) نذر اقبال (مشتاق کاشمیری) دُعائیہ (فضا ابن فیضی) صلیب بر دوش (علی عباس امید) میری کہانیاں • مایا• ہوا کے کھیل (مشتاق مہدی) مقصدی ادب کا اسلوب: طنز و مزاح (سلیم شہزاد) دکنی شاعر سلیمان خطیب (رؤف خیر) خوجی ایک عظیم کردار (سیما صغیر) ڈرامہ "انار کلی" میں تصادم۔ نجم الحسن انجم ادیب، فضا ابن فیضی، صلاح الدین نیر، محبوب راہی، علی عباس امید، رخسانہ جبیں وغیرہ کی غزلیں۔ رُکا ہوا لمحہ (نور شاہ) پھول چنیں خواب بنیں (عظیم اقبال) بند گلی (شرون کمار ورما) نئے موسموں کی اڑان (جان محمد آزاد) کے افسانے شامل ہیں۔☆ تین نوشتے (کاشُر انسائیکلو پیڈیا سے) موتی لال ساقی، مولوی محمد ابراہیم عنوان کے تحت مترجم: عبدالمجید بٹ☆ میری نظر میں (کتابوں پر تبصرہ) پریمی رومانی نے کیا ہے۔

نام رسالہ	:	شیرازہ
جلد	:	30
شمارہ	:	9-8
مدیر	:	محمد احمد اندرابی
سائز	:	23x36x16
ضخامت	:	164 صفحات
قیمت فی شمارہ	:	2 روپے
ناشر	:	سکریٹری جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر
پتہ	:	لال منڈی، سرینگر، کشمیر -190008

اس شمارے میں مندرجہ ذیل شمولات شامل ہیں۔

خواجہ غلام الثقلین اور رسالہ عصر جدید (اکبر حیدری کاشمیری) اختر بستوی کی نظم گوئی (قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی) ایک مراٹھی ہندو مؤلف کی سیرت نبویؐ پر کتاب (انیس چشتی) نعت (یاسین احمد سیار)☆ گل ہزاراں ساعت سوز دروں اب کیا☆ دل کا درپن خود بن جاؤ تضاد (ساحل احمد) رُباعیات (انیس امام) امن کا موسم (نکہت نظر) پروفیسر پی۔ این پشپ۔ چند یادیں (موتی لال ساقی) فن افسانہ نگاری اور کرشن چندر (ضیاالدین) ادبی صحافت (جان محمد آزاد) اضی عبدالودود۔ اپنے خطوط کے آئینے میں (ایم عالم) طالب ایمن آبادی (شفیع اللہ راز) بیتاب جے پوری (اوم کرشن راحت) او، پی شرما سارتھی (نکہت نظر) (پیارے ہتاش) وغیرہ کی غزلیں۔ سلیوم (ستیش وِمل) اور بھٹنے والی بھیگ گئی (تحسین منور) مہن (برکات ندا) میری نظر میں عنوان کے تحت (نشاط انصاری) کے افسانے نے کتابوں پر تبصرہ کیا ہے۔ تین نوشتے عنوان کے تحت (کاشُر انسائیکلوپیڈیا سے) مولوی محمد ابراہیم، موتی لال ساقی، بشیر اختر۔

نام مجلّہ	:	جہات
مدیر اعلیٰ	:	حامدی کاشمیری
صفحات	:	144
سائز	:	23x36/16
قیمت	:	50روپے
ملنے کا پتہ	:	جہات کمپیوٹر سٹی، راج باغ، سرینگر، کشمیر-8
مبصر	:	محمد جمال الدین خاں

سہ ماہی مجلّہ "جہات" کا دوسرا شمارہ منظر عام پر آگیا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس کی مشمولات سے لگایا جاسکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

غزلیں: جگن ناتھ آزاد، مظہر امام، بلراج کومل، کرشن کمار طور، افتخار نسیم، بلقیس ظفیر الحسن، زبیر شفائی، حکیم منظور، مہتاب حیدر نقوی، رفیق راز، حنیف ترین، رئیس الدین رئیس، شفق سوپوری، نذیر آزاد، افضال عاقل اور حامدی کاشمیری۔

نظمیں: بلراج کومل، ادا جعفری، ولیم کارلاس ولیمز، نصیر احمد ناصر، علی محمد فرشی، ظہیر غازی پوری، مرزا عارف بیگ، حبیب عالم، اطہر ضیا، شبنم عشائی، عالیہ مسعود اور رشید احمد فائی۔

مضامین: راجر فولر، نیر مسعود، احمد سہیل، سیدہ جعفر اور حامدی کاشمیری۔

افسانے: رشید امجد، مظہر الزماں خاں، اپمنیو چٹرجی اور ہری کشن کول۔

کتاب	:	**ظہیر غازی پوری شخص، شخصیت اور شاعری**
مرتب	:	حنیف ترین
سائز	:	ڈیمائی
قیمت	:	125 روپے
صفحات	:	200
مبصر	:	شاہد رزمی
ناشر	:	مکتبہ عارض، 412 مادی پور، نئی دہلی۔63

زمانہ بدلتا ہے لیکن بہت سی قدریں جوں کی توں رہتی ہیں۔ خصوصاً شاعری کے حوالے سے بات کریں تو استاد و شاگرد کا رشتہ ان میں سے ایک ہے۔ استاد زمانہ علامہ ابر احسنی گنوری کے اہم تلامذوں میں ظہیر غازی پوری کا شمار ہوتا ہے تو خود ظہیر غازی پوری کے تلامذوں میں حنیف ترین ایک اہم نام ہے۔

اسی حنیف ترین نے روایت کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے استاد کی شخصیت و فن پر لکھے گئے مضامین کو بڑی نفاست کے ساتھ یکجا کر کے عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ ظہیر غازی پوری۔ شخص، شخصیت اور شاعری میں چیدہ چیدہ مشاہیر علم و فن کے 21 مضامین ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف رسائل و جرائد کی زینت بنتے رہے ہیں۔

ان مضامین میں ظہیر کی شاعرانہ شخصیت پوری طرح سے وا ہوئی ہے۔ کسی نے ظہیر کی غزل گوئی کا احاطہ کیا ہے تو کسی نے ظہیر کی نظم اور آزاد نظم گوئی کے حوالے سے بات کی ہے تو کسی نے ظہیر کو بحیثیت رباعی گو میزان پر تولنے کی سعی کی ہے علاوہ بریں ان مضامین میں ظہیر کے اسلوب و بیان، فکر و خیال کی پرواز، عصری حسیت کی شناخت کی بھی کامیاب کوششیں ملتی ہیں۔

گٹ اپ کی دیدہ زیبی، طباعت اور کتابت اچھی ہے۔

نام کتاب	:	**پھول مالا**
شاعر	:	عادل اسیر
سائز	:	23X36X16
قیمت	:	10 روپے
صفحات	:	32
مبصر	:	تنویر
ناشر	:	جیلانی پبلی کیشنز، 2241/41، نئی دہلی - 110002

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے یہ بچوں کے لیے آسان زبان میں شاعری کی کتاب ہے جو نظموں پر مشتمل ہے شاعر نے سب سے پہلے اللہ پاک کی بندگی کرتے ہوئے حمد پھر نبیؐ کی شان میں نعت پیش کی ہے۔ "آؤ دعا کریں"، "قرآن"، "ہمارے نبیؐ"، "رمضان کا مہینہ"، "آگہی کا راستہ" نظموں کے ذریعہ شاعر نے بچوں کے معصوم ذہنوں کو مذہب کی جانب ملتفت کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتابت جلی ہے اردو سے دلچسپی رکھنے والے بچوں کے لیے مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔

اجمالی تبصرہ:

نام کتاب : **جامع انگریزی اردو لغت**

نام مصنف : کلیم الدین احمد

ضخامت : 1217

سائز : 20X30X4

قیمت : 400روپے

مبصر : ایس۔اے۔رحمٰن

ناشر : قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،
ویسٹ بلاک -8، آر۔کے۔پورم۔ نئی دہلی

مادری زبان سیکھنے کی شروعات ماں کی گود سے ہی ہو جاتی ہے اور جلد ہی اتنے الفاظ بچے کا اثاثہ بن جاتے ہیں کہ وہ اپنی بات اپنے ماں باپ، سرپرستوں اور بھائی بہنوں تک پہنچا سکے۔ لیکن عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ ذخیرہ الفاظ بڑھانے میں جہاں آس پاس کے ماحول سے مدد ملتی ہے وہیں درسی کتابیں بھی مددگار ہوتی ہیں۔ کتابوں میں بتدریج نئے نئے الفاظ ملتے ہیں جن کے معنی جاننے کے لئے لغت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

یہ ہم اردو والوں کی خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اپنی زبان کی کئی معتبر لغات فراہم ہیں جیسے فرہنگ آصفیہ، نوراللغات وغیرہ لیکن اتفاق ہے کہ انگریزی سے اردو اور اردو سے انگریزی کی معتبر ذولسانی لغات فراہم نہیں ہیں۔

انگریزی سے اردو لغات میں ڈاکٹر عبدالحق کی ڈکشنری کو فوقیت حاصل رہی ہے دیکھا جائے تو پچھلے کئی عشروں میں انگریزی سے اردو کے تعلق سے اس لغت سے بہتر کوئی تھی بھی نہیں۔ اگرچہ یہ لغت کسی لحاظ سے بھی مکمل لغت نہیں کہی جاسکتی کیوں کہ آج زبان کی وسیع ضرورت کے پیش نظر اس میں ذخیرہ الفاظ کم ہے اس کے علاوہ سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ اس میں انگریزی الفاظ کا تلفظ نہیں دیا گیا ہے۔ دوسری کمی اس میں تکنیکی الفاظ کا نہ ہونا ہے جب کہ آج کل ترجمہ کے معاملہ میں تکنیکی الفاظ سے اکثر واسطہ پڑتا ہے۔ ترجمہ چاہے اخبار کے لیے کیا جائے یا کتابوں کا لیکن چونکہ تکنیکی اور سائنسی طور پر دنیا بہت ترقی کر چکی ہے اس لیے انگریزی میں ایسے بہت سے الفاظ سامنے آتے ہیں جن کے معنی و متبادل کے لیے لغت دیکھنی پڑتی ہے اور فی الحال اردو والوں کو ایسی کوئی لغت فراہم نہیں ہے جو جدید ٹرینالوجی کے معنی فراہم کرنے میں مدد کر سکے۔ لیکن خوشی کی یہ بات ہے کہ یہ کام آگے بڑھ رہا ہے۔ پاکستان میں ڈاکٹر جمیل جالبی نے ذولسانی لغت نویسی پر کام کیا ہے اور **ہندوستان میں ترقی اردو بورڈ جس کا موجودہ نام نیشنل کاؤنسل فارپرموشن آف اردو لینگویج ہے، نے اس ذمہ داری کو اٹھایا ہے۔ پروفیسر کلیم الدین احمد مرحوم کی زیر ادارت ایک جامع انگلش اردو ڈکشنری کی تدوین کی گئی ہے** جس کا پہلا حصہ جو انگریزی کے حرف تہجی کے الفاظ پر مشتمل ہے، شائع ہو چکا ہے۔ یہ حصہ 20X30X4 سائز کے 1217 صفحات پر مشتمل ہے۔ انگریزی الفاظ کے معنی میں اردو کے زیادہ سے زیادہ متبادل دیے گئے ہیں جس سے اردو الفاظ کی وسیع معنویت سامنے آتی ہے لیکن اس ڈکشنری کی بھی سب سے بڑی کمی یہی ہے کہ اس میں بھی انگریزی الفاظ کا تلفظ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ ضروری تھا کیوں کہ کہیں تو C، سین کی آواز دیتا ہے کہیں کاف کی اسی طرح G، کہیں گاف کی تو کہیں جیم کی۔ یہ ڈکشنری بہت اہم اور کارآمد سلسلہ کی کڑی ہے جس میں تلفظ، جگہ پالے تو افادیت و اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔

بلاشبہ ذو لسانی لغات کی تدوین مشکل کام ہے لیکن پروفیسر کلیم الدین احمد نے اس مشکل کام کو بڑی ذمہ داری سے نبھایا ہے۔ ہندوستان کے تہذیبی پس منظر میں انہوں نے ایسی لغت کی تدوین کی ہے جس میں انگریزی الفاظ کے لیے محض لفظی معنی ہی نہیں بلکہ مترادفات اور روزمرہ محاورے بھی دیئے ہیں اور تکنیکی الفاظ بھی شامل کیے ہیں۔

اس ابتدائی پیش کش کو دیکھتے ہوئے امید کی جاسکتی ہے کہ یہ واقعی انگریزی اردو کی ایک جامع لغت ہوگی جو ہر شعبہ کارکردگی میں مدد کرے گی۔

اجمالی تبصرہ:

رسالہ : یہ صبح دہلی
مرتب : ارتضیٰ کریم
شمارہ : نمبرا
اشاعت : 1998
صفحات : 272
سائز : 20X30X8
قیمت : 25روپے
مبصر : شاہد رزمی
ملنے کا پتہ : یہ صبح پبلیکشنز،47-IIلین، جوہری فارم، نور نگر، ایکسٹنشن نئی دہلی۔ 110025

چند مہینوں میں کئی عمدہ رسائل سامنے آئے ہیں ان میں نیا سفر (الہ آباد) نیا ورق (بمبئی اور یہ صبح (دہلی) شامل ہیں۔

زیر تبصرہ رسالہ ادبی سہ ماہی 'یہ صبح' (شمارہ نمبر1 جنوری تا مارچ98) ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے شمولات آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔ 'یہ صبح' کی شعاؤں میں جہاں ایک طرف مشرقی ادب پر مغربی عینک کے ذریعے سلمان رشدی کے سرسری ریمارکس ہیں وہیں اس ریمارکس کے مدلل جواب بھی پیش ہوئے ہیں۔ اردو ہندی کی چشمک اور لسانی عصبیت واستبداد کی روداد بھی پیش ہوئی ہے۔

اس رسالے کے "گوشے" اور "خصوصی گوشے" خاصے کی چیز ہیں جن میں بازیافت بھی ہے اور بے لاگ تبصرے و تنقید کی بازگشت بھی۔ فراق کو بطور شاعر تو سب جانتے ہیں لیکن بطور افسانہ نگار ہم میں سے کم لوگ واقف ہیں جدید نسل کی نمائندگی خالد سہیل کر رہے ہیں۔ مختصر مگر جامع گوشہ خالد سہیل کی شخصیت اور تخلیقات کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ نوبل انعام یافتہ داریو فو کی شخصیت کشائی اور اس کے فن پارے آشنائی ڈراما نگار ظہیر انور کے ذریعہ بہتر طور سے ہوئی ہے۔ علاوہ بریں مصاحبے اور ادبی سماج جیسے گوشے رسالے کو نہ صرف عصری معنویت بخشتے ہیں بلکہ ایک نئی طرح کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔ مقالے، افسانے، شعر و سخن اور تبصرے اعلیٰ ذوق کے غماز ہیں۔ غرض یہ کہ رسالہ "یہ صبح" دریا کو کوزے میں بند کرنے کا عمل ہے لیکن اس عمل میں کچھ کوتاہیاں بھی ہوئی ہیں۔

کمپیوٹر کمپوزنگ کی اپنی مجبوری ہے لیکن پروف ریڈنگ کی خامیاں کہیں کہیں روانی میں حائل ہوتی ہیں مثلاً۔ نرملا ورما صفحہ نمبر25، 23یا30جون صفحہ نمبر19، 1668ء صفحہ نمبر36اور۔۔۔ کو سالِ رواں کا بکر انعام صفحہ نمبر269 (واضح رہے کہ رائے کو سال 1997ء کا بکر انعام ملا تھا اور یہ رسالہ بابت جنوری تا مارچ 98ہے۔)

آخری صفحے پر چشم دید کے عنوان سے سیمنار "اردو فکشن آزادی کے بعد" کی روداد پیش ہوئی ہے۔ اسے چشم دید نے تحریر کیا ہے۔

رسالے کی دیدہ زیبی، گٹ اپ، سائز، ضخامت اور قیمت مناسب شمارے کو خرید کر محفوظ کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اجمالی تبصرہ:

نام کتاب : اُردو ادب اور جدیدیت
مولفہ : ڈاکٹر شمع افروز زیدی
ضخامت : 415 صفحات
سائز : ڈیمائی
قیمت : 350روپے
مبصر : یوسف ناظم

تقسیم کار : بیسویں صدی پبلیکیشنز،
(پرائیویٹ لمیٹڈ)422 مٹیا محل،
جامع مسجد، دہلی-6

چند کتابوں میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ کئی کتابوں کا مجموعہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور انہیں کتاب الکتب کہنے میں کوئی تکلف نہیں کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر شمع افروز زیدی کی زیر نظر کتاب بھی اسی نوعیت کی ہے۔ کئی دہائیوں پر محیط۔ جدیدیت کی پوری تاریخ انہوں نے کھنگال ڈالی ہے۔ پیش گفتار کے علاوہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ نظریاتی بحث سے متعلق ہے اور دوسرا حصہ تجزیاتی مطالعے کے لئے مختص ہے۔ پہلے حصے میں 13 اور دوسرے حصے میں 14 مضامین ہیں۔ جدیدیت یعنی۔۔ (مجنوں گورکھپوری) ادب اور عوام (رشید احمد صدیقی) ادب میں جدیدیت کا مفہوم (آل احمد سرور) جدیدیت ایک تعارف (مظفر حنفی) اظہار یا ابلاغ (نظیر صدیقی) اور روایت اور جدیدیت (محمد علی صدیقی) جیسے علماء کے مقالے شامل ہیں۔ ہر مقالہ وسیع مطالعے اور متوازن رائے، تنقیدی بصیرت اور فکر و آگہی کا مظہر ہے۔ پیش گفتار سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ کتاب کا سارا اثاثہ کم سے کم نصف صدی کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کتاب کے دوسرے حصے میں انور سدید، وحید اختر، عمیق حنفی، گوپی چند نارنگ، انتظار حسین، حامدی کاشمیری جیسے جید اور ٹھوس قسم کے لوگ شامل ہیں ڈاکٹر شمع افروز زیدی نے ان تمام مقالوں کو تفصیل اور توجہ سے پڑھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دونوں جانب سے ایک دوسرے پر جو یلغار ہوئی اس میں ترقی پسندوں نے اشتراکی ادب کی خوبیوں اور جدید ادب کی کوتاہ دامنی کو اجاگر کیا تو جدیدیت کے ہمنواؤں نے اپنی تحریک کی توصیف اور ترقی پسندوں کی تخفیف کو اپنا وطیرہ بنالیا۔ فاضل مرتب کے بیان کے مطابق اسی 'معرکے' نے انہیں ایک غیر جانبدارانہ انتخاب کی اشاعت پر اکسایا۔

اس مختصر سے تبصرے میں تمام تر مقالوں کی تلخیص ممکن نہیں ہے لیکن چیدہ چیدہ جملے تو لکھے ہی جاسکتے ہیں جیسے وہاب دانش کے مضمون "جدید شاعری" تین خانے میں کئی کام کی باتیں مل جاتی ہیں۔

آل احمد سرور کا مقالہ بے حد متوازن اور فکر انگیز ہے وہ کہتے ہیں "پھر بھی جدیدیت صرف انسان کی تنہائی، مایوسی، اس کی اعصاب زدگی کی داستان نہیں ہے، اس میں انسان کی عظمت کے ترانے بھی ہیں۔ اس میں فرد اور سماج کے رشتے کو بھی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔۔۔۔" صفحہ 41۔ اسی ہمدردانہ نقطہ نظر نے اس مقالے کو "غیر جانبدارانہ" شکل دی ہے۔

راقم الحروف اپنی حد تک "افسانے کے نئے افق" (رشید امجد) اور "معاصر اردو نظم" (وحید اختر) مقالے پڑھ کر حیرت زدہ ہوگیا۔ سو سے زیادہ افسانہ نگاروں اور شاعروں کو ناقدانہ رویے کے ساتھ پڑھنا اور ان کی تخلیقات کے بارے میں بے لاگ رائے دینا، مجنوں کی وشت نوردی نہیں، فرہاد کی تیشہ زنی ہے۔ ان دونوں مقالوں کا اگر مقابلہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے رشید امجد نے پڑھا زیادہ ہے۔ جب کہ وحید اختر نے سمجھا اور پرکھا زیادہ ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ رشید امجد نے افسانہ نگاروں کو پرکھنے میں کوتاہی کی ہے۔

اس کتاب میں علی سردار جعفری اور شمس الرحمان فاروقی کو بھی شامل کرلیا جاتا تو یہ کتاب قاموس بن جاتی۔

ڈاکٹر شمع افروز زیدی کی محنت اور نگاہِ انتخاب کی داد دینی چاہئے کہ اس کتاب میں کوئی جارحانہ مضمون شامل نہیں ہے۔ کتاب فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی کے مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے اور بہت اچھی چھپی ہے۔ روپے کا صحیح مصرف بھی ادب میں ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ اس کتاب سے لگایا جاسکتا ہے۔

اجمالی تبصرہ:

کتاب	:	عالمی اردو ادب (1997)
مدیر	:	نند کشور وکرم
ضخامت	:	400 صفحات
قیمت	:	200 روپے
مبصر	:	اوپندر ناتھ اشک
ناشر	:	پبلیشرز اینڈ ایڈورٹائزر جے۔6 کرشن نگر۔ نئی دلی 110051

اردو میں حوالہ جاتی جرائد کی کمی کافی حد تک کھٹکتی رہی تھی لیکن، اردو کے صحافی جناب نند کشور وکرم نے اپنی محنت اور سعی مسلسل سے اس کمی کو کسی حد تک پورا کر دیا ہے۔ وہ پچھلے 15 برس سے نہایت خاموشی کے ساتھ جریدہ عالمی اردو ادب ترتیب دے رہے ہیں زیر نظر پندرھواں شمارہ حال ہی میں شائع ہوا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ جو کام بڑے بڑے ادبی اداروں کو کرنا چاہئے وہ کسی مالی تعاون کے بغیر نند کشور وکرم انجام دے رہے ہیں۔

نند کشور وکرم نے اس سالانہ، ادبی حوالہ جاتی جریدے کے علاوہ اس کے چند خصوصی نمبر مثلاً حبیب جالبی نمبر، دیویندر اسّر نمبر اور احمد ندیم قاسمی نمبر شائع کر کے، اس کے وقار کو چار چاند لگائے ہیں۔ زیر نظر شمارہ 1996 میں شائع شدہ چند اہم نثری اور شعری تخلیقات پر مشتمل ہے۔ اس میں 16 افسانے 57 غزلیں 51 نظمیں، دوہے اور رباعیات، 8 نظمیں اور غزلیں بہ خط شاعر۔ 24 مضامین۔ بیاد اختر الایمان۔ رام لال اپندر ناتھ اشک اور دلیپ سنگھ پر شامل کئے گئے ہیں اس کے علاوہ سوانحی اشارے 1996 کے دوران شائع شدہ اہم کتب کی فہرست اہم خبروں اور وفیات کے گوشوں کو جگہ دی گئی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جناب نند کشور وکرم نے اردو دوستوں کی سرد مہری اور بے نیازی کے باعث زیر نظر شمارے کو رواروی میں ترتیب دیا ہے غالباً اسی لئے واقعات کے گوشے میں تکرار ہوئی ہے۔ مرحومین کو خراج عقیدت کے طور پر مضامین کے علاوہ وفیات میں انہیں کے مختصر سوانحی اشارے، اور 1996 کی اہم خبروں میں انہیں کا ذکر بار بار کر دیا گیا ہے۔ جب کہ اس میں 1997 میں رونما ہونے والے دیگر اہم ادبی واقعات کا تذکرہ بھی ہونا چاہئے تھا اس کے علاوہ ناشرین کے پتے لائبریریوں کی تفصیلات رجسٹرار آف نیوز پیپر کی رپورٹ اور مختلف اکادمیوں کے انعامات اور اعزازات کی تفصیل بھی کہیں نظر نہیں آتی ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے وقیع حوالہ جاتی جریدے کو کسی ناگہانی سانحے سے بچائے رکھنا ضروری ہے لہٰذا اردو دوستوں کا فرض ہے کہ اگر وہ معاونت نہ کر سکیں تو انہیں تخنے تعاون ضرور دینا چاہئے۔ اس جریدے کو زیادہ معتبر بنانے کے لئے اردو قارئین اپنی پسند کی بہترین نثری، اور شعری تخلیقات کے متعلق فاضل مرتب کو مطلع کریں اور اس کی روشنی میں بہترین اور نمائندہ شعری اور نثری تحقیقات شامل اشاعت کی جائیں۔ وفیات کے گوشے میں مرحومین کے سوانحی اشاروں کے علاوہ، ان کی اہم شعری اور نثری تخلیقات بطور خراج عقیدت شامل کی جائیں سوانحی اشاروں میں ہر سال نئے مصنفین کے کوائف ترتیب دیے جائیں۔ کتب خانوں کی فہرست کے علاوہ سال گزشتہ کی اہم ادبی اور تکنیکی کتب کی تفصیل دی جائے۔ اس سلسلے میں اگر مصنفین مذکورہ ادارے کو اپنی تازہ ترین ایک جلد ارسال کر دیں تو مرتب کی مشکل کافی آسان ہو جائے گی یہی نہیں بلکہ اردو رسائل اور جرائد کی اشاعت کی تازہ ترین پوزیشن پر روشنی ڈالنے کے لئے رجسٹرار آف نیوز پیپرز کی رپورٹ بھی شائع کی جانی ضروری ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ خبرنامے کے گوشے میں اردو دنیا کی اہم خبریں شامل کی جائیں اور مختلف اکاڈمیوں کو اپنے اپنے اعزازات اور انعامات کی رپورٹ اور خبر نامہ جناب نند کشور وکرم کو ارسال کرنے چاہیے۔

اگر یہ تمام مواد کمپیوٹر پر کمپوز کر کے شائع کیا جائے تو سونے پر سہاگے والی بات ہو جائے گی اور اس جریدے کو خوب سے خوب تر کی منزلیں طے کرتے دیر نہیں لگے گی۔

اجمالی تبصرہ:

نام کتاب	:	شرت چندر شخصیت اور آخری سوال
نام مترجم	:	انوار رضوی
سن اشاعت	:	1997
سائز	:	23x36x16
جلد	:	مجلد مع گرد پوش
ضخامت	:	400 صفحات
قیمت	:	-/150 روپے
مبصر	:	نجمہ انعم
ناشر	:	انوار رضوی، 28 سی۔ پاکٹ اے۔ 10 کالکاجی ایکسٹینشن۔ نئی دہلی۔ 110019
ملنے کا پتہ	:	ایجوکیشنل ہاؤس، گلی عزیزالدین وکیل، کوچہ پنڈت، لال کنواں۔ دہلی

ترجمے کا فن ایسا ذریعہ ہے جس کی مدد سے کسی دوسری زبان کو براہ راست سیکھے بغیر اس زبان کے علم و ادب سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں اور اپنی علمی و ادبی بصیرت کو مزید فروزاں کر سکتے ہیں۔ عالمی، علمی و ادبی تناظر میں، جب کہ علم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے، ترجمے کی اہمیت بھی بڑھتی جا رہی ہے۔

اس سلسلے کی ایک کامیاب کوشش جناب انوار رضوی نے کی ہے، انہوں نے بنگالی فکشن کے معروف ناول نگار شرت چندر کے شہرۂ آفاق ناول "شیش پرشن" کا اردو میں ترجمہ "آخری سوال" کے نام سے کیا ہے۔ ساتھ ہی شرت چندر کی شخصیت اور ان کے فن سے متعلق کتاب کے مقدمے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

رابندر ناتھ ٹیگور کے بعد شرت چندر بنگلہ فکشن کے مقبول ناول نگار تھے۔ ان کے ناولوں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ان پر خاموش فلمیں بنیں اور کئی ناولوں کو ڈرامے کی ہیئت میں تبدیل کر کے اسٹیج کیا گیا شرت چندر کا انتقال 1938ء میں ہوا اور شیش پرشن، پہلی بار بنگلہ زبان میں 1931ء میں شائع ہوا۔ گویا یہ ان کی آخری عمر کا ناول ہے۔

بنیادی تھیم کے لحاظ سے "آخری سوال" ناول کا مرکزی کردار ایک انتہائی ذہین عورت ہے جو شادی کی رسم میں یقین نہیں رکھتی اور اس سماجی رسم کو پورا کیے بغیر ہی بیوی بن کر رہتی ہے۔ اپنے عمل کے صحیح ہونے کے جواز میں وہ دلائل پیش کرتی ہے۔ بنگالی سماج کے تمام دانشور مل کر بھی اس کے دلائل کی پست نہیں کر سکے اور بالآخر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لیتے ہیں۔

"آخری سوال" در حقیقت روشن خیالی اور دقیانوسیت کے مابین ایک مناظرہ ہے جو اپنی فنکارانہ پیش کش کے لحاظ سے ہر قدم پر ذہن و فکر کو مہمیز لگاتا ہے اور اوّل تا آخر قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کی اصلاحی خوبی یہ ہے کہ ترجمہ ہوتے ہوئے بھی اس کی روانی اور دلچسپی میں فرق نہیں آتا اور یہ خوبی یقیناً ترجمہ نگار کی صلاحیت پر دلالت ہے۔

تفصیلی تبصرہ:

نریش ندیم۱

اردو انسائیکلوپیڈیا سر آنکھوں پر رکھنے کی چیز ہے

کسی زبان کے فروغ کا کیا عالم ہے، اسے جانچنے اور پرکھنے کے ایک سے زیادہ پیمانے ممکن ہیں۔ بلا شبہ ان میں ایک پیمانہ حوالہ جاتی کتابوں (Reference Books) کا بھی ہے۔ یہ حوالہ جات کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بہت ہی ابتدائی نوعیت کے حوالہ جات میں لغات بھی شامل ہیں جن کی تالیف اکثر اوقات متعلقہ زبان کے فروغ کے ابتدائی مرحلوں میں ہی انجام دے دی جاتی ہے۔ لہٰذا محض لغات کی بنا پر مختلف زبانوں کے فروغ کے موازنے ممکن نہیں ہیں۔

فرہنگوں کی تالیف اور اشاعت کو غالباً اس عمل کا دوسرا مرحلہ کہا جاسکتا ہے۔ اردو کے لیے ترقی اردو بورڈ نے ابھی تک کل دس فرہنگیں شایع کی ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری گزارش یہ ہے کہ ان دس فرہنگوں اور دیگر فرہنگوں کے جو مسودے قومی کونسل برائے فروغ اردو کے پاس پڑے ہیں ان کو یکجا کرکے کونسل ایک انضمامی (Consolidated) فرہنگ شایع کرنے کی پیش رفت کرے جیساکہ سینٹرل ہندی ڈائرکٹریٹ نے کیا ہے۔

سال ناموں (Year Books)، آنکڑا جات (Data Books)، مختلف علوم کی تخصیصی لغات (مثلاً A Dictionary of Economics) وغیرہ کو حوالہ جات کے فروغ کے بالائی مرحلوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ آخرالذکر کو فرہنگوں سے گڈمڈ نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ ایسی کوئی لغت انگریزی اصطلاحوں کے محض اردو معنی نہیں دے گی بلکہ تھوڑے سے الفاظ میں ان اصطلاحوں کی وضاحت بھی کرے گی۔ ادبی اصطلاحوں کے بارے میں ایسی ہی ایک لغت (جسے فرہنگ کہا گیا ہے) ترقی اردو بورڈ نے شایع کی تھی۔ یہ مرحوم کلیم الدین احمد صاحب کی مرتب کی ہوئی تھی۔ بورڈ سیاسیات کی اصطلاحوں کی ایک "فرہنگ" بھی شایع کرچکا ہے۔

متعلقہ ملک کے آئین کے ترجمہ کو بھی حوالہ جات میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ذہن پر ذرا سا بوجھ ڈال کر اس کی ضرورت اور افادیت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات میں غالباً سب سے اونچا مقام مخزنِ علوم (Encyclopaedia) کو حاصل ہے۔ کوئی زبان اس مرحلے تک بہت بعد میں پہنچتی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک متعلقہ زبان میں علم کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ نہ جمع ہو جائے، انسائیکلوپیڈیا کی تالیف اور اشاعت کا تصور

۱ نریش ندیم انگریزی ہفت روزہ ۔۔۔ کے مدیر ہیں اور ہندی کے علاوہ اردو میں بھی مختلف موضوعات پر لکھتے ہیں۔ ترقی اردو کونسل کی اصطلاحات پر بھی ان کا ایک مضمون آئندہ شمارہ میں شریک ہے۔

آسان نہیں ہوتا۔

اس اعتبار سے دیکھیں تو اردو والے بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ برصغیر کی تمام زبانوں میں اردو وہ پہلی زبان ہے جس میں انسائیکلوپیڈیا کی تالیف و اشاعت انجام دی جاچکی ہے۔

اردو انسائیکلوپیڈیا کے اس منصوبے کو پروان چڑھانے کے لیے ٹیم میں شامل مصنفین اور مولفین نے جس عرق ریزی کا مظاہرہ کیا ہے اس کے لیے وہ دلی داد و شنا کے مستحق ہیں۔

یہ انسائیکلوپیڈیا کیسی ہوگی اس کا کچھ اندازہ پہلی جلد کے پیش لفظ سے ہی ہو جاتا ہے۔ ابھی تک شایع ہو چکی تین جلدوں میں 32 علوم کو سمیٹا گیا ہے۔ ان میں مختلف موضوعات پر قدرے تفصیلی مضامین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مزید آٹھ جلدوں کی تیاری کا کام چل رہا ہے۔ ان میں چھوٹے چھوٹے نوشتے شامل ہوں گے جو پہلے کی تین جلدوں میں ہی شامل مضامین پر مشتمل ہوں گے۔ ان نوشتوں کی افادیت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو قومی کونسل برائے فروغ اردو اور مولانا آزاد انسٹی ٹیوٹ، حیدر آباد نے مل کر واقعی ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ نیز ان کا یہ دعویٰ بھی صحیح ہے کہ یہ انسائیکلوپیڈیا مولانا آزاد مرحوم کے سپنوں کی تعبیر ہے جنھوں نے بہت پہلے، 1904 میں ہی ایک مخزن علوم کی ترتیب و اشاعت کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ یہ مشورہ واقعی مولانا مرحوم کی دور اندیشی کا ثبوت تھا۔ افسوس ہے تو صرف اس بات کا کہ مولانا کے بعد آنے والوں نے ویسی دور اندیشی کا مظاہرہ نہیں کیا اور اردو انسائیکلوپیڈیا کی پہلی جلد (اشاعت: 1996) کو سامنے آنے میں برسوں کا طویل عرصہ لگ گیا۔ بہر کیف ہم علامہ اقبال کے الفاظ میں خود کو تسلی دے لیتے ہیں کہ:

ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہدِ کہن کی داستانوں میں

یہ تبصرہ لکھتے وقت اردو انسائیکلوپیڈیا کی پہلی جلد راقم الحروف کے سامنے ہے۔ لیکن پہلی جلد کے ہاتھ آنے اور تبصرہ کو نذرِ قلم کئے جانے کے بیچ کچھ موقع ایسے آچکے ہیں جب عملی طور پر راقم الحروف نے انسائیکلوپیڈیا کی افادیت کا اندازہ کیا ہے۔ آپ کو تامل ادب سے متعلق کچھ حوالے دینے ہوں اور بدنصیبی سے کوئی اور کتاب فوری طور پر دستیاب نہ ہو تو یقین جانئے کہ آپ کا اردو انسائیکلوپیڈیا، جلد اول سے رجوع کرنا سود مند ہی ثابت ہوگا۔ تاریخ عالم اور تاریخ ہند والے ابواب راقم الحروف کے لیے بالخصوص کار آمد ثابت ہوئے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا کی ایک خوبی اور بھی ہے جسے کسی بھی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اشاعت و طباعت کی دنیا سے راقم الحروف کا پرانا اور گہرا تعلق رہا ہے اور ہے علاوہ ازیں بازار پر بھی اس کی نظر رہی ہے۔ آج کاغذ کے دام بے پناہ بڑھ چکے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک انگریزی مضمون میں راقم الحروف نے White Gold (سفید سونا) کی اصطلاح کا استعمال کیا تھا۔ دو فٹ ضرب دو فٹ کی دکانوں والے کاغذیئے بھی لاکھوں میں کھیل رہے ہیں۔ کسی کتاب کی لاگت کا دو تہائی سے زیادہ حصہ صرف کاغذ میں نکل جاتا ہے۔ دوسرے اخراجات بھی کچھ کم بھاری نہیں ہیں۔ ان حالات مین قومی کونسل نے "10.5" x 8.50 سائز کے 577 صفحوں پر مشتمل پہلی جلد اگر مبلغ 300 روپیہ میں دستیاب کرائی ہے تو یقین جانئے کہ بھاری سبسڈی کے بغیر یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ اگلی دو جلدیں بھی 450 روپیہ فی جلد

کے دام پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اس بات کو ایک دوسرے ڈھنگ سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ آج کل 23x36/16 سائز کی کتابوں کے دام بازار میں کم سے کم دو روپیہ فی صفحہ کی شرح سے رکھے جارہے ہیں، بلکہ کچھ پبلشر تو ڈھائی روپیہ فی صفحہ کا دام بھی رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو اردو انسائیکلوپیڈیا کے سائز کا ایک صفحہ کم سے کم پانچ روپیہ کا پڑے گا اور اس کی تینوں جلدوں کا دام 9000 روپیہ سے زیادہ ہوگا۔ مگر یہ تین جلدیں آج محض 1200 روپیہ میں دی جارہی ہیں جسے ایک چھوٹا موٹا معجزہ ہی کہا جائے گا۔ بہر کیف قومی کونسل نے آج یہ صورت حال پیدا کردی ہے کہ معمولی کھاتے پیتے گھروں کے طلبا یا ان کے والدین بھی ذرا سی ہمت دکھائیں تو اردو انسائیکلوپیڈیا کی تینوں جلدیں ان کے گھروں میں ہوں گی اور ان کے پوتوں تک کے کام آئیں گی۔ قومی کونسل کو اس کے لیے جتنی مبارک باد دی جائے کم ہے۔

تاہم افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انسائیکلوپیڈیا میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔ یوں یہ بالکل فطری ہے۔ کسی کے گھر پچاس لوگوں کی بارات آجائے تو افراتفری مچ جاتی ہے، تو برسوں کا وقت اور سینکڑوں لوگوں کی محنت کھانے والے ایک پراجکٹ میں کچھ خامیوں کا ہونا تعجب کی بات نہیں ہے۔ علاوہ ازیں برصغیر کی زبانوں کو لیں تو یہ ایک پائینیر پراجکٹ تھا اور آپ جانئے کہ کسی بھی پائینیر سے کچھ غلطیاں ہوتی ہی ہیں۔

کچھ غلطیاں تو بہت ہی معمولی قسم کی ہیں اور ذرا سا احتیاط برت کر ان کو رفع کیا جاسکتا تھا۔ مثال کے لیے ص 25 یا ص 41 پر اندراجات کا آغاز داہنے کالم سے ہوتا ہے مگر ص 302 پر ان کا آغاز بائیں کالم سے ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا کی تین جلدوں میں حیاتیات اور حیوانیات کو شامل کیا گیا ہے۔ اب اگر حیاتیات کی شاخ ہونے کے باوجود حیوانیات کو الگ سے اہمیت دی گئی ہے (جو دی بھی جانی چاہیے) تو پھر نباتیات نے کیا قصور کیا تھا؟ وہ بھی تو حیاتیات کی ہی شاخ ہے۔

ہمیں یہ دیکھ کر بھی تعجب ہوا کہ تاریخ عالم والے باب میں دو عالمی جنگوں جیسے زمانہ ساز واقعات پر الگ سے کوئی مضمون نہیں ہے۔ اس طرح کی کچھ اور مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

لیکن ہماری نگاہ میں اہم ترین خامی کچھ اور ہی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اردو انسائیکلوپیڈیا کے لیے کولمبیا یونیورسٹی انسائیکلوپیڈیا کی طرز اختیار کی گئی ہے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا ہم نے نہیں دیکھی اور اس لیے ہم اس کے متعلق کچھ کہنے کے اہل نہیں ہیں۔ تاہم کچھ اور انسائیکلوپیڈیا ہماری نظروں سے ضرور گذری ہیں اور ان سب میں ہر ایک مضمون کے بعد طلبا کی رہنمائی کے لیے چند ایک کتابوں اور پرچوں کے حوالے ضرور دیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اردو میں (مثال کے لیے) آثار قدیمہ پر زیادہ کتابیں نہیں ملیں گی، تو بھی کم از کم پانچ چھ انگریزی کتابوں اور مضامین کی ایک فہرست ضرور دی جانی چاہیے تھی۔

اسی سے متعلق ایک اور کمی Cross-References کا فقدان ہے۔ مثال کے لیے اگر ایک مضمون Sanskritisation پر ہو تو نیچے لکھا ملے گا See also

Caste, Jajmani : وغیرہ۔ اردو انسائیکلوپیڈیا میں ایسا کوئی قاعدہ نہیں اختیار کیا گیا ہے اور پتہ نہیں کہ آگے کی آٹھ جلدوں میں اختیار کیا جائے گا یا نہیں جب کہ بالخصوص نوشتوں کے لیے تو اس طرح کے حوالوں کو ناگزیر ہی کہا جائے گا۔

اس سے ایک دوسرا ہی ڈر پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ایسا نہ ہو طلبا ان تین جلدوں کا استعمال کنجیوں کی طرح کرنے لگیں۔ ابھی بھی ہمارے بہت سے طلبا میں پکا پکایا کھانے کی عادت موجود ہے۔ اردو انسائیکلوپیڈیا کے مولفین اور مصنفین کے ارادے خواہ جتنے بھی نیک رہے ہوں، اس ڈر کو بے بنیاد نہیں کہا جا سکتا۔

یہ چیز انسائیکلوپیڈیا کے بنیادی تصور سے ہی ٹکراتی ہے۔ کام چلاؤ طور پر ہم اردو میں انسائیکلوپیڈیا کے لیے "مخزنِ علوم" لکھتے ہیں مگر اس کا حقیقی مطلب "علم کا پہیہ" (Cycle of Knowledge) ہے جو برابر چلتے رہنا چاہیے۔ انسائیکلوپیڈیا کو کنجی بننے کا موقعہ دینا غلط ہوگا۔ ہر مضمون کے نیچے حوالوں کی ایک فہرست کا ہونا اور Cross-References کا دیا جانا اسی لیے ضروری ہے۔ امید ہے کہ آگے کبھی ان پہلوؤں پر بھی دھیان دیا جائے گا۔

ہم اردو انسائیکلوپیڈیا کو منظر عام پر لانے والی پوری ٹیم کو مولانا آزاد انسٹی ٹیوٹ، حیدر آباد کو اور قومی کونسل برائے فروغ اردو کو ایک بار پھر دلی مبارک پیش کرنا چاہیں گے۔ ساتھ ہی ہم یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ اردو زبان میں حوالہ جاتی کتب کی تالیف اور اشاعت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ زبان کے وجود پر جو کالے بادل منڈلا رہے ہیں ان کے مدِ نظر یہ یاد دلا دینا نامناسب نہیں ہوگا کہ اردو اپنے بل بوتے پر ہی زندہ رہ سکتی اور پھل پھول سکتی ہے اور حوالہ جات کی اشاعت اس عمل میں کافی دور تک مددگار ثابت ہوگی۔

تفصیلی تبصرہ

ڈاکٹر جمیل اختر

سہ ماہی جہات کشمیر

جلد اول شمارہ۔۱	: جنوری 1998
سائز	: 23x36x16
کتابت	: کمپیوٹر ٹائپ سیٹنگ
طباعت	: آفسیٹ
ضخامت	: 136
قیمت	: 50 روپے
مدیر اعلیٰ	: حامدی کاشمیری
ناشر	: مسعود عالم
پتہ	: جہات، کمپیوٹر ٹرسٹی، راج باغ، سری نگر، کشمیر۔

خوبصورت سرورق سے مزین تخلیقی ادب کا علمبردار سہ ماہی "جہات" کشمیر کا پہلا شمارہ پروفیسر حامدی کاشمیری کی ادارت میں منظر عام پر آیا ہے۔ اس دور میں کسی ادبی جریدے کا نکالنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ حامدی کاشمیری صاحب نے جس حوصلے اور ہمت کا مظاہرہ کیا ہے وہ یقیناً لائق تحسین ہے۔ اردو میں اچھے رسائل کی بے حد کمی ہے۔ ایسے میں "جہات" کی شکل میں ایک خوبصورت رسالے کا تحفہ اردو والوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔

کسی بھی رسالے کے اجرا کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے جو اس رسالے کے پیچھے بھی ہے۔

حامدی کاشمیری صاحب چوں کہ خود ایک اچھے ناقد، ادیب اور تخلیقی فن کار ہیں، ادب کے تخلیقی اور تنقیدی رویوں پر ان کی گہری نظر ہے۔ بدلتے ہوئے ادبی منظر نامے کا نہ صرف انھوں نے مشاہدہ کیا ہے بلکہ ان تجربات میں کسی نہ کسی طور پر وہ شریک بھی رہے ہیں۔ لیکن وہ اس صورت حال سے مطمئن نہیں ہیں۔ مغرب سے مستعار تنقیدی تصورات نے ادب کے تخلیقی رویوں پر جو منفی اثرات مرتب کیے ہیں اس نے ادب کو ایک ایسے دوراہے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے جہاں اس کی فطری نمو پذیری پر منفی اثرات ثبت ہوتے ہیں۔ جس سے وہ بے حد دل برداشتہ نظر آتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ یہ صورتِ حال صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ استفادہ کا عمل مجہولانہ اور غلامانہ رہا ہے۔ جس سے آزادیٔ خیال مسدود ہو کر رہ گیا۔ اردو والوں کے مغرب سے ذہنی غذا حاصل کرنے اور بعض مستعار نظریوں پر تکیہ کرنے کی وجہ سے پورا تخلیقی اور تنقیدی عمل کنفیوژن کا شکار ہو کر رہ گیا اور تخلیقی ادب کی پرکھ اور فن پارے کی جانچ میں جس طریقے سے فن کے وجود کو نظر انداز کر کے فن کار پر توجہ کی گئی اس نے ادب کی ماہیئت اور اس کی قدر سنجی پر سوالیہ نشان کھڑا ہو گیا۔ ایسا صرف اس لیے ہوا کہ ہم نے آنکھ بند کر کے تقلید شروع کر دی اور اپنی زمینی اصل سے دور ہوتے گئے۔

حامدی کاشمیری نے ادب کی اس صورتِ حال کو شدت سے محسوس کیا ہے اور اس افسوسناک عمل سے تخلیق اور تنقید دونوں کو نجات دلانے کے لیے اس رسالے کا اجرا کیا ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے حامدی کاشمیری صاحب لکھتے ہیں:

"اردو ادب کے تخلیقی کردار کے حوالے سے آنکھ بند کر کے مفروضات پر انحصار کرنے، مستعار تصورات کو حرزِ جان بنانے یا نظریہ سازی میں ٹامک ٹوئیاں مارنے سے اجتناب کرنے اور ساتھ ہی تخلیق اور تنقید دونوں کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے، اپنی جڑوں سے اخذ نمو کرنے اور اپنے تشخص کا اثبات کرنے کی ضرورت جس قدر آج ہے شاید اس سے پہلے نہ تھی، آج کے ٹیکنالوجیکل اور صارفانہ دور میں علوم انسانیہ اور ادب کے وجود کو جو خطرہ درپیش ہے اس کی بنا پر ادبی اقدار کی شناخت اور استحکام کی ضرورت فزوں سے فزوں تر ہو رہی ہے، اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ہم سہ ماہی "جہات" کا اجراء عمل میں لاتے ہیں، "جہات" کے صفحات ہر اس قلم کار کے لیے وقف ہیں، جو ادب کے آزادانہ تخلیقی کردار کا موئید ہو، اور اس کی زمینی اصل کا احترام کرتے ہوئے اس کی باطنی یا روحانی لانہایتیت کا داعی ہو۔"

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

دوسری خاص بات جو اس رسالے کے ضمن میں بیان کی گئی وہ یہ ہے کہ "جہات نظریاتی، علاقائی، شخصی یا تعصبات و ترجیحات اور گروہی مناقشات سے بالاتر ہو کر کھلے دل و دماغ سے ادبی اقدار کو فروغ دینے کی سعی کرے گا" یہ ایک بے حد خوش آیند بات ہے۔ اس سے ادب کی زمینی حدود میں وسعت پیدا ہو گی اور نظریات کی سطح پر افہام و تفہیم کے دروازے کھلیں گے، ذہنوں کے دریچے وا ہوں گے، ذہنی کجروی کو دور کرنے میں مدد ملے گی تازہ واردانِ بساطِ ادب سے ذوق اور نظر کی صحیح ترتیب ہو سکے گی اور گروہی اور نظریاتی دوری کو کم کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

اپنے مشمولات کے لحاظ سے یہ شمارہ اپنے اعلائیہ

کے عین مطابق ہے۔ اس میں مختلف مکتبہ فکر کے لوگوں کی تخلیقات کو شامل کر کے حامدی کاشمیری نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ تنگ نظری اور عامیانہ روش سے الگ وہ اپنی راہ بنانا چاہتے ہیں۔ ان کی فکر میں وسعت اور نظر میں چکوروں کی دنیا کا نیلگوں آسمان بے کراں ہے۔ وہ دُرِ تہ آب کے مصداق تخلیقی جواہر پاروں کی صحیح شناخت اور اس کی قدر و قیمت کے تعین میں کسی بخل یا ذہنی کجروی کو مزاحم ہونے دینا نہیں چاہتے بلکہ اسے باہر نکال کر وہ چمک دینا چاہتے ہیں جو سمندر کی تہوں سے باہر نکل کر موتی دیتا ہے۔

اب اس کے مشمولات پر ایک نظر ڈالیے۔ اس میں غزلیں، نظمیں افسانے، مقالے، نئی کتابوں پر تبصرے سبھی کچھ شامل ہیں۔ یعنی مکمل ادبی ذوق کی تسکین کا سامان ایک نئے انداز سے فراہم ہے۔ حصہ شعر میں وزیر آغا، باقر مہدی، زاہدہ زیدی، رفعت سروش، نصیر احمد ناصر، حامدی کاشمیری، اختر محی الدین، حکیم منظور، غلام مرتضیٰ راہی، رفیق زار، فیاض رفعت، حمید الماس، ظفر گورکھپوری، امین کامل، منظور ہاشمی، اسعد بدایونی، ظہیر غازی پوری، عرفان صدیقی، نذیر قیصر، زبیر شفائی، ظفر اقبال، عاصم شہنواز، شبلی، عشرت ظفر، سیفی سرونجی، قربان آتش، ساحر شیوی کی نظمیں اور غزلیں شامل ہیں۔ عبدالصمد، اختر محی الدین، فیاض رفعت، سعید انجم کے افسانے اور رولاں باتھ، ابوالکلام قاسمی، شین۔ ک۔ نظام، نشاط انصاری اور حامدی کاشمیری کے مقالے شامل ہیں۔

رولاں باتھ نے اپنے مقالے "تنقید بطور زبان" میں تنقید میں زبان کے کردار اور اس کی اہمیت پر مفصل اور مدلل روشنی ڈالی ہے۔ ابوالکلام قاسمی نے مابعد جدید تنقید: اصول اور طریق کار کی جستجو میں اس نئی تنقید کی اساس کو دریافت کرنے کی کوشش کی ہے اور آخر میں کہا ہے کہ "مابعد جدید تنقید کی ضابطہ بندی اور طریق کار کی جستجو اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک متن کی قرآت کے نئے نظریات سے استفادہ نہ کیا جائے۔ موضوع کے لحاظ سے یہ مقالہ بے حد اہم اور نئے نظریے کی تفہیم کے ساتھ ساتھ بحث و مباحثے کے دروازے وا کرتا ہے۔

"منٹو افسانہ اور اقدار" میں شین کاف نظام نے "کھول دو" کی روشنی میں منٹو کو ایک نئے انداز سے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ نشاط انصاری نے "اردو زبان جموں و کشمیر میں" میں اردو کی کشمیر میں آمد اور اس کی ترقی کے احوال کو تفصیل بیان کرتے ہوئے اس کی زبوں حالی پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بتلایا ہے کہ اردو کو دفتری زبان ہونے کے باوجود کس طرح عملی طور پر ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔ آخری مقالہ اردو نظم کی بازیافت خود حامدی کاشمیری کا ہے جس میں انھوں نے شرر کو آزاد نظم کا خالق قرار دیا ہے۔ اور اس پر مدلل اور مفصل گفتگو کی ہے۔ اس کے تاریخی تسلسل کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اردو نظم اپنے نو بہ نو جلوؤں کے ساتھ ابھی تک پردۂ غیب میں ہے۔ شاید وہ اسے دوسری قسط میں نکال کر قاری کے سامنے رکھ سکیں۔

اس طرح 136 صفحات کا یہ رسالہ اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے بے حد دلچسپی اور اہمیت کا حامل ہو گیا ہے۔ تمام تخلیقات معیاری اور توجہ کی مستحق ہیں۔

مبصر: ڈاکٹر نجیب اختر

جامع انگریزی اردو لغت

ڈکشنری ذخیرہ الفاظ کا مجموعہ ہوتی ہے اور معنی کی تفہیم و تشریح اس کے بنیادی فرائض اور معیاری ڈکشنری زبان کی وسعت، اس کی گہرائی اور گیرائی کا اظہار ہوتی ہے ذولسانی لغت کا کام ایک زبان سے دوسری زبان کو الفاظ کے صحیح ماخذ اور معنی و مفاہیم سے روشناس کرانا ہوتا ہے۔ ہر ترقی یافتہ زبان میں دوسری عصری زبانوں کے علوم سے واقفیت اور استفادے کے لئے اس زبان کے ذخیرہ الفاظ کے معنی و مفاہیم سے آگاہی کے لئے ذولسانی لغت کا ہونا ناگزیر ہے۔

اردو میں ذولسانی لغت کے ابتدائی نقوش اٹھارہویں صدی عیسوی میں جارج ہیڈلے کے یہاں نظر آتے ہیں اور اس سلسلہ کو جے فرگوسن، ڈنکن فاربس، پلیٹس، گل کرائسٹ اور فیلن وغیرہ نے آگے بڑھایا۔ ہندوستانیوں میں امیر خسرو، انشاء اللہ خاں، عبدالواسع، خان آرزو اور کئی دوسروں نے اس سمت میں اہم کاوشیں کیں۔ لیکن وقت کے بڑھتے مسائل اور زبان کے وسیع ہوتے دائرے نئے نئے علوم کا اضافہ اور نئے نئے الفاظ اور ان کے معنی کی تلاش، اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمارے یہاں اردو میں کوئی بھی معقول انگریزی اردو لغت نہیں۔ لے دے کر اردو میں رام نرائن لال الہ آباد کی اسٹوڈنٹس پریکٹیکل ڈکشنری، بابائے اردو مولوی عبدالحق کی انگریزی اردو لغت، اور جمیل جالبی کی ترتیب کی ہوئی قومی انگریزی اردو لغت، مولوی عبدالحق صاحب کی انگریزی اردو لغت دستیاب لغت میں سے اہم ہے۔ لیکن یہ بھی خاصی پرانی ہو چکی ہے اور باقاعدہ نظرثانی اور اضافے کا کام نہیں کیا گیا ہے۔ پاکستان کی انجمن ترقی اردو نے اس کمی کو محسوس کیا اور نظرثانی اور اضافے کا کام شروع کیا۔ کیین کے بقول جمیل الدین عالی سکریٹری انجمن پاکستان مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ کام باقاعدگی سے نہیں کیا جاسکتا۔ صرف صفحات میں جہاں جہاں جگہ تھی کچھ الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا اور کچھ حصے ضمیمے کے طور پر شامل کئے گئے اور اس کے ایڈیشن چھپ رہے ہیں۔ ہماری انجمن ترقی اردو ہند نے بھی کسی عملی کاوش کی کوشش نہیں کی بلکہ پاکستانی ایڈیشن کا عکسی ایڈیشن چھاپنے ہی پر اکتفا کیا اور اسے ہی اپنا کارنامہ تصور کر لیا۔ چند سال قبل ڈاکٹر جمیل جالبی نے قومی انگریزی اردو لغت مرتب کی لیکن یہ بھی توقعات پر پوری نہیں اتریں۔ حالانکہ جمیل جالبی اس کام کو بہتر طور پر انجام دے سکتے تھے۔ لیکن وہ اس لغت کو اور جامعیت عطا نہیں کر سکے۔

نتیجے کے طور پر ایک معیاری انگریزی اردو لغت کی کمی ایک عرصے سے شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی تھی جو دنیا کے مختلف علوم و فنون کے الفاظ و اصطلاحات پر محیط اور عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہو۔ ایک بہت بڑا پروجکٹ تھا جسے انفرادی طور پر انجام دینا مشکل تھا۔ اس کی ضرورت اور اہمیت کو ترقی اردو بورڈ وزارت تعلیم ہند نے محسوس کیا اور اس کی ذمہ داری انگریزی کے اسکالر اور اردو کے ناقد پروفیسر کلیم الدین احمد کو سونپی گئی۔ جو اس کام کی نگرانی کے لئے سب سے زیادہ اہل شخص تھے پیش لفظ میں

محترمہ فہمیدہ بیگم ڈائرکٹر ترقی اردو بورڈ نے صحیح اظہار خیال کیا ہے کہ "ذولسانی لغت کی تدوین مشکل ترین کاموں میں سے ایک ہے دونوں زبانوں کے مزاج، آغاز، ارتقا، ماخذ، صرف و نحو، روزمرہ، محاورہ، اس کے صوتیاتی نظام ولسانی ہم آہنگی اور اصطلاحات پر قدرت حاصل کئے بغیر ذولسانی لغت کی تدوین کا تصور بھی ممکن نہیں، لہٰذا پروفیسر کلیم الدین سے بہتر کوئی اور شخص اس کام کو پوری ذمہ داری اور سنجیدگی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا تھا۔

یہ لغت چھ جلدوں میں مکمل ہوگی۔ اس کی پہلی جلد جو اے بی سی الفاظ پر مشتمل ہے ابھی شائع ہوئی ہے۔ اس کی اشاعت سے اردو میں انگریزی اردو لغت کی کمی بڑی حد تک پوری ہو جائے گی۔ اسے ترقی اردو بورڈ کا سب سے اہم کارنامہ، تصور کیا جائے گا۔ زبان ہمیشہ ارتقاء پذیر رہتی ہے۔ نئے تقاضے اور تبدیلیاں نئے الفاظ کو جنم دیتے ہیں۔ نئی لغت کا یہ تقاضہ ہے کہ نئے الفاظ اور ان کے ممکن مشتقات اور نئی اصطلاحات کو لغت میں شامل کیا جائے۔ پروفیسر کلیم الدین احمد کو تقاضوں کا پورا پورا احساس تھا انہوں نے بہت سارے ایسے انگریزی الفاظ اور اصطلاحات اس لغت میں شامل کیے ہیں جو لغت کی تیاری کے دوران دوسری لغات میں شامل نہیں تھے۔ معیاری لغت کی تدوین کے دوران لغت نویس کو زبان کی فطری تبدیلیوں پر بھی نظر رکھنا ہوتی ہے تاکہ نئے الفاظ کے زیادہ سے زیادہ قریبی معنی و مفہوم پیش کئے جا سکیں۔ اس لحاظ سے یہ لغت مطلوبہ معیار پر پوری اترتی ہے۔

اس لغت میں قدیم و جدید علوم کے ممکنہ الفاظ کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور لغوی معنی کے ساتھ ساتھ اصطلاحی مفہوم بھی دیے گئے ہیں۔ لفظ کے معنی ترجیحی ترتیب سے نمبروں کے ذریعے دیے گئے ہیں۔ ایک لفظ مختلف علوم اور مختلف سیاق میں مختلف مفہوم کا حامل ہوتا ہے لہٰذا اہتمام مفہوم کو تفصیل کے ساتھ درج کیا گیا ہے جس کی وجہ سے معنوی گتھیاں بالکل واضح اور صاف ہو گئی ہیں انگریزی الفاظ کی قواعدی صورت، اسم، فعل، متعلق فعل، صفت، حرف ربط وغیرہ کو انگریزی لفظ کے اندراج کے بعد قوسین میں ظاہر کیا گیا ہے۔ قواعد کے مشتقات کی فہرست الگ سے شامل کی گئی ہے۔

اس لغت میں 84 علوم کی اصطلاحات کی شناخت دی گئی ہے۔ مگر ایسے علوم جنہوں نے الگ شعبہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے ان کو متعلقہ علوم کے زمرے میں شامل رکھا گیا ہے۔ جیسے طب کے تحت اس کے متعلقہ شعبہ حیات جو اپنی انفرادی حیثیت منوا چکے ہیں انہیں طب کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے۔

اس لغت میں اصطلاحات کثرت سے موجود ہیں ان کے اندراجات کا یہ طریقہ اپنایا گیا ہے کہ پہلے واحد لفظ کے لغوی معنی دیے گئے ہیں واحد لفظ کے مرکبات، سابقوں لاحقوں کے جوڑے حال ہونے والے الفاظ و اصطلاحات اسی واحد لفظ کے ذیلی اندراجات ہیں۔ جیسے ایک واحد لفظ ہے۔

(1) عمر، سن، بڑھاپا، وغیرہ (Age)

(2) (تاریخ وارضیات) زمانہ، عہد، (Age)

صدی وغیرہ

اس کے 39 ذیلی، معنوی و اصطلاحی اندراجات ہیں۔ جنہیں حروف تہجی کی ترتیب سے صفحہ 99 سے 100 تک درج کیا گیا ہے۔

واحد لفظ کے بعد بالکل اسی نمونہ پر جن الفاظ کی جمع بنتی ہے جمع لفظ کے اندرجات دیئے گئے ہیں اور پھر اصطلاحات بھی حروف تہجی کے اعتبار سے پیش کئے گئے ہیں۔

الفاظ کے لسانی ماخذ کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جس کا

ماخذ معلوم نہیں ہے اس کے سامنے لکھ دیا گیا ہے۔ انگریزی میں ایک لفظ کے کئی املا کا رواج رہا ہے الفاظ کے مختلف املا بھی پیش کئے گئے ہیں مثلاً

Abalia/aboulie

Boulleu/Bolleu

Carbeling/Carbelling

وغیرہ

اس لغت میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ انگریزی زبان کے الفاظ یا اصطلاحات کا اردو متبادل لفظ یا محاورہ دیا جائے ــــــ یہ اپنی نوعیت کی پہلی لغت ہے جس نے اپنی بڑی تعداد میں الفاظ اور اصطلاحات کے معنی اردو میں دیے ہیں۔ اس کی اشاعت ایک مستحسن قدم ہے اور ترقی اردو بورڈ کا ایک گرانقدر تحفہ ہے اردو دنیا کو خصوصاً مترجموں، مصنفوں، سائنس دانوں، زبان دانوں، رپورٹروں، اخبار نویسوں، شعبہ انتظامیہ کے کارکنوں، صحافیوں اور طلباء کے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ طباعت و کاغذ عمدہ اور جلد معیاری ہے۔ ظاہری و صوری اعتبار سے نفاست کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ضخامت اور وزن ذرا کھٹکتا ہے جب کہ اسے کم کیا جاسکتا تھا۔ کمپوزنگ اور گھٹی ہوئی ہو سکتی تھی اور باریک کاغذات سے وزن کو کم کیا جاسکتا تھا۔ آئندہ جلدوں کی اشاعت میں اس کا خیال رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔ ویسے اردو میں اتنی اچھی لغت پیش کرنے کے لئے ترقی اردو بیورو دہلی مبارکباد کا مستحق ہے اور یہ اس کا سب سے قابل قدر کارنامہ ہے۔

قومی اردو کونسل کی تازہ مطبوعات

1-	مختصر اردو لغت	260/-	13-	تاریخ طب	110/-
2-	شعر شور انگیز (مکمل سیٹ)	600/-	14-	یونانی ادویہ مفردہ	60/-
3-	اردو زبان کی تدریس	40/-	15-	سائنسی شعاعیں	15/-
4-	اردو ادب کی تنقیدی تاریخ	70/-	16-	بچی کہانیاں	12/-
5-	آسان اردو شارٹ ہینڈ	40/-	17-	انوکھی پہیلی	15/-
6-	سائنس کی تدریس	20/-	18-	ہندوستان کی بزرگ ہستیاں (۱)	15/-
7-	امراض النسا	150/-	19-	جنت سنگار	180/-
8-	انیس کے سلام	60/-	20-	ننھے منے گیت	13/-
9-	معالجات (حصہ اول)	104/-	21-	آریہ سماج کی تاریخ	60/-
10-	معالجات (حصہ دوم)	128/-	22-	مبادیات طب پر ایک تحقیقی نظر	11/-
11-	معالجات (حصہ سوم)	120/-	23-	علم الادویہ	35/-
12-	معالجات (حصہ چہارم)	100/-			

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

ویسٹ بلاک۔۱، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔۱۱۰۰۶۶

خالد اقبال صدیقی

بلاسپور میں اردو

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اردو کی صورت حال سے واقفیت ضروری ہے اسی غرض سے زیر نظر مضمون شامل اشاعت ہے۔ (ادارہ)

● مدھیہ پردیش کے علاقے چھتیس گڑھ میں بلاسپور کی جو اہمیت ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ حالانکہ یہ علاقہ ہندی بولنے والوں کا علاقہ ہے اور مسلمان بھی یہاں کی آبادی کے تناسب میں 10% ہی ہیں۔ یعنی تقریباً 15 ہزار کی تعداد میں ہیں لیکن یہاں کے لوگ خصوصاً مسلمان اپنی مادری زبان اردو سے بہت شفقت رکھتے ہیں۔ اور اردو کی ترقی و ترویج اور عزت وبقا کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ اردو کی نشوونما اور تحفظ کے لیے یہاں جو کارہائے نمایاں انجام دیے گئے وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ اگرچہ یہاں بہت اعلیٰ پائے کے یعنی کل ہند سطح پر ترقی و شہرت یافتہ ادیب و شاعر نہیں گذرے لیکن پھر بھی یہاں ہر دور میں اردو کی خدمت کرنے والے باصلاحیت ادباو شعرا نیز باذوق و ذکی الفہم قارئین و سامعین اپنا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔

یہاں اردو کی ادبی محفلیں گاہے بہ گاہے منعقد ہوتی رہتی ہیں اور خوب کامیاب رہتی ہیں۔ ان میں نثری کم اور شعری زیادہ ہوتی ہیں۔ یہاں کل ہند سطح کا اور چھتیس گڑھ ڈویژن کا مشاعرہ بھی انتہائی درجہ کامیاب رہتا ہے۔ ان مشاعروں اور ادبی محفلوں میں مسلمانوں کے علاوہ باذوق ہندو سکھ اور عیسائی شرکت کرتے ہیں اور پسندیدہ اشعار وغیرہ کو ہندی میں تحریر کر کے لے جاتے ہیں۔ ہر مشاعرے میں کم از کم دو دور ہوتے ہیں۔ سامعین کی قابل تعریف بات یہ ہے کہ وہ ناپسند شعر پر ہوٹنگ نہیں کرتے بلکہ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ پسندیدہ شعر پر آہ اور واہ کے ساتھ تالیاں بھی بجاتے ہیں اور دوبارہ سننے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ شاعرات اسٹیج کے قریب پردے کی جگہ سے اپنے اشعار سناتی ہیں اسٹیج پر نہیں۔ ہفتہ واری اور ماہانہ نشستوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ مشاعرہ کے دوران ضیافت کی جاتی ہے۔

یہاں کے ادیبوں کی تخلیقات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں کے لوگ اردو اخبارات ورسائل ودیگر کتب خرید کر پڑھنے کے عادی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ یہاں کوئی اردو پریس نہیں ہے اس لیے یہاں سے کوئی اردو کا اخبار یا رسالہ شائع نہیں ہوتا۔ اشاعت کے لیے دوسری جگہوں پر جانا پڑتا ہے لیکن اردو کے بہترین لکھنے والے کاتب و خطاط یہاں کافی ہیں۔ یہاں کے لوگوں کی کتابوں کا رسم اجراء اور یہاں کے لوگوں کی خدمات کا اعتراف انہیں خطابات واعزازات دے کر بھی کیا جاتا ہے۔

یہاں انجمن ترقی اردو ہند کی ایک شاخ بھی ہے جو نہایت خوش اسلوبی اور فرض شناسی سے اپنی ذمہ داریاں نبھارہی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں بزم ادب اور اردو سرکل بھی قائم ہیں لیکن آخرالذکر دونوں تنظیمیں محدود پیمانے پر ہی کوئی کام کرپاتی ہیں۔ بہ نسبت انجمن ترقی اردو کے انجمن کی کوششوں سے مدھیہ پردیش میں اردو ٹیچروں کے سب سے زیادہ یعنی 38 تقرر صرف بلاسپور ضلع میں ہوئے۔ غیر رسمی تعلیم کے مراکز میں سے پانچ اردو کے مراکز کھلوائے گئے۔ مدھیہ پردیش کے اسکولوں میں اردو کو دوسری زبان کے طور پر لینے کے حکومت سے آرڈر کروائے جس کی بنیاد پر مسلم بچے ہندی کے ساتھ سنسکرت کی جگہ اردو لے سکتے ہیں۔ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ تمام اسکولوں کا دورہ کرکے جائزہ لیا جائے کہ وہاں ایسا رجسٹر رکھا ہے یا نہیں جس پر اندراج ہوسکے کہ اس اسکول کے طلبا اردو پڑھنا چاہتے ہیں اور اردو استاد کا جلد انتظام کیا جائے۔ والدین اور سرپرستوں کو ایک درخواست فارم تقسیم کیا جارہا ہے جسے پُر کرکے وہ اپنے بچوں کے اسکول پرنسپل سے مانگ کریں کہ ہم اپنے بچے کو آپ کے اسکول میں دیگر مضامین کے ساتھ اردو مضمون بھی پڑھوانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے اسکول میں اردو ٹیچر نہیں ہے تو آپ تقرر کریں۔ بلاسپور میں جگہ جگہ اور قرب وجوار خصوصاً دیہی علاقوں میں اردو تعلیم کا انتظام ہے یا نہیں اگر ہے تو تعلیمی جائزہ لے، اگر نہیں تو جلد کوئی مناسب انتظام کرانے کی کوشش، اسکول میں داخلہ لیتے وقت کسی فارم کو بھرتے وقت یا مردم شماری کے وقت اپنی مادری زبان اردو لکھوانے کی کوشش۔

انجمن ترقی اردو کی چھ سالہ انتھک کوششوں سے گرو گھاسی داس یونیورسٹی میں نہ صرف اردو مضمون کھولا گیا بلکہ اردو پڑھانے والے ٹیچر کا بھی تقرر عمل میں آیا۔

بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ امسال گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج بلاسپور میں سال اول کی اردو کلاسیں شروع ہوگئیں۔ اس رو سے سال رواں میں بی۔اے۔ سال اول میں طالبہ و طالبات جو پرائیویٹ طور سے امتحان میں شرکت کریں وہ ایک مضمون کے طور پر اردو لے سکتے ہیں۔ یونیفائیڈ کورس کے تحت بھوپال یونیورسٹی کے نصاب کو اس یونیورسٹی نے بھی منظوری دے دی ہے۔ اس اسکول میں اردو کی نصابی اور ادبی کتابیں بھی ہیں۔ نارمل اسکول اور اردو سرکل (سے فوٹوگرافر توروا) کی لائبریری میں بھی اردو کتب ہیں۔ خود انجمن کی لائبریری میں اور مقصود مکی صاحب کے پاس و میری ذاتی لائبریری میں بھی نصابی وادبی کتب مطالعہ کے لیے فراہم ہیں۔ اس کے علاوہ بھی شہر کے بہت سے لوگوں کے پاس اردو کتب کا خاطر خواہ ذخیرہ موجود ہے۔

بلاسپور شہر میں سبحانیہ انجمن اسلامیہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ ۲۰ویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایک مہاجر اور نووارد محمد سبحان صاحب نے اسکول قائم کیا تھا تاکہ قوم کی ماں، بہنیں اور بیٹیاں جہالت و افلاس کی وجہ سے بے کس و بے سہارا نہ رہیں۔ وہ تعلیم یافتہ اور باسیرت و کردار غازی بنیں اور اس شمع سے وہ اپنی گود میں پلنے والے دیگر چراغوں کو روشن کریں۔ انھیں سماج میں باعزت اور باوقار نگاہوں سے دیکھا جائے۔ پس اس خاموش معمار اور قوم کی ہزار مخالفتوں کے باوجود اس اسکول کو برقرار رکھا۔ بلکہ اپنے خون پسینے سے اسے سینچتے رہے۔ اور یہ اردو میڈیم اسکول

آج انٹر کالج تک ترقی کر گیا ہے۔ یہاں ہائی اسکول سطح تک ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ انٹر میں سائنس اور ہوم سائنس سطح پر ہندی میڈیم ہے۔ جب کہ ہوم سائنس سائڈ میں اردو کو ایک مضمون کے طور پر یہ اہمیت حاصل ہے کہ یہی لڑکیاں گرلز کالج میں جاکر بی۔اے۔ میں اردو لیتی ہیں۔ امسال ان میں جن لڑکیوں نے بی۔اے۔ میں داخلہ لیا ہے وہ 68%اور 70% نمبر سے پاس ہو کر گئیں ہیں۔

اس اسکول میں اردو امتحانات کے دو مراکز بھی قائم ہیں۔ ایک اردو یونیورسٹی بھوپال کا جس میں امسال امتحان میں شریک ہونے والوں کی تعداد 55 ہے جب کہ گذشتہ سال جو اس یونیورسٹی کا پہلا امتحان تھا اس مرکز سے 31 امیدوار شریک ہوئے تھے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ سبھی لوگ کامیاب بھی ہوئے اور ادیب سال اوّل میں یہاں کے انعام الرحمان ابن ڈاکٹر محفوظ الرحمان نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی میں ریکارڈ قائم کیا۔ دوسرے یہاں کئی سال سے جامعہ اردو علی گڑھ کے ابتدائی تا کامل امتحان کا مرکز بھی قائم ہے۔ امسال اس میں بھی 41 امیدوار شریک رہے ہیں۔ سال گذشتہ کا بھی یہاں اس امتحان میں نتیجہ بہت اچھا رہا ہے۔ ایک خاص بات اور نہ صرف قابل توجہ بلکہ لائق تعریف و ستائش ہے کہ دونوں امتحانات کی درس و تدریس کا یہاں معقول انتظام ہے۔ جناب مرزا مقصود احمد مکّی صاحب تین بجے دوپہر سے رات نو بجے تک یہاں بہت محنت اور خوش دلی سے طلبا و طالبات کو پڑھاتے ہیں اور تسلّی و تشفی بخش طریقے پر ہر چیز کو ذہن نشین کراتے ہیں۔ دن میں وہ انجمن ترقی اردو کے جنرل سکریٹری کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ صبح پانچ بجے یعنی نماز کے وقت سے رات گیارہ بجے تک ان کی مصروفیات جو شخص سنے یا دیکھے تو واقعی محسوس کرے گا کہ یہ شخص پوری زندگی اردو کے لیے لڑتا رہتا ہے۔ اس زبان کی خدمت کرتا رہتا ہے۔ ریٹائر ہونے پر بھی چین سے نہ بیٹھا اور اس دھن میں ایسا پاگل و دیوانہ ہو گیا جس کی شیریں اردو ہے جس کی لیلیٰ اردو ہے۔ جس کی محبوبہ اردو ہے۔ جس کی زندگی اردو کی خدمت کے لیے وقف ہے۔ آنکھ اور پیر کی سخت تکلیف کے باوجود بھی اس شخص کی تیز رفتاری میں فرق نہیں آیا ہے۔ میں تو انھیں جب بھی دیکھتا ہوں یا تو کسی اردو مہم پر نکلے ہوتے ہیں یا مطالعہ میں مصروف ہیں یا طلبا و طالبات کی درس تدریس کے فرائض انجام دیتے ہوئے ملتے ہیں۔ اگر میں نے ادھر ادھر کا ذکر شروع کر دیا تو فوراً کہتے ہیں کہ اردو کے سلسلے میں کوئی بات کرو نہیں تو خاموش رہو۔ گویا ان کی شریک حیات بھی اردو ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ کتنا باہمت شخص ہے جس نے اپنے گھر پر اردو میں نام لکھوا کر آویزاں کیا ہے۔ یہ ضعیفی اور پیرانہ سالی کی تھکن کا وقت تھا۔ دو چار خدمت گار مقرر ہوتے احباب دلجوئی و خاطر جمع کے لیے حاضر رہتے۔ شعر و شاعری کے جام نوش کئے جاتے لیکن یہ اتنا غریب ہے کہ ان چیزوں سے اس کا دامن پاک ہے لیکن اتنا امیر ہے کہ ہر وقت اردو کے موضوع پر بولنے اردو کے لیے کام کرنے یا کسی قسم کی کوشش کرنے کو تیار ہے۔ بیوقوفی دیکھو اردو پروگراموں کے دعوت نامے اردو میں لکھوا کر فوٹو کاپی کرا کے تقسیم کرتا رہتا ہے جب کہ اردو والے انگریزی اپنانے پر فخر سمجھتے ہیں۔ ان کے یہاں کی شادی کے دعوت نامے بھی اردو کی بجائے انگریزی میں چھپے۔

(گلفشاں۔ بلاسپور)

اردو انسائیکلوپیڈیا سے

اقتباس

اطالوی زبان وادب

اطالیہ کی سرکاری، تعلیمی، ادبی اور قومی زبان اطالوی ہے۔ لیکن زندگی کے معمولی کاروبار اور روزمرہ کی بول چال میں یہ زبان بہت کم برتی جاتی ہے۔ اس غرض کے لیے اطالوی اپنے ملک کی متعدد مقامی بولیوں یا قومی زبان کی مقامی شکلوں کا استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو قومی زبان بول ہی نہیں سکتے اور صرف مقامی بولی ہی جانتے ہیں۔ اپنی مختلف شکلوں کے ساتھ اطالوی کم و بیش پانچ کروڑ انسانوں کی زبان ہے اور اطالیہ کے علاوہ سوئٹزرلینڈ ضلع ٹی۔ چی۔ نو (Ticino) اور جزیرہ کارسیکا میں بولی جاتی ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ اور ارجنٹینا (Argentina) میں آ بسنے والے اطالوی مہاجرین ایک عرصے تک اطالوی زبان بولتے رہے لیکن اب انہوں نے انگریزی اور ہسپانوی زبانیں اپنالی ہیں اور اطالوی ترک کر دی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب اطالیہ نے اپنی افریقی نو آبادیاں کھو دیں تو وہاں بھی اطالوی زبان کا چلن آہستہ آہستہ تقریباً ختم ہو گیا۔ اطالیہ کی مقامی بولیوں کا اپنا اپنا ادب اور بعض صورتوں میں بہت اچھا ادب موجود ہے۔

فرانسیسی ہسپانوی پروونسال (Provencale) رومانیائی، (Romanian) پرتگیزی اور کتلانی (Catalon) کے ساتھ اطالوی ان زبانوں میں سے ہے جو لاطینی سے براہ راست نکلی ہیں اور رومانی (Romance) نولاطینی (Neo-Latin) زبانیں کہلاتی ہیں۔ فلارنس کی بولی فیورنتینی (Fioren-tine) چند آمیزشوں اور اضافوں کے ساتھ آہستہ آہستہ اطالیہ کی قومی زبان کی حیثیت سے نمودار ہوئی۔ اطالوی دیس کی متعدد بولیاں (Dialects) بول چال کی لاطینی کے بطن سے اسی طرح وجود میں آئیں جیسے ہندوستان میں سنسکرت سے مختلف پراکرتیں۔ رومہ کی شہنشاہی میں (جو اطالیہ پر محیط تھی) لاطینی کی دو شکلیں رائج تھیں۔ ایک عامی (Plebius) جو بعد میں عامیانہ یا بازاری لاطینی (Vulgaris) کہلانے لگی اور دوسری شستہ یا ادبی لاطینی، عامیانہ لاطینی اطالیہ کے مختلف علاقوں میں بول چال اور تحریر دونوں میں مستعمل تھی۔ گو اس کی تحریری دستاویزات کا سراغ دسویں صدی عیسوی سے پیشتر مشکل ہی سے ملتا ہے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ عامیانہ لاطینی میں مقامی تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور اس کی کئی علاقائی شکلیں اطالوی بولیوں کے روپ میں نمودار ہوئیں۔ ان میں فیورنتینی یا تسکانوی (Tascano =Tuscan) جو لاطینی سے زیادہ قریب تھی آہستہ آہستہ دوسری بولیوں پر غالب آ گئی۔

دانتے نے جب چودھویں صدی میں اپنی کتاب "کچھ عوامی زبان کے بارے میں (De Vusgris Eloquen-tia) لاطینی میں تصنیف کی تو یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ملک کی ادبی زبان ایسی ہونی چاہئے جو اطالیہ کی ساری بولیوں سے

مرکب ہو۔ لیکن جب اس نے اپنی لافانی شاعری کے لیے اپنے وطن فلارنس کی بولی کو منتخب کیا تو گویا آئندہ ملک کی ادبی زبان بننا اس بولی کا مقدر ہو گیا۔ 1939ء میں اطالوی اکادمی نے جو لغت تیار کی اس میں یہ نظریہ اختیار کیا گیا ہے کہ اطالوی کا تنا تو فلارنس ہے لیکن اسے ملک کی ساری بولیوں سے رس حاصل ہوتا رہا ہے۔ اس لغت میں رومہ کے تلفظ اور محاورے کو (جو 1871ء سے اطالیہ کا پایۂ تخت ہے) کافی اہمیت دی گئی ہے۔ گویا اطالوی زبان کے محور کے دو نقاط فلارنس اور رومہ ہیں چنانچہ بعض لوگ "رومی ذہن میں تسکانوی زبان میں بات کرتے ہیں اور لسانی نصب العین سمجھتے ہیں۔" اگر ان تھوڑے سے عربی، یونانی، فرانسیسی، ہسپانوی اور اطالوی مشتقات سے قطع نظر کیا جائے جو اطالوی میں پائے جاتے ہیں تو ہم دیکھیں گے کہ یہ زبان دراصل لاطینی ہی ہے۔ اس کے حروف تہجی لاطینی ہیں۔ اس کا ذخیرۂ الفاظ صرف ونحو اور عروض سب زیادہ تر لاطینی ہی سے لیے گئے ہیں۔ وحشی جرمن قبائل کے متعدد حملوں اور ملک کے مختلف علاقوں میں گاہ بہ گاہ فرانسیسی، ہسپانوی اور عربی تسلط کے باوجود اس زبان پر بیرونی اثرات کم مرتب ہوئے اور اس کی اصلیت اور لاطینیت ہمیشہ برقرار رہی۔ بہت کم لفظ اس کی لغت میں بدیسی ہیں (یہ جاننا دلچسپی کا باعث ہو گا کہ جن لفظوں میں اے ال (AL) یعنی "ال" کا سابقہ پایا جاتا ہے وہ عربی الاصل ہیں۔ اس لحاظ سے عموماً اور صوتی اعتبار سے خصوصاً اطالوی ایک بااصول اور قاعدہ پرست زبان ہے۔ اس میں ہر آواز کے لیے ایک ہی حرف استعمال ہوتا ہے جس کی وجہ سے اگر کوئی نو آموز حروف کی آوازوں سے واقف ہو جائے تو اس کا بولنا اور لکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ البتہ صوتی تاکید (Accent) کا صحیح استعمال ایسا سہل نہیں ہے۔

اطالوی ادب

اطالیہ میں لاطینی لسانی روایت اتنی ہمہ گیر تھی کہ یہاں مقامی ادب کو جنم لینے میں یورپ کے بعض دوسرے دیسوں، جیسے فرانس اور ہسپانیہ، کے مقابلے میں زیادہ دیر لگی۔ تیرہویں صدی سے پہلے اس کے آثار نظر نہیں آتے پہلے پہل اطالوی دیسوں میں جو نیا لاطینی ادب مقبول ہوا وہ پروونسال گیت تھے ان گیتوں کے لکھنے اور گانے والے فرانس کے ایک صوبے پرووانس (Provence) کے مغنی تھے جنہیں فرانسیسی میں ترویدور (Troubadour) کہا جاتا تھا۔ شروع میں اطالوی شاعروں نے بھی جو شعر کہے وہ انہیں گیتوں کی کچی پکی فرانسیسی میں لکھی ہوئی نقلیں تھیں۔ 1250ء کے بعد سے سارے اطالیہ میں مقامی ادب کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں لیکن پہلے اہم لکھنے والے جزیرہ سسلی کی راجدھانی پلیرمو (Palermo) میں فریڈرک دوم (1194-1250ء) کے دربار میں ملتے ہیں۔ جیسے چولو (Ciul Lo) دلکانو (d' Alcano) جاکو مودا سنتی نی (Gia-como-Da Sentini) اور خود فریڈرک کا بیٹا مانفریڈ (Manfred) ان لوگوں نے سسلی کی بولی میں شعر کہے اور ایک مخصوص درباری طبقے کی کسی قدر تصنع آمیز زبان برتی۔ ان کی شاعری پر ترو بدور مغنیوں کی طرز کی گہری چھاپ ہے۔ کچھ اسی طرح کا ادب نیپلز اور رومہ میں بھی پیدا ہوا۔

تیرہویں اور چودھویں صدی

تیرہویں صدی کے مذہبی احیا نے جو طاقت ور زاہدانہ تحریکیں پیدا کیں ان میں سینٹ فرانسس کی شخصیت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ سینٹ فرانسس نے امبریا (Um-bria) کی مقامی بولی میں ایک بہت سادہ لیکن پرتاثیر نظم "بھائی سورج کا گیت" یا "مخلوق کا گیت" 1225ء میں کہی تھی جسے ایک طرح کی متوازن نثر کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اسی

طرح کی پر جوش و پر تاثیر لیکن فنی طور پر ناپختہ مذہبی شاعری ہمیں "تودی" (Todi) کے یا کو مودے ای بنے دتی (Jacomo Dei Benedetti) کے یہاں بھی ملتی ہے۔ اسے عام طور پر یاکوپونے دا تودی (Jacoponeda To-di) کہا جاتا ہے اور جس کی وفات 1306ء میں ہوئی۔

لیکن اطالیہ کا اعلیٰ ادب اطالوی زبان کی طرح تمکانہ کے صدر مقام فلارنس میں نمودار ہوا۔ یہاں شروع میں تودی تروبدوری طرز کی شاعری کی گئی لیکن گویدو گوینی چلی (Guido Guinicelli) نے اس عشقیہ شاعری کو ایک نئی جہت عطا کی۔ گوید و گوینی چلی اور اس کے زیر اثر لاپو جانی (Lapo Gianni) دینو فریسکو بالدی (Dino frescobaldi) جینو دا پستویا (Gino Da Pistoia) اور گویدو کواکانتی (Gaido Cauaccanti) نے ایسے سانیٹ اور گیت لکھے جن کا محور ایک محبوبہ دلنواز کی ذات تھی۔ ان لوگوں نے عورت کی محبت کو پاکیزہ خیالی اور شرافت کا سرچشمہ قرار دیا۔ دانتے نے جب اپنی "حیات نو" (Vita Nova) تصنیف کی تو اس میں اسی کتب خیال کی کار فرمائی نظر آتی ہے۔ پاکیزگی عشق جو افلاطونی تصور ان شاعروں میں دکھائی دیتا ہے وہ وہی ہے جس کی روایت فارسی اور پھر اردو شاعری میں اس قدر گہری نظر آتی ہے۔

"جب عشق مجھ میں سانس لیتا ہے تو میں شعر کہتا ہوں اور اس طرح کہ وہ کہتا جاتا ہے اور میں لکھتا جاتا ہوں۔" (دانتے) اس گروہ میں دانتے کو چھوڑ کر سب سے بڑی شخصیت گویدو کواکانتی کی ہے جس کے گیتوں سانیٹوں اور بلاتون (Ball-to-Ballads) میں فلسفیانہ، ماورائی اور صوفیانہ عناصر گھل مل گئے ہیں اور جس کی سادہ، بانکی و دلگیر و دل سوز عشقیہ نظموں سے بہتر اشعار سوائے دانتے کے اور کہیں نہیں ملتے۔ اس کی شاعری میں عشق و حرماں نصیبی کی نفسیات گویا نقطہ عروج پر ہے۔

دانتے۔ پترارک۔ بوکاچو دانتے (Dante)

پترارک (Petrarch) اور بوکاچو (Boccaccio) اطالوی ادب کے بزرگان ثلاثہ ہیں۔ دانتے الی گی ایری (1265ء 1321ء) (Dante Alighieri) اطالیہ کا سب سے بڑا شاعر اور دنیا کے گنے چنے چوٹی کے شاعروں میں سے ایک ہے۔ اس کی نظم "آسمانی کامیڈی" (ڈوائن کامیڈی) (Divine Comedy) یا "دیوینا کمیدیا" عالمی ادب کے شاہکاروں میں شمار ہوتی ہے یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ کامیڈی کے لفظ کا ترجمہ ناٹک یا طربیہ کرنا صحیح نہیں کیوں کہ دانتے نے اس لفظ کو ایسی تصنیف کے معنوں میں استعمال کیا ہے جو کلاسیکی رزمیہ شاعری کے پر شوکت اسلوب کے مقابلے میں ایک درمیانی اسلوب کی حامل ہے اور دانتے نے بطور انکسار اپنی نظم کو کامیڈی کہا ہے۔ اس نظم میں جو تین حصوں جہنم، اعراف اور جنت پر مشتمل ہے دانتے عالم بالا کی سیر کرتا اور روحوں کو عذاب سہتے یا ثواب کی برکتوں سے محظوظ ہوتے دیکھتا ہے۔ چوں کہ آسمانوں پر بھی اسی انسانیت سے سابقہ ہے جو کبھی زمین پر بستی تھی اور جس کی نسل اب بھی یہاں آباد ہے اس لیے اس نظم میں گویا آسمان کے ڈانڈے زمین سے ملے ہوئے ہیں اور یہ نہ صرف عیسائیت کا سب سے اعلیٰ ادبی اظہار ہے بلکہ اس میں مسیحی یورپ کے دور وسطیٰ کی پوری زندگی اپنے سارے پہلوؤں اور اپنی ساری اخلاقی اور مذہبی قدروں کے ساتھ سمٹ آتی ہے۔

"آسمانی کامیڈی" میں مسیحیت کی حد میں افلاطونی تصور عشق سے ملتی نظر آتی ہیں کیونکہ دانتے جب دوزخ اور اعراف کی سیر کرتا ہے تو اس کا مرشد و راہبر رومہ کا مشہور شاعر ورجل ہے لیکن جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچتا ہے تو ورجل اس سے رخصت ہوتا ہے اور اس کی محبوبہ بی ایٹرس (Beatrice) اسے عالم انوار کی سیر کراتی ہے اس طرح گویا عشق مجازی کو عرش بریں کا تقرب حاصل ہو گیا۔ اس نظم

کے علاوہ دانتے نے بہت سے سانیٹ، گیت، بلاتے اور کنایتی نظمیں (Allegories) لکھیں جن کا مجموعہ "استعار" (Le Rinec) کہلاتا ہے۔ لاطینی نثر میں دانتے نے اپنے عہد کی سیاست فلسفے اور لسانیات پر بہت سے رسالے اور اطالوی میں اپنی سوانح "حیات نو" تصنیف کی۔

فرانچسکو پترارکا (Franscesco Petrarca) یا پترارک (Petrarch) (1304ء۔1374ء) اپنے سانیٹوں کے لیے مشہور ہے جنہیں کچھ مزید گیتوں اور عاشقانہ نظموں کے ساتھ اس نے "گیتوں کی کتاب" (Can-zoiere) کے نام سے شائع کیا تھا۔ ان سانیٹوں میں اس نے اپنی محبوبہ لارا (اطالوی لاورا) (Laura) کے ساتھ اپنے عشق کا اظہار کیا ہے پترارک کے عشق میں افلاطونیت کم ہے اور اس کی معشوقہ لارا، بی ایٹرس کی طرح ایک علامت نہیں بلکہ ایک ایسی عورت ہے جس کی رگوں میں انسانی خون کی گرمی محسوس ہوتی ہے۔ پترارک کی شاعری نے سارے یورپ کو متاثر کیا اور سانیٹ کی صنف کو خاص و عام میں مقبول بنادیا۔ بوکاچو (Boccaccio) (1313ء۔1375ء) کا شمار دنیا کے محبوب ترین کہانی لکھنے والوں میں ہوتا ہے۔ اس کی دلچسپ ظرافت اور ٹھٹھول سے بھری ہوئی کہانیوں کا مجموعہ دے کامیرون (Decameron) الف لیلہ طرز کی کتاب ہے۔ بوکاچو اور پترارک نے اپنی آخری عمر میں یونانی اور لاطینی زبانوں کا گہرا مطالعہ کیا اور کئی مضامین اور کتابیں لاطینی میں تصنیف کیں۔ یہ اور ان کی طرح دوسری کلاسیکی زبانوں کے عالموں نے یورپ میں اس تحریک کی بنیاد ڈالی جسے مسلک انسانیت (Humanism) کہتے ہیں اور اس کے فروغ کے لیے کئی اکادمیاں قایم کیں۔ جیسے فلارنس کی "اکادمیا پلاتونیکا" (Academia Platonica) اور نیپلز کی "اکادمیاپونتانیانا" (Academia Pontaniana) وغیرہ۔

نشاۃ ثانیہ کا دور

وہ یورپی تحریک جسے "احیائے علوم" یا "نشاۃ ثانیہ" کا نام دیا گیا ہے سب سے پہلے اطالیہ میں نمودار ہوئی۔ اس عہد میں بہت سی نئی ادبی صنفوں نے جنم لیا۔ اس دور کی اہم تصنیفات یہ ہیں۔ لے او بتستا البرتی (Leo Battista Alberti) (1406۔1472ء) کا رسالہ "خاندان" (On the Family) پی اترو کاردی نالے بمبو (1470ء۔1547ء) (Pietro Cardinale Bembo) کا مقالہ "عوامی زبان کی نثر میں" جس میں لاطینی کے مقابلے میں اطالوی کے استعمال کی تائید کی گئی ہے لوئی جی پلچی (Luigi Pulci) (1432ء۔1484ء) کی نظم "مورگانتے" (Morgante) اور متے او بویاردو (Matteo Boiardo) (1441ء۔1494ء) کی نظم "عاشق اور لاندو" جن سے یورپ کی اس دلیرانہ عشقیہ شاعری کی ابتدا ہوئی جس کا مبدا دور وسطیٰ کے دلیروں (Knights) کا نظام تھا۔ اس نظام میں کسی محبوب خاتون کی چاہت جیتنے کے لیے شرافت اور بہادری کے کارنامے انجام دیے جاتے تھے۔ اس دور کے سب سے بڑے شاعر "لدوویکو آری استو" Ludovico Ariosto اور "تورکواٹو تاسو" (Taroua to Tasso) ہیں جن کی طویل نظمیں "عاشق اور لاندو"، "اور یروشلم کی فتح" اطالوی رزمیہ شاعری کا نقطہ عروج مانی جاتی ہیں۔ آری استو نے اپنی نظم شرفا کی تفریح طبع کی خاطر لکھی تھی اور اس کا تانا بانا رزمیہ شاعری داستان گوئی رومانی عشق و محبت تفنن و ظرافت سے مربوط ہے۔ آری استو جذبات انسانی کے رازدانوں میں شمار ہوتا ہے۔ "تاسو" بے حد پرگو شاعر تھا اور اس کی شعر گوئی کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ خود "یروشلم کی فتح" ایک وسیع اور جامع الصفات نظم ہے۔ تخیل کے زور اور پرواز میں کم نظمیں اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

طبیعاتی سائنس، سیاست اور فلسفے کے ادب میں بھی اس دور میں اہم اضافے ہوئے۔ نکولو مکیاولی (Niccolo Machiavelli) (1469-1527ء) کی تصنیف "بادشاہ" (The Prince) کا شمار اپنی دانائی، نکتہ سنجی اور جچی تلی بے تکلف نثر کے باعث حکمرانی کے موضوع پر یورپ کی سب سے مشہور اور اونچی کتاب کے بطور ہوتا تھا۔ ایک عرصے تک اس کتاب کو گویا سیاست کی صرف و نحو کا مقام حاصل رہا۔ بالدازار کاستیلیو نے (Baldasar Castiglione) (1478ء - 1529ء) نے مجلس آداب پر ایک کتاب "مصاحب" (The Courtier) کے نام سے لکھی جو بہت دنوں تک یورپ کے سارے دیسوں میں اپنے موضوع پر سب سے زیادہ مستند تصنیف مانی جاتی تھی۔ گلی لے او گلی لے ای (Galileo Galilei) (1564ء-1642ء) جیسے سائنس دان و عالم فلکیات اور "جوردانو پتر ونو" جیسے فلسفی کی تصانیف اسی دور کی یادگار ہیں۔

اس صدی کا سب سے بڑا شاعر جووانی بتستا مرینو یا جام بتستا رینو (Giouanni Battismarino Giam Battis-tamarino) (1569ء - 1625ء) ہے۔ جس نے اپنے عشقیہ اور دوسرے عام اشعار کے مجموعے کو "لی را" (Lira) کا نام دیا اور ایک طویل جذباتی نظم "ادونے" (Adone) تصنیف کی۔ مرینو کی شاعری کے موضوعات عشق و محبت، بے ثباتی دنیا، انسانی زندگی کا اختصار وز وودردی وغیرہ ہیں۔ اس کی شاعری سریلی غنائی بحروں اور ادبی صناعی سے پُر ہے۔ مرینو اس طرز کا استاد ہے جسے آرائشی طرز (Baroque) کا نام دیا گیا ہے اور جو سترہویں صدی کی محبوب ترین طرز تھی۔

اٹھارہویں صدی

یہ ادب کی تجدید و احیا کا زمانہ ہے۔ اس دور میں ہمیں پی اِیرو ترپاس المعروف بہ میتیس تازی او (1698-1782ء) (Pietro Trapass Metastasio) کے ہیجان انگیز ناٹک (Melo Dramas) (1707 - 1793ء) کارلو گولڈونی (Carlo Goldoni) کے شرفا کے نچلے طبقے اور عوام کے اوسط طبقے سے متعلق مقبول عام خوش انجام ڈرامے جزپے پری نی (1727-1793ء) کا منظوم طنزیہ روزال جورنو (Giorno) اور وتوریو الفیے ری (Vittorio Al-fieri) (1749-1803ء) کے المیاتی ناٹک ملتے ہیں۔ الفیے ری اطالوی المیاتی ڈرامے کا موسس ہے اور اس کے ناٹک جیسے "سال" (Saul) انٹی گونی (Antigone) اگامنن (Agamemnon) وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ اس دور کے دو اور قابل ذکر لکھنے والے ونچنسو مونتی (Vincenzo Mon-ti) (1754-1828ء) اور اوگو فوسکولو (Ugo Foscolo) (1778-1827ء) ہیں۔

انیسویں صدی

یہ رومانی تحریک کا دور ہے اور اس دور میں ہمیں بہت سے بڑے نام ملتے ہیں۔ جاکومو لے اوپاردی (Giacomo Leopardi) (1798-1837ء) اس عہد کی تغزلی (Lyri-cal) شاعری میں سب سے اونچا مقام رکھتا ہے۔ اس کا کلام جس کا مجموعہ "گیت" (کانتی) کہلاتا ہے اپنے گہرے خلوص، کسک اور تاثیر کی بنا پر اطالوی شاعری اور یورپ کی رومانی شاعری کے بلند پایہ نمونوں میں شمار ہوتا ہے اس دور کی دوسری اہم شخصیتوں میں السانڈرو منزونی (Alessandro Manzoni) (1785-1873ء) کا نام نمایاں ہے۔ وہ کثیر التصانیف ہے۔ شعر میں اس کا مجموعہ "مناجات" (انی ساکری) (Inni-Sacri) اور نثر میں اس کا ناول "دو منگیتر" (ای پرومیسی سپوزی) بہت مشہور ہیں۔ زبان کے مسئلے پر بھی منزونی نے بہت کچھ لکھا۔ ملاحظہ ہو "اطالوی زبان" جزوے کاروچی (Giusue Carducci) (1835-1907ء) پہلا اطالوی شاعر ہے جس کو 1906ء میں نوبل انعام عطا ہوا۔ اس کے علاوہ جووانی پاسکولی (1885-1912ء)-(Giovan-

(ni Pascoli جس نے زندگی کی چھوٹی چھوٹی فرومایہ چیزوں پر شعر لکھے اور گیبر لے دینسیو (Gabriele Dan-nuzio) (1863-1938ء) جو اپنی شاعری کے تشبیہاتی حسن اور غنائی آہنگ کی وجہ سے اپنی طرز کا استاد مانا جاتا ہے ایسے شاعر ہیں جنہوں نے اس دور کی تغزلی شاعری کو توانا بنا دیا ہے۔ ان کا شعری کارنامہ اتنا وسیع ہے کہ اس کے احاطے کی یہاں گنجائش نہیں۔ لوئی جی پیراندلو (Luigi Pi-randello) (1867-1936ء) جس کی کہانیاں ناول اور ناٹک یورپی شہرت کے حامل ہیں 1934ء میں نوبل انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

موجودہ دور

ہمارے اپنے دور کے لکھنے والے ان سماجی، معاشی اور سیاسی مسائل سے دوچار ہیں جو یا تو ماضی کا ورثہ یا حال کی پیداوار ہیں۔ اس عہد کے کہانی اور ناول لکھنے والوں میں گراتسیہ دلدا (Grazia Dalledda) (1871-1936ء) جووانی ویرگا (Giovanni Verga) انتونیو فوگسارو (An-tonio Fogazzaro) سلواتورے دی جاکدمو (Salva-tore Digiacodme) الدو پلازیسکی (Aldo Palaz-zeschi) (جو شاعر بھی ہے جووانی پاپی نی (Giovanni Papini) ایلیو وتورینی (Elio Vinorini) واسکو پراتولی نی (Vusco Pratolini) کارلو لیوی (Carlo Levi) رکاردو بکیلی (Riccardo Baccbelli) انیاتسیو سلونے (Ignazio Silone) چے زرے پویسے (Cesare Pavese) البیر تو موراویا (Alberto Moravia) وغیرہ کے نام مشہور ہیں۔ سسلی کے شاہی خاندان کے ایک فرد جوزپے دی لامپدوسا (Giuseppe Di Lampedusa) (متوفی 1907ء) کے ناول "چیتا" (Leopard) کو کلاسیکی امتیاز حاصل ہوا۔

نئے دور کے شاعر گرفتہ دلی اور مایوسی کا شکار نظر آتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ ایک بے تکلفی اور زندگی سے نزدیکی کے بھی قائل ہیں۔ دینو کمپانا (Dino Campana) گوید و گوتسانو (Guido Gozzano) فلپو توماز و مری نیتی (Filipo Tommaso Marinetti) جوزپے انگاریتی (Guiseppe Ungaretti) یوجینیو نوتالے (Eugenio Noutale) امبر تو صبا (Umberto Saba) اور سلواتورے کوازی مودو (SALVATORE QUASIMODO) شعری ادب کے مشہور نام ہیں۔

مصنفین کی توجہ کے لیے

قومی اردو کونسل تحقیقی و علمی ششماہی رسالہ فکر و تحقیق شائع کرتی ہے۔

فکر و تحقیق میں کسی بھی موضوع پر تحقیقی نوعیت کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ مضامین اور مقالے طبع زاد اور غیر مطبوعہ ہونے چاہئیں۔ نئے حقائق کی دریافت یا بازیافت پر مبنی مقالے کو ترجیح حاصل ہے یا پھر معلوم حقائق اور واقعات کی نئے رخ سے تحقیق کی گئی ہو۔ حقائق کی پیش کش میں استدلال اور منطق کا لحاظ رکھا جائے۔ انداز بیان اور انداز نقد معتدل ہو۔ افراط و تفریط اور جارحیت سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔ لب و لہجہ عالمانہ و محققانہ ہونا چاہیے۔

مضامین کی اشاعت یا عدم اشاعت کے سلسلے میں قومی اردو کونسل کا فیصلہ حتمی سمجھا جائے گا۔ مقالہ پر معاوضہ مقررہ شرح کے مطابق ادا کیا جاتا ہے۔

مضمون کی وصولیابی کی رسید ملنے کے بعد تقریباً ایک سال تک مرسلہ مضمون کہیں بھی اور کسی بھی صورت میں شائع نہ ہو۔ البتہ قومی اردو کونسل کی تحریری اجازت سے استثنائی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

فسانۂ آزاد سے

اقتباس

زیر نظر شمارے سے "فسانۂ آزاد" کی قسطوں میں اشاعت شروع کی جارہی ہے۔

فسانۂ آزاد کلاسیکی (ادب عالیہ) اہمیت کی حامل کتاب ہے یہ فنی اعتبار سے داستان اور ناول کے درمیان کی صنف ہے 1877ء میں اس کی پہلی قسط منشی سجاد حسین کے رسالے اودھ پنچ میں شائع ہوئی 1880ء میں مذکورہ داستان مکمل صورت میں منظر عام پر آئی۔

فسانہ آزاد نہ صرف زبان و بیان اور معاشرے کی عکاسی کی وجہ سے بلکہ اپنے دلچسپ کرداروں کے اعتبار سے بھی پرکشش ہے خوجی کو اپنی قرولی کے ساتھ زندہ جاوید کردار کی حیثیت حاصل ہے آزاد کا کردار بھی جاندار ہے۔ علاوہ ازیں فسانہ آزاد معلومات کا خزانہ بھی ہے۔ توقع ہے قارئین خاص طور پر طلبا کے لیے فسانہ آزاد کا مطالعہ کئی اعتبار سے بے حد مفید ہوگا۔

فسانہ آزاد کی تمام جلدیں قومی اردو کونسل نے شائع کردی ہیں طالب علموں کو رعایت بھی دی جاتی ہے۔

—ادارہ

دیباچہ راز نکتہ سازاں است ایں
فہرست خیال جاں گدازاں است ایں
تعویذ دل سخن طرازاں است ایں
طومار جنون عشق بازاں است ایں

سحر کاذب کے وقت، مرغ بے ہنگام نے گربہ مسکین کی آہٹ جو پائی، تو گھبرا کر ککڑوں کوں کی بانگ لگائی اور ہمارے حبیب(۱) لبیب دقیقہ رس، مسیح نفس، جو سر شام سے لمبی تانے، میٹھی نیند سو رہے تھے، یہ آواز خوش آیند سنتے ہی، کلبلا کر اٹھ بیٹھے۔ ادھر آنکھ کھلی، ادھر باچھیں کھل گئیں۔ دیکھتے کیا ہیں، کہ ابر نوبہار، نسیم مشکبار، نے تمام شہر کو نمونۂ گلزار ارم بنا دیا ہے۔ یہ شاعر آدمی حسن پرست، وارفتہ مزاج، رنگین طبع، آزاد منش، تاب کہاں کہ مکان کے قفس میں قید رہیں۔ بوئے گل کی طرح نکل کھڑے ہوئے۔ روشنی طبع کے صدقے، ایک ایک قدم پر ایک ایک مصرع ریختہ، موزوں ہوتا جاتا تھا۔ وہاں داد کون دے۔ خود ہی گردن ہلاتے جاتے تھے، اور احسنت و مرحبا وغیرہ کلمات زبان پر لاتے تھے، اور خود ہی جھک جھک کر سلام کرتے تھے۔

الغرض ہمارے دھن کے پکے حبیب، مجذوبوں کی قطع بنائے، چلے جاتے تھے، کہ دو مختلف الاوضاع حضرات نظر سے گذرے۔ ایک صاحب کی وضع دنیا سے نرالی، پتلون خاکی، جاکٹ کالی، کوٹ پیلا، ویس کوٹ ڈھیلا، گھنی ڈاڑھی، خرگوش کی جھاڑی، ہاف بوٹ پہنے، کھٹ پٹ کرتے ڈبل چال چلے جاتے ہیں۔ دوسرے بزرگوار، زیبا اندام، نازک خرام، گلفام، کیچل لیٹ کا دھانی رنگا ہوا کرتہ اس پر روپیہ گز والی مہین شربتی کا تنن کر توئی کا چست انگرکھا۔ گلبدن کا چوڑی دار گھٹنا پہنے، بیسواؤں کی طرح پٹیاں جمائے، عطر

عروس لگائے، ککے دار ماشہ بھر کی ننھی سی ٹوپی، آلچین سے اٹکائے۔ ہاتھوں میں منھدی، پور پور چھلے، آنکھوں میں سرمے کی تحریر، چھوٹے پنچے کا زرد مخملی چڑھواں جو تازیب پا کیے ہوئے، ایک عجیب لوچ سے کمر لچکاتے، پھونک پھونک کر قدم دھرتے چلے آتے تھے۔ انھوں نے ان کو اور انھوں نے ان کو خوب غور سے گھورا اور ہمارے حبیب لبیب نے دونوں پر ایک ایک نظر غلط انداز ڈالی۔ چتونوں سے تاڑ گئے، کہ دونوں ڈھن کے پکے ہیں۔ اتنے میں حضرت نازک بدن نے مسکراتے ہوئے آواز دی۔ اب دل لگی دیکھیے، کہ کس لطف کی نوک جھونک ہوتی ہے۔

نازک بدن: میاں جانے والے! اے ذری ادھر تو دیکھو! الٰہی ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں۔ میرا کلیجہ بلیّوں اچھلتا ہے۔ بھری برسات کے دن اے ہے! کہیں پھسل نہ پڑیں، تو قہقہہ اڑے۔ یار لوگوں کو دل لگی ہاتھ آئے۔ ان بیچارے کی کھوپڑی پر جائے۔ حضرت سنبھلے ہوئے۔

جانے والا: (ٹھہر کر) ارشاد، آپ اپنا مطلب فرمائیے۔ میرے پھسلنے کی فکر نہ کیجئے۔

نازک بدن: گرئیے گا تو مجھ سے ضرور پوچھ لیجئے گا۔

جانے والا: بہت خوب، ضرور پوچھ لوں گا، بلکہ آپ کو ساتھ لے کر گروں تو سہی۔ نیچے آپ ہوں، اوپر بندہ انشاءاللہ۔

نازک بدن: آپ نے یہ کیسی نیم ٹر قطع بنائی ہے۔ کہیں گڈا میر کی پھبتی آپ ہی پر تو لوگ نہیں کہتے ہیں؟

جانے والا: آپ کو یہ زنانوں کی وضع کیسی بھائی ہے، یہ چھمّی جان آپ ہی تو نہیں مشہور ہیں۔

چھمّی جان: (وہی نازک بدن) خدا کی قسم آپ کے کالے کپڑوں سے میں سمجھا، کہ بنڈیلا کسم کے کھیت سے نکل پڑا میاں آزاد، جو سنا کرتے تھے وہ آپ ہی تو نہیں ہیں؟

جانے والا: قسم حضرت عباسؑ کی میں آپ کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ کوئی زنانہ مٹکتا جاتا ہے۔ یا پنچہ کش ساقن مردانہ بھیس میں آتی ہے۔

چھمّی جان: واللہ آپ کی دھج ہی نرالی ہے۔ یہ ڈبل کوٹ، اور لکڑ توڑ بوٹ، ماشاءاللہ ثم ماشاءاللہ۔

آزاد: اللہ رے تیرے دستِ حنائی۔ اُف ری تیری دلربائی، یہ لگاوٹ، یہ سجاوٹ، یہ لوچ، نازک کمری، یہ دیدے کی صفائی، یہ شوخ نظری، خدا اس چشم سرگیں کو عین الکمال کے اثر سے بچائے اللہ تم کو مرڈوا بنائے۔

چھمّی جان: اس وقت آپ ایسے بدحواس، کہاں بگٹٹ بھاگے جاتے تھے۔ سچ کہیے گا آپ کو ہماری جان کی قسم۔ ہمارا ہی لہو پیے جو لگی لپٹی بات کہے۔

آزاد: آج پروفیسر لاک صاحب، زبانِ پاک سنسکرت کی اشرفیت پر لکچر دینے والے ہیں۔ یہ بزرگوار بڑے مقدس اور عالم یگانہ، یکتائے زمانہ، مشہور دیار امصار ہیں ان کی زیارت سے برکت ہے۔

چھمّی جان: لاحول ولا قوۃ۔ بھئی قسم خدا کی، کتنے بھونڈے ہو۔ کتنا خراب مذاق ہے۔ پروفسیر صاحب کے مشہور ہونے کی ایک ہی کہی ہم اتنے بڑے ہوئے آج تک نام بھی سنا ہو تو قسم لیجئے۔ کیا دُنی خاں سے زیادہ مشہور ہیں؟ نام زبان پر آتے ہی لطفِ صحبت آنکھوں میں پھر گیا اور تو نہیں جانتا۔ بھئی جو کہیں، تمھارے گھونگریالے بال۔ ایک دفعہ بھی اس کی زبان سے سن لو تو عمر بھر نہ بھولو واللہ! کیا ٹیپ دار آواز ہے بس یہ معلوم ہوتا ہے کوئی بین بجا رہا ہے مگر تم ایسے کوڑھ مغزوں کو گلے بازی اور نازک آوازی، سے کیا واسطہ۔ تم تو پروفیسر صاحب کے پھیر میں ہو۔ تڑکا ہوا اور چلے لکچر سننے۔ ایسے مذاق پر تین حرف۔

آزاد: بندہ پرور مجھے جو کچھ صلواتیں سنانا ہو سنا لیجئے۔ الّو بنا لیجئے۔ مگر برائے خدا، ایسے طیب النفس فخر بنی نوع انسان بلیغ

نکتہ داں، بزرگوار کے حق میں تو کلماتِ خرافات زبان سے نہ نکالیے۔ آج وہ تمام یورپ میں محقق اکمل، فاضل اجل، سمجھے جاتے ہیں، اور ہزاروں آدمی اس عالم متبحر کی تحقیق انیق سے فیض پاتے ہیں؟

گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی ست
وسعتِ[1] مشاطہ چہ باحسن خداداو کند
(حافظ)

چمنی جان: کیوں حضرت یہ شعر کس دُھن میں ہے؟ واللہ گانے کے لائق ہے۔

آزاد: آپ پر خدا کی سنوار۔ اور آپ کی دُھن پر شیطان کی پھٹکار۔ اے توبہ! شعر کی تعریف کرنا درکنار کہنے لگے کہ یہ کس دھن میں ہے۔ دھن کسی ڈھاڑی بچے سے پوچھیے، میں دھن ون نہیں جانتا۔ وزن، تقطیع بحر، البتہ پوچھیے تو تشفی کر دوں۔ آپ تو میں دیکھتا ہوں لے میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ بندہ نواز! اس ناچ رنگ نے آپ کی یہ گت بنائی کہ مونچھ اور ڈاڑھی کتروائی۔ منھدی لگائی۔ عورتوں کی وضع بھائی۔ للہ اب تو مردوے بنجاؤ۔ ان باتوں سے باز آؤ۔

چمنی جان: جی تو آپ کے پروفیسر لاک کے پاس چلا جاؤں۔ آپ کے پیر مغاں کی بیعت لاؤں۔ آدمی سے تخت بن جائیں۔ اپنے کو آپ کی طرح گڈاہی بناؤں۔ آپ کسی گلی کوچے میں نکلیں، تو واللہ! اس وضع پر کتے فنگوی لیں۔ اپنی وضع تو دیکھیے۔ ہمیں پر شیر ہیں۔ خود را فضیحت و دیگراں رانصیحت۔

آزاد: اب یہ فرمایئے کہ اس وقت آپ کہاں کے ارادے سے نکلے ہیں؟

چمنی جان: کل شب کو تین بجے تک ایک رنگیلے دوست کے یہاں محفل رقص وسرود میں شریک تھا۔ واللہ وہ پیاری پیاری صورتیں دیکھنے میں آئیں، کہ واہ جی واہ۔ کس کا اٹھنے کو دل چاہتا ہو۔ جلسہ برخواست ہوا، تو بس کلیجے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر ہم بھی بادلِ سرد، اٹھ کھڑے ہوئے لیکن دل زُلفِ مہوشاں ہی میں پھنسا تھا۔ رات بھر کانوں میں چھما چھم کی آواز آیا کی۔ پریوں کی پیاری پیاری صورت آنکھوں میں پھرا کی۔ ایک ایک جو وہاں تھی، دنیا سے نرالی، فتنۂ زمانہ، آفت ڈھانے والی، جسے دیکھو نور کا عالم، چندے آفتاب، چندے ماہتاب، مگر وہ چاند سا مکھڑا نہ بھولے گا، نہ بھولے گا۔ ہائے مرتے دم تک نہ بھولے گا زاہد صد سالہ، بھی دیکھے تو اس بت بے پیر کی پرستش کرے۔ اب اس وقت جھٹ پٹ پھر جاتے ہیں۔ ذرا آنکھیں سینک آئیں۔ بھیرویں اڑ رہی ہوگی۔ "رسیلی نینوں والیوں نے پھندا مارا۔"

آزاد: کل فرصت ہو تو ہم سے ملیے گا۔

چمنی جان: کل تو ملنا معلوم۔ کل تک تو نیند کا خمار رہے گا۔

آزاد: اچھا جانے دیجئے، پرسوں سہی۔

چمنی جان: پرسوں، اے پرسوں تو فغفور چین[2] بھی یاد فرمائیں تو بندہ نہ جانے کا پرسوں نواب صاحب کے ہاں بٹیروں کی پالی ہے۔ مہینوں سے بٹیر تیار کیے ہیں۔ دو دو پنجے تو کسا لیں، ادھر یا ادھر دیکھیے تو میری ٹوری کیسی بڑھ بڑھ کے لات دیتی ہے، کہ اچھے اچھے بٹیر ایک ہی منھ میں ٹوک دم بھاگیں۔

آزاد: خیر صاحب! پرسوں نہ سہی دوشنبہ کے دن ملیے۔

چمنی جان: دوشنبہ کو تڑکے سے بانے کی کنکیاں لڑیں گی۔ ابھی بنارس سے بانا منگایا ہے۔ واللہ ماہی جال کی کنکیاں، ایسی سدھ ہیں کہ ہر دم قابو میں۔ موڑو، غوطہ دو، کھینچو، جو چاہو سو کرو، جیسے اصیل گھوڑا۔ بھئی کھینچ میں تو ولایتی اپنے فن کا جالینوس ہے۔

آزاد: الٰہی خیر! اچھلیے سہ شنبہ یوں گیا۔ چہار شنبہ کو فرصت ہے۔

چھمی جان: واہ وا، واہ، چہار شنبہ کو تو بڑے ٹھسے سے بھٹیاریوں کی لڑائی ہوگی۔ دیکھیے تو کیسی کیسی پریزاد بھٹیاریاں، کس بانکی ادا سے ہاتھ چمکا کر، انگلیاں مٹکا کر لڑتی ہیں اور کیسی بے نقط سناتی ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔

آزاد: پنجشنبہ کو تو ضرور ملنا ہوگا۔ تم کو واسطہ خدا کا۔

چھمی جان: حضرت آپ تو بڑے مزچڑے ہیں۔ ملوں تو سب کچھ جب فرصت بھی ہو۔ یہاں مرنے تک کی تو فرصت نہیں۔ اب کی نوچندی جمعرات ہے۔ خدا جانے کس کس کے وعدے وفا ہوں گے۔ برسوں سے منتیں مانی ہیں۔ آپ کو دنیا و مافیہا کی خبر تو ہے ہی نہیں۔ آپ کو تو بس ایک پروفیسر صاحب اور دوسرے لکچر سے سروکار ہے۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

آزاد: بس قبلہ! ملنا ملانا معلوم۔ فرصت عنقا، ملاقات معدوم۔ آج مرغ لڑائیے گا کل پتنگ چھپکائیے گا۔ پرسوں بٹیروں کی پالی میں جائیے گا۔ کہیں محفل رقص و سرود آراستہ ہوگی۔ کہیں بزم طرب پیراستہ ہوگی۔ آپ رونق افروز نہ ہوں، تو رنگ کیوں کر جمے۔ ارباب نشاط کا فروغ آپ کے دم سے۔ جلسے کا لطف آپ کے فیض قدم سے۔ میلا ٹھیلا تو کوئی آپ سے کاہے کو چھوٹتا ہوگا۔ پھر بھلا ملنے کی کون صورت:

ہمیں لکچر سے اور تم کو تھرکنے سے کہاں فرصت (۴)
چلو بس ہو چکا ملنا نہ یاں فرصت نہ واں فرصت

الوداع یار زندہ و صحبت باقی۔ جیئیں گے تو مل رہیں گے۔

چھمی جان: اے تو خداوند آپ روٹھے کیوں جاتے ہیں۔ بے سبب، بے خطا، یہ جور و جفا:

تعلیم جفا کردو و وفا ہیچ نیاموختی
ایں درس غلط بحث بر استاد تو دارم

آزاد: لے حضرت! واسطے خدا کے اب مجھے آزاد ہی کیجے۔ باتیں آپ کرتے ہیں، وحشت مجھے ہوتی ہے۔ آپ کے ان اشغال پر تین حرف، ل۔ع۔ن۔ آپ کا اور ہمارا میل جیسے گنگا اور مدار کا ساتھ۔ بندے کو کتب بینی کا شوق، آپ کو تال دھن کا ذوق۔ میں شعر کی تقطیع کرتا ہوں آپ ڈھن پر سر دھنتے ہیں۔ جائیے، ٹھنڈے ٹھنڈے، ہوا کھائیے۔ دیکھیے بھیرویں کا لطف جاتا ہے۔ گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا ہے۔

چھمی جان: بھئی قسم ہے جناب امیر علیہ السلام کی کہ اب ناچ دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ وہ چمک دمک اب کہاں۔ وہ دھوم، نہ وہ سامان، وہ ولولہ، نہ وہ ارمان، دل ہی بجھ گیا۔ مگر پرانی صحبتیں دیکھی ہیں۔ جہاں طبلے کی تھاپ، پائیں کی ٹمک سنی، وہیں جا دھمکے اور میاں جو لطف ہم نے دیکھے ہیں ہفت اقلیم کے بادشاہ کسی خاقان کج کلاہ، خسرو گیتی پناہ، کو خواب میں بھی نصیب نہ ہوئے ہوں گے۔ یہ قیصر(۵) باغ، روکش باغ نعیم، نمونۂ فردوس بریں تھا۔ جدھر دیکھو سبزان گلابی پوش جدھر جاؤ رندان ساغر نوش۔ کہیں پریوں کا ہجوم، کہیں ماہرویوں کی دھوم، کوئی رشک شاہدان چنگل۔ کوئی کالبدر فی النجوم۔ وہ ترچھی چتون، وہ دلربائی، وہ شوخی، وہ رنگین ادائی، عشاق خستہ جاں، زار و نالاں، ہجر میں دم توڑتے جاتے ہیں چاہے عاشقوں کی جان جائے۔ مگر وہ نظر اٹھا کر دیکھیں، تو معشوق پن کیا، اُف ری غرور اف ری ادا:

غرور حسن اجازت، مگر نداد ای گل (۶)
کہ پرسشی بکنی عندلیب شیدا را

بڑے بڑے زہاد صد سالہ تسبیح و تہلیل بھول گئے۔ اچھے اچھے متشرع ان کے مصحف رخ کا کلمہ پڑھنے لگے۔ ایک بانکی ادا نے برسوں کی ریاضت خاک میں ملا دی:

پنجہ زد عشقش لباس پارسائی پارہ شد
طاعت صد سالہ تاراج یک نظارہ شد

ہے ہے اب یہاں رہ کیا گیا۔ گلی کوچوں میں کتے لوٹتے ہیں۔

سو جب سے دو گنڈے کتا ملنے لگا۔ اب وہ بھی نظر نہیں آتے۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ساقنوں کے مزاج نہیں ملتے تھے۔ بانکے ترچھے رئیس زادے، ایک ایک دم کی دو دو اشرفیاں کھناکھن اور چھنا چھن پھینک دیتے تھے یا اب ایک زمانہ ہے کہ شہر بھر میں اس سرے سے اس سرے تک شمع لے کر ڈھونڈھیے تو شمع راعجریں مو۔ عربدہ جو۔ محبوب آئینہ زانو کا پتا نہیں، میدان خالی۔ نہ جندر نہ مندر، نہ پارہ والی۔ کل محمد علی کی دکان سے دو سیر خمیرا بنوا کر فرنگی محل سے نئی سڑک کی طرف جو نکلا، تو نکڑ پر ایک ہاتھی بندھا دیکھا۔ سونڈ سے گھاس اچھال رہا تھا، پوچھا کیوں میاں یہ کس کا ہاتھی ہے۔ ایک خوش قطع، خوش وضع، جوان بول اٹھا، کہ حضرت یہ بی حیدر جان کا ہاتھی ہے۔ قسم خدا کی جھوٹ بولنا اور سور کا کھانا برابر ہے۔ واللہ ایسا مسرور ہوا کہ آنکھیں پر نم ہو گئیں۔ سر جھک گیا دل بھر آیا اللہ رے عروج۔

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے
نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہے

شکر ہے خداوندا کہ لکھنؤ میں اب بھی ارباب ہمم موجود ہیں اور ہیں نہیں تو دنیا کیوں کر قایم ہے۔ واللہ جو کسی سے ملنے کو جی بھی چاہتا ہو۔ وہ لوگ ہی نہیں۔ وہ صحبتیں ہی نہیں، وہ چہل پہل نہیں۔ واللہ قیصر باغ کی بہار، اور مہوشانِ پری پیکر کا نکھار، اس وقت آنکھوں میں پھر گیا۔ جس طرف نکل جاؤ سُر خا سُرخ، گلِ لالہ کھلا ہے۔ اور اس گلِ لالہ کی بہار میں غنچہ دہاں، گل اندام، گلفام، گلرنگ، گلبدن، عجب ٹھسّے سے چمک چمک کے چھپ چھپ کر چھب دکھاتے تھے۔ نور کا عالم، دن عید، رات شب برات، اس کا اکھاڑ اگر د، پرستان مات۔ اگر ہرے بھرے درخت کے سایہ میں کوئی سرو قد چھپ رہا تو شجر کو نہال کر دیا۔ کلیوں نے کسی غنچہ دہن کو دیکھا اور کھل گئیں۔ نرگس شہلا کی نظر بازی، سوسن کی زبان درازی، بلبل کی خوش آوازی، الغرض باغ نزہت آگیں، اور حسینانِ زہرہ جبیں، اور اس کے فریدوں فر، جم جاہ، مکیں پر گلزار ارم، حورانِ بہشت اور ملائکہ نوری کا دھوکہ ہوتا تھا۔

(۱) فسانہ آزاد کا پہلا کردار حبیب لبیب۔ یہ نہایت خوش مذاق اور نکتہ سنج انسان معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا کردار آزاد اور تیسرا چمّی جان یہ دونوں نہایت تیز وطرار ہیں۔

(۲) آزاد اور چمّی جان یہ دو دلچسپ کردار ہیں، دونوں ذہین اور حاضر جواب۔ اگر ایک محاورے میں بات کرتا ہے تو دوسرا اس معیار کے روزمرہ میں جواب دیتا ہے۔ فقرہ بازی میں بھی دونوں برابر ہیں۔ حبیب لبیب، دونوں میں رابطہ کا کام کرتا ہے اور عقل د ہوش کی باتیں کر کے مشکلات کا حل تلاش کرتا ہے۔

(۳) زمانہ قدیم میں چین میں فغفور نامی حکمراں گذرا ہے اس کے خاندان کا ہر بادشاہ فغفور چین کہلاتا تھا۔ یہ بہت مشہور اور زبردست خاندان تھا۔ سکندر رومی کے بعد وہ باسٹھ سال حکمراں رہا۔ فغ چینی زبان میں بت کو کہتے ہیں اور فور بیٹے کو۔ یعنی بت کا بیٹا۔

(۴) سرشار عبارت آرائی کے دوران، اردو اور فارسی شعر کے اشعار لکھتے چلے جاتے ہیں۔ شاعر کا حوالہ نہیں دیتے۔ اس کا سبب یہ ہوگا کہ اس زمانہ میں یہ اشعار۔ مشہور اور مروج ہوں گے۔ اور انھوں نے حوالے کی ضرورت نہ سمجھی ہوگی۔ یا سرشار کو یہ اشعار یاد تو ہوں گے لیکن قلم برداشتہ لکھتے وقت شاعر کا نام اور اس کا عہد یاد نہ رہا ہوگا۔ بعض مقامات پر نام لکھے ہیں۔ بہت سے اشعار ایسے بھی نظر آتے ہیں، جن کے متعلق گمان غالب ہے کہ خود سرشار نے موقع کی مناسبت سے تصنیف کیے ہیں۔

(۵) لکھنؤ میں واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی تعمیر کرائی ہوئی مشہور عمارت اور باغ۔

(۶) حافظ کے بعض نسخوں میں غرور منت ہے۔ سرشار نے خواجہ حافظ شیرازی (متوفی 792ھ) اشعار میں سے زیادہ پیش کیے ہیں۔ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو حافظ کا کلام بہت پسند تھا اور بکثرت اشعار حفظ تھے جیسا کہ آیندہ صفحات کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔

ہندوستان کا شاندار ماضی " سے

اقتباس

رگ وید کے دیوتا

ہندوستان کے قدیم ترین مہذب باشندے کسی دیوی ماتا کی اور ایک سنگ والے زرخیزی کے خدا کی پوجا کیا کرتے تھے، ان کے مقدس درخت اور جانور ہوتے تھے، ان لوگوں کی مذہبی زندگی میں مذہبی اشنان بڑی اہمیت رکھتے تھے۔ ہڑپا کے لوگوں کے مذہب کے بارے میں اتنی سے زائد کچھ باتیں کہی گئی ہیں اور لکھی گئی ہیں لیکن قابلِ فہم کتب کی عدم موجودگی میں اس مذہب کی مزید تعریف و توجیہہ کی کوشش محض تخلیقی ہے، ہڑپا کے لوگوں کے مذہب کی بعض خصوصیات عہد مابعد میں ایک دوسری شکل میں نمودار ہوئیں اور ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مذہب کبھی بھی ختم نہیں ہوا بلکہ کمتر درجہ کے لوگ اس پر عمل کرتے رہے۔ اور اس میں دیگر معتقدات اور فرقے سے روابط کی وجہ سے نشوونما ہوتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اتنی قوت فراہم کرلی کہ دوبارہ نمودار ہوگیا اور زیادہ تر ہندوستان کے آریائی حکمرانوں کے مذہب پر اس کو غلبہ حاصل ہوگیا۔

رگ وید میں جو ایک ہزار اٹھائیس مناجاتیں ہیں ان سے ہمیں ابتدائی آریوں کے مذہب کے متعلق وافر معلومات حاصل ہوتی ہیں، رگ وید دنیا میں وہ قدیم ترین مذہبی کتاب ہے جس کو آج بھی مقدس سمجھا جاتا ہے اور جس کی ترتیب غالباً ڈیڑھ ہزار اور نو سو قبلِ مسیح کے درمیان عمل میں آئی۔ رگ وید ان مناجاتوں کا مجموعہ ہے جو امیرانہ آریائی فرقے کی مذہبی رسوم کی ادائیگی کے مواقع پر مستعمل ہوتی تھیں، بقیہ تین وید، یعنی سام وید، یجروید، اور اتھر وید دوسرے انداز کی کتابیں ہیں ایک مؤرّخ کے لیے سام وید بالکل بے کار ہے، کیوں کہ رگ وید ہی کی بعض ان مناجاتوں کا مجموعہ ہے جو خاص کلیسائی مقاصد کے لیے ہیں۔ یجروید کے تقریباً ایک یا دو صدی بعد مرتب ہوا نثر و نظم میں عبادات کے اس طریقہ پر مشتمل ہے جس پر "ادھ وریو" کو عبادت کے عملی پہلو کی ادائیگی کے وقت عمل کرنا ہوتا تھا اس کے متعدد مصحفہ نسخہ جات تھے جن کی دو قسمیں تھیں ایک نسخہ اسود تھا جس میں نمایاں ہدایات کے ساتھ کچھ اصول و ضوابط تھے، دوسرا نسخہ ابیض تھا جس میں ضمیمہ کے طور پر مفصل ہدایات مندرج تھیں جس کو برہمنہ کہتے ہیں، اتھر وید میں صرف کچھ منظوم جادو منتر ہیں اور اس کو یقینی طور پر یجروید کے بعد ترتیب دیا گیا ہے، اس میں بہر حال مظاہر پرستی اور رگ وید کے مقابلے میں ادنیٰ تمدنی معیار پر چھوٹے موٹے جادو ٹونے کی چیزیں ہیں جن کا ماخذ آریوں کا عوامی مذہب تھا اور جس میں بہت سے غیر آریائی عناصر بھی تھے ضخیم براہمن جو ویدوں کے ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے اور پراسرار "ارن یک" اور "اپنشد" جو براہموں کا ضمیمہ ہیں اس ادب کو مکمل کرتے ہیں جو عام طور پر "وری" کہا جاتا ہے برہموں میں جو مواد فراہم کیا گیا اس کا تعلق خاص طور سے آٹھ سو اور "چھ سو قبل مسیح کے درمیانی وقفہ سے ہے اور قدیم ترین اپنشد حالیہ برہموں سے پہلے کے ہیں حالانکہ کچھ

اپنشد یقینی طور پر بہت بعد کے ہیں، جن لوگوں نے اس ادب کو ترتیب دیا ان کا مذہب بعد کے ہندوستانیوں کے مذہب جیسا نہیں تھا اور بہت سے علما اس کو "برہمنیت" یا "ویدیت" کہتے ہیں تاکہ اس کو "ہندویت" سے متمائز کر سکیں کیوں کہ "ہندویت" سے اس کا وہی تعلق ہے جو مندر کی ذیلی یہودیت اور عہدِ مابعد کی مجلسی یہودیت کے درمیان تھا۔

رگ وید کے زیادہ حصوں کو ناقص طور پر سمجھا گیا ہے اس کی قدیم ترین تفسیر یاسک کی "نرکت" ہے جو شاید پانچ سو قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی ابتدائی دور میں برہمنوں نے بہت سے متروک الفاظ کے صحیح معانی بھلا دیے تھے لیکن رگ ویدی مذہب کے خاص خاص خط و خال بہت واضح ہیں خاص طور پر دیوتاؤں کی عبادت ہوتی تھی دیوتا کا لفظ لاطینی دیوس سے مشتق ہے اس لفظ کی اصل دیو ہے، اس کا تعلق روشنی اور چمک سے ہے، اس طرح اس لفظ کے معنی ہوئے چمکتے ہوئے لوگ، آریوں کے ابتدائی دیوتا یونانیوں کے دیوتاؤں کی طرح آسمان سے متعلق تھے اور ان کی اکثریت ذکور کی تھی، رگ وید میں چند دیویوں کا بھی ذکر ہے، مثلاً پرتھوی جو زمین کا ایک مبہم اور نادر مجسمہ ہے دوسری دیوی "ادیتی" ہے جس کی شخصیت بہت پُر اسرار اور نازک ہے دیوتاؤں کی عظیم ماں اوشا ہے جو صبح کی دیوی ہے اور اس کو بہت سی مناجاتوں میں مخاطب کیا گیا ہے، راتری جو رات کی روح ہے جس نے ایک بڑی خوبصورت مناجات میں خود کو مخاطب کیا ہے اور آرنئر یہ یائی دیوی ہے جو جنگلوں کی خاتون ہے یہ فطرت کی ایک غیر اہم دیوی ہے جس کی تعریف بعد کی ایک مناجات میں ملتی ہے ان میں سے کوئی بھی آریائی عقائد میں اہم کردار ادا نہیں کرتی تھی۔

بہت ہی قدیم عہد میں آریوں کے آباواجداد ایرانی، یونانی، رومی، المانوی، سلاوی اور کلٹ اقوام کا بھی قریب قریب ایسا ہی مذہب تھا لیکن جب آریہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس وقت ان کا مذہب ہند یورپی مذہب سے مختلف ہو چکا تھا۔ ہند یورپی اقوام کا سب سے بڑا دیوتا یونانیوں میں دیوس اور لاطینیوں میں پیٹر کی حیثیت سے معروف ہے آریوں میں دیایوس کے نام سے جانا جاتا ہے یہ آسمان کی تجسیم تھا لیکن اس دیوتا کا چراغ پہلے ہی گل ہو چکا تھا، آسمان کے دیوتا کا ذکر اکثر دوسرے دیوتاؤں کے باپ کی حیثیت سے ہوتا ہے لیکن اس کے اعزاز میں ہمیں کوئی قصیدہ نہیں ملتا اور اس کو اس کی اولاد نے پس پشت ڈال دیا۔

آریائی جنگ باز کے نقطہ نظر سے عظیم ترین دیوتا "اندر" تھا جو بیک وقت جنگ کا دیوتا بھی تھا اور موسم کا بھی اگرچہ اس کا نام مختلف تھا لیکن وہ اپنی بیشتر خصوصیات میں یونانی دیوتا "ذیوس" اور البانی دیوتا "تھور" سے مشترک تھا وہ اندر لو (ٹانس) کی حیثیت سے آریوں میں سر فہرست تھا اور اس نے داسوں کے قلعہ کو تباہ کر ڈالا تھا اندر پلوس کی حیثیت سے ورت کو قتل کیا جس نے پانی روک لیا تھا اور اس طرح جھلستی ہوئی زمین کو بارش سے سیراب کیا۔ اندر کا تعلق بادوباراں سے تھا اور ذیوس اور تھور کی طرح اس کے ہاتھوں میں بھی رَعد ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے دشمنوں کو تباہ و برباد کرتا ہے، اندر ایک تعیش پسند اور آوارہ گرد دیوتا کی حیثیت رکھتا تھا جو شراب و کباب کا شائق تھا عام تشریح و توضیح کے مطابق ایک مناجات میں اندر کو بدمستی کے عالم میں دکھایا گیا ہے جو ساغرومینا میں مصروف ہے حالانکہ اس مناجات میں ایک ایسے پجاری کی ترجمانی ہوتی ہے جس نے خوب سیر ہو کر مقدس سوم رس پیا ہے:۔

"وحشت آگیں بادِ صرصر کی طرح سے
اس کے جرعوں نے میرے اندر بالیدگی پیدا کر دی

ہے کیا میں سوم رس پیتا رہا ہوں؟
ان محرکوں نے مجھے اوپر اُٹھادیا ہے
جس طرح تیز رو گھوڑے رتھ کو اوپر اٹھادیتے ہیں کیا
میں سوم رس پیتا رہا ہوں؟
وحشت نے میرے اوپر غلبہ حاصل کرلیا ہے
جس طرح ایک بچھڑے کی محبت گائے پر حاوی
ہوجاتی ہے، کیا میں سوم رس پیتا رہا ہوں؟
جس طرح ایک بڑھئی رتھ کی نشست گاہ کو موڑ دیتا ہے
اسی طرح میں اس وحشت کو اپنے دل کی طرف موڑ
دیتا ہوں کیا میں سوم رس پیتا رہا ہوں؟
میری آنکھوں میں ان پانچوں
قبیلوں کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے جتنی ایک تنکے کی
ہوتی ہے کیا میں سوم رس پیتا رہا ہوں؟
یہ آسمان
میرے نصف کے بھی برابر نہیں ہیں کیا میں سوم
رس پیتا رہا ہوں؟
اپنے وقار و شکوہ میں
میں ان آسمانوں اور اس زمین سے آگے بڑھ چکا ہوں
کیا میں سوم رس پیتا رہا ہوں؟
میں زمین کو اوپر اٹھالوں گا
اور اس کو چاہے یہاں رکھ دوں چاہے وہاں، کیا میں
سوم رس پیتا رہا ہوں؟"

[redacted]

بچوں کا ادب

اردو کی کہانی	سید احتشام حسین	۸_۲۵
ننھی جل پری	ہانس کرسٹیان انڈرسن / ہرچرن چاولہ	۳_۷۰
مولانا روم کی کہانیاں	محمد حفیظ الدین	۲_۵۰
اوڈیسی	ہومر / اطہر پرویز	۷_۰۰

سائنس اور تکنیک

انسانی ارتقا	ایم۔ آر۔ ساہنی / احسان اللہ	۱۳_۷۵
مفتاح التقویم	حبیب الرحمٰن خاں صابری	۲۸_۰۰
پیڑ پودوں پر وائرس کی بیماریاں	رشید الدین	۶_۵۰
فرہنگ اصطلاحات کیمیا	اے۔ کے۔ پرولکر / علی ابن الحسین زیدی	۷_۲۵
ارضیات کے بنیادی تصورات	ڈی۔ ابروچیف / ماجد حسین	۲۲_۰۰
برقی توانائی	انجم اقبال	۱۲_۰۰
راست اور متبادل کرنٹ	عبدالرشید انصاری	۱۵_۰۰

دیس دیس کی کہانیاں سے　　　نو مشقوں کے لیے

اقتباس

مفت کی روٹی

ایک کسان اپنے بیلوں کے لیے گھاس چھیل رہا تھا۔ جب دوپہر ہوئی تو وہ ایک جھاڑی کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اور روٹی نکال کر کھانے لگا۔ ابھی اُس نے کھانا ہی شروع کیا تھا کہ ایک بھیڑیا آگیا۔ اور بڑی عاجزی کے ساتھ کسان سے بولا۔

"بھیّا کسان! کیا کھا رہے ہو؟"

"روٹی۔" کسان نے جواب دیا۔"

"کیسی ہوتی ہے روٹی؟" بھیڑیے نے پوچھا۔

"بڑی مزے کی۔" کسان نے روٹی کا مزا لیتے ہوئے جواب دیا۔

"تب تو مجھے بھی چکھاؤ۔" بھیڑیے نے زبان نکالتے ہوئے کہا۔

"ضرور چکھو۔" کسان نے یہ کہہ کر ایک روٹی بھیڑیے کو بھی دے دی۔

روٹی کھا کر تو بھیڑیے کو خوب مزا آیا۔ اپنے ہونٹ چاٹتے ہوئے بولا۔ "سچ مچ بڑے مزے کی ہے روٹی۔ ذرا مجھے بھی بتاؤ۔ کیسے مل سکتی ہے؟"

کسان نے کہا۔ "اچھی بات ہے۔ میں تمھیں بھی بتاتا ہوں کہ روٹی کیسے ملتی ہے۔ بھیّا پہلے تمھیں زمین جوتنی پڑے گی۔"

"پھر مل جائے گی مجھے روٹی۔" بھیڑیے نے بیچ میں ٹوکتے ہوئے کہا۔

کسان نے کہا۔ "صبر کرو بھائی۔ صبر کرو۔ ابھی روٹی کہاں، جب زمین کو اچھی طرح جوت لو پھر تمھیں

زمین پر پٹیلا پھیرنا پڑے گا کہ مٹی کے ڈھیلے ٹوٹ جائیں۔"

"اچھا تو پٹیلا پھیرنے کے بعد روٹی مل جائے گی۔" بھیڑیے نے خوشی سے دُم ہلاتے ہوئے کہا۔

کسان اس کے پھر ٹوکنے پر چڑ گیا اور بولا۔ پہلے پوری بات تو کہہ لینے دو خواہ مخواہ بیچ میں ٹوکتے ہو ابھی تو تم کو اناج بونا پڑے گا۔"

"تب جا کر کہیں روٹی تیار ہو گی۔" بھیڑیے نے ہونٹ چاٹتے ہوئے کہا۔

"ابھی کہاں ابھی تو فصل کا انتظار کرنا پڑے گا۔ سردی گزرنے تک، ہولی تک کہیں فصل پک کر تیار ہوتی ہے۔"

"افوہ۔" بھیڑیے نے ٹھنڈی سانس بھری۔ "بڑا انتظار کرنا پڑے گا، لیکن اس کے بعد تو بہت سی روٹی کھانے کو ملتی ہے۔"

"ابھی کہاں۔ ابھی سے روٹی کیسے ملے گی۔" کسان نے بھیڑیے کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ابھی روٹی کہاں ملے گی۔ پہلے اناج کاٹنا ہو گا، اس کے گٹھے بنانے ہوں گے، پھر گٹھوں کا ڈھیر بنانا ہو گا، ہوا اس کا بھوسا اُڑائے گی اور دھوپ اُس کو سکھائے گی اس کے بعد اسے پھٹکنا پڑے گا۔"

"تب کہیں جا کر مجھے روٹی ملے گی۔" بھیڑیے نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

کسان نے چڑ کر کہا۔ "بڑے بے صبر ہو اتنی دیر سے یہی رٹ لگائے ہو۔ ارے بھائی! ابھی تو اناج کو بوروں میں بھرنا پڑے گا پھر بوروں کو چکی پر لے جانا پڑے گا چکی پر اناج پسے گا تو کہیں اس کا آٹا بنے گا۔"

"بس اب تو روٹی ملے گی بڑا انتظار کرنا پڑتا ہے روٹی کے لیے۔"

"اماں! ابھی سے روٹی ملے گی؟ ابھی تو تمہیں آٹا گوندھنا پڑے گا۔ جب آٹا خوب لیس دار ہو جائے تو پھر اسے گرم چولھے پر توا رکھ کر پکانا پڑے گا۔" کسان نے کہا۔

"بس پھر تیار ہو جائے گی روٹی۔" بھیڑیا بولا۔

ہاں اب جا کر روٹی تیار ہوئی اب تم اطمینان سے روٹی کھا سکو گے۔" کسان نے اب اپنی بات ختم کی۔

بھیڑیا بڑی فکر میں پڑ گیا۔ اور بیٹھ کر اپنے پنجے سے سر کھجانے لگا پھر بولا "بھئی یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ ایک روٹی کے لیے اتنی محنت۔ مجھے تو کوئی آسان سی ترکیب بتاؤ۔"

کسان نے کہا۔ "بھئی اگر تم محنت کر کے روٹی حاصل کرنا نہیں چاہتے اور مفت کی روٹی کھانا چاہتے ہو، تو سنو اس کا طریقہ بھی بتائے دیتا ہوں۔"

"ہاں! ہاں کوئی آسان طریقہ بتاؤ۔" بھیڑیئے نے بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"سنتے تو ہو نہیں اپنی کہے جاتے ہو۔ کسان نے چڑ کر کہا۔ "تم میدان میں چلے جاؤ وہاں ایک گھوڑا گھاس چر رہا ہے۔ اس کے۔۔۔۔"

ابھی کسان نے اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ بھیڑیا بھاگتا ہوا گھوڑے کے پاس پہنچا اور بولا۔ "گھوڑے گھوڑے! میں تجھے کھانا چاہتا ہوں۔"

گھوڑا یہ سن کر بڑے مزے میں مسکرایا اور بولا۔ "بھئی مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ ضرور کھا لو البتہ میرے سموں سے نال نکال دو یہ لوہے کی ہیں تمہارے منہ میں گڑیں گی۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر گھوڑے نے اپنے سم بھیڑیئے کی طرف کر دیئے اور بھیڑیئے صاحب نال نکالنے کے لیے جیسے ہی بڑھے گھوڑے نے دولتیاں جھاڑیں تو اسے دن میں تارے دکھائی دینے لگے بھیڑیا چلاتا ہوا بھاگا۔

اب بھیڑیا دریا کے کنارے پہنچا جہاں مرغابیاں بیٹھی تھیں۔ بھیڑیئے نے سوچا میں ان مرغابیوں کو کیوں نہ کھاؤں چنانچہ مرغابیوں سے بولا۔ "بی مرغابی! میں تم سب کو کھانا چاہتا ہوں۔"

مرغابیوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "بڑی خوشی سے کھاؤ ہاں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارا ایک کام کر دو۔"

"کیا کام ہے۔" بھیڑیئے نے کہا۔

"ہمیں ایک گانا سنا دو۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر بھیڑیا ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور سر اوپر اُٹھا کر گانے لگا۔ اب مرغابیاں موقع

پا کر اڑ گئیں۔

اب تو بھیڑیا اپنا سامنہ لے کر رہ گیا اور سوچنے لگا کہ میں بھی کیا بے وقوف ہوں مرغابیوں کو گانا سنانے لگا اب کسی سے ملوں گا تو بے وقوفی نہ کروں گا بلکہ اسے فوراً کھالوں گا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے ایک بوڑھا آدمی نظر آیا تو اس نے اس سے دوڑ کر کہا کہ "بڑے میاں، بڑے میاں میں تمہیں کھانا چاہتا ہوں۔"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" بڑے میاں نے کہا۔ "لیکن بھائی پہلے ہم تم نسوار لے لیں۔ نسوار سے تمہیں میرے گوشت میں مزا بھی خوب آئے گا۔"

بھیڑیا نسوار لینے پر راضی ہو گیا اور بڑے میاں نے اپنی جیب سے نسوار نکالی اور ڈبیا بھیڑیئے کے حوالے کر دی۔

لالچی بھیڑیئے نے اسے اتنے زور سے سونگھا کہ اس کے حلق میں نسوار چلی گئی اب اسے چھینکیں آنے لگیں اور اتنی چھینکیں آئیں کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ایک گھنٹے تک چھینکتے چھینکتے اس کا برا حال ہو گیا۔ جب چھینکیں رکیں تو اس نے دیکھا کہ آدمی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

اب تو بھیڑیئے کو بہت افسوس ہوا۔ لیکن کرتا تو کیا۔ اپنی بے وقوفی پر خود ہی شرمندہ ہوا اور آگے بڑھا۔ چلتے چلتے جب کافی دور نکل گیا تو اسے بھیڑوں کا ایک گلہ نظر آیا اور گلہ بان سو رہا تھا۔ بھیڑیئے نے سب سے موٹی بھیڑ کو پکڑ لیا اور بولا "بھیڑ، بھیڑ! میں تمہیں کھانا چاہتا ہوں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" بھیڑ نے کہا۔ "میری قسمت میں یہی لکھا ہے، لیکن بھیڑیئے میں چاہتی ہوں کہ جلدی مر جاؤں اور میری ہڈیوں سے تمہارے دانت نہ ٹوٹیں۔ تم ایسا کرو۔ یہاں کھڑے ہو جاؤ۔ منہ پھاڑ کر اور میں اوپر سے کود پڑوں۔"

چنانچہ بھیڑیا منہ پھاڑ کر کھڑا ہو گیا۔ بھیڑ پہاڑی پر چڑھ گئی اور اس نے دوڑ کر بھیڑیئے کے سر پر وہ زور کی ٹھوکر ماری کہ بھیڑیا بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر تک اسے ہوش نہ آیا۔

جب بھیڑیئے کو ہوش آیا تو وہ خون میں لت پت تھا۔ گھبرا کر بولا۔ "عجیب بات ہے، یہ بھیڑ بھی ہاتھ سے نکل گئی اب کیا کروں۔"

اتنے میں وہ کسان بھی جس نے بھیڑیئے کو روٹی کے بارے میں بتایا تھا آگیا۔ بولا۔ "کوئی بات نہیں۔ لیکن تم کو یہ معلوم ہو گیا کہ مفت کی روٹی کیسی ہوتی ہے۔"

مولانا روم کی کہانیاں سے

اقتباس

نحوی اور ملاح

ایک نحوی (علم نحو کا عالم) کشتی میں سوار ہوا اور گھمنڈ سے اپنا علم ظاہر کرنے لگا۔ بچارے کشتی والے سے پوچھا "تم نے کچھ نحو کا علم بھی پڑھا ہے؟"

اس نے کہا۔ "نہیں۔"

تو نحوی بولا۔ "افسوس! تم نے اپنی آدھی زندگی بیکار کھو دی۔" ملاح کو یہ بات بہت بری لگی اور وہ شرمندہ ہو کر کشتی چلاتا رہا۔

تھوڑی دیر میں ایک طوفان اُٹھا۔ اب کشتی والے نے نحوی سے پوچھا۔

"جناب تیرنا بھی جانتے ہیں؟"

اس نے کہا۔ "بالکل نہیں۔"

کشتی والے نے کہا۔ "پھر تو تم نے اپنی عمر ضائع کر دی، پانی مُردوں کو تو اپنے سر پر لیے پھرتا ہے، زندوں کو، اگر تیرنا نہیں جانتے تو ڈبو دیتا ہے!

تم جو اپنے سوا ساری دُنیا کو گدھا اور احمق سمجھتے ہو اب گدھے کی طرح برف پر مُردہ پڑے رہو گے!"

بچوں کی نظمیں سے
اقتباس

کسانوں کا گیت

قدم اپنا آگے بڑھاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے
زمینوں پہ جب ہل چلاتے چلیں گے
تو مٹی سے سونا اگاتے چلیں گے
نشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

کہیں چاولوں سے سجائیں گے دُنیا
کہیں باجرے سے بسائیں گے دُنیا
چنے کی کہیں ہم بنائیں گے دُنیا
جو ہے کال اس کی مٹائیں گے دُنیا
نشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

نہیں کام کرنے سے ہم تھکنے والے
جہاں جانتا ہے کہ ہم ہیں جیالے
اندھیرے کی دُنیا میں ہم ہیں اُجالے
کہ ہیں ہم بڑی سخت محنت کے پالے
نشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

کلکتہ میل

کلکتے سے میرے بھیّا لائے ہیں اِک ریل
ریل بہت ہی اچھی ہے یہ اِس کو نہ سمجھو کھیل
چابی ہے اِس ریل کا کوئلہ چابی اس کا تیل
کلکتہ سے آئی ہے یہ ہے کلکتہ میل

ننھا سا ہے انجن اس کا ننھا سا ہے گارڈ
ننھی سی ہے پٹڑی اس کی ننھا سا ہے یارڈ
اس پٹڑی پر چل نکلی ہے ننھی سی یہ ریل
ننھی سی یہ ریل ہے لیکن ہے کلکتہ میل

چھک چھک کرتی، بھک بھک کرتی شور مچاتی جائے
جس رستے سے بھی گزرے طوفان اُٹھاتی جائے
ندی پربت جنگل ٹیلے اس کے آگے کھیل
ننھی سی یہ ریل ہے لیکن ہے کلکتہ میل

اردو تدریس... اور پھر زبان اپنی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اردومیڈیم طلبا اور اساتذہ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے مسلسل جدوجہد کررہی ہے۔ اس سمت میں پہلے قدم کے طور پر سہ ماہی اردو دنیا کے (جنوری، فروری، مارچ) شمارے میں فکروتحریر کی دعوت دی گئی تھی اور "اردو تدریس اور پھر زبان اپنی" کے عنوان سے نیا کالم شروع کیا تھا تاکہ درس و تدریس سے متعلق اساتذہ اور طلبا کو درپیش مسائل کی جانب کوئی پیش رفت کی جاسکے۔ ڈائرکٹر قومی کونسل کی ایما پر پروگرام مرتب کیا گیا کہ ہر ماہ اردو میڈیم اسکول کا سروے کیا جائے اور اردو میڈیم اساتذہ اور طلبا سے تبادلۂ خیال کرکے صورت حال قارئین کے سامنے رکھی جائے یہ روداد اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ ذیل میں گورنمنٹ گرلس سینئر سیکنڈری اسکول، نورنگر، اوکھلا اورگورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، نورنگر، اوکھلا کے طلبا، اساتذہ اور پرنسپل صاحبان سے ہوئی گفتگو جوں کی توں پیش کی جارہی ہے۔

(ادارہ)

● ہندی رسم الخط سے بچے آشنا ہیں۔ جہاں تک بولنے کی زبان کا تعلق ہے اردو ہی بولتے ہیں لیکن مسئلہ اردو تحریر پڑھنے کا ہے۔

20% فیصد بچے اردو میڈیم میں ہوتے ہیں اگر زیادہ کوشش کی جائے تو 40% فیصد بچے بھی ہوسکتے ہیں۔ لیکن اس میں قباحت یہ ہے کہ اردو میڈیم اساتذہ کی کمی ہے۔

کنیز وارثی، اردو ٹیچر
گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، نورنگر

● مضمون کے طور پر بچے اردو پڑھنا چاہتے ہیں لیکن میڈیم کے طور پر نہیں۔ اس کا بڑا سبب مارکیٹ میں کتابوں کی عدم دستیابی ہے۔

اردو میڈیم میں ریفرنس بکس (حوالہ جاتی کتب) کی قلت ہے اس سلسلے میں ہمیں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بچوں کو پڑھاتے وقت ہندی کی ریفرنس بکس سے باقاعدہ ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔ ہندی میں حالت یہ ہے کہ ریفرنس بکس سے مارکیٹ بھری پڑی ہے۔ قومی اردو کونسل اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کرسکتی ہے۔ کیا وہ اس طرح کی کتابیں چھپوا سکتی ہے۔

ط شوکت، اکنومکس ٹیچر
گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، نورنگر

● اردو میڈیم میں اکنومکس اور ہسٹری کی کتابوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے پڑھانے میں دشواریاں پیدا ہوتی ہیں۔ قومی کونسل یہ کرسکتی ہے کہ متعلقہ مضامین کی کتابیں اساتذہ سے ترجمہ کروائے مارکیٹ میں کتابیں لے آئے تب ہی اردو میڈیم طلبا کے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

مسز آر۔ ایف نقوی، پرنسپل
گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، نورنگر

● Mathmatic کی کتابیں مارکیٹ میں فراہم نہیں ہیں اگرچہ بچے سائنس مضمون لے کر اپنی خاص لائن اپنانا چاہتا ہے تو بیچارہ مجبور ہے کہ کتابیں تو ہیں ہی نہیں مجبوراً آرٹس سائڈ میں جائے گا۔ اس سے بچے کی صلاحیتیں یقیناً متاثر ہوتی ہیں۔

محمد سہیل، جغرافیہ ٹیچر
گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر

● اردو میڈیم ضرور ہو مگر جہاں تک Terminology کا تعلق ہے وہ دونوں زبانوں میں یعنی انگریزی اور اردو میں ہو۔ بچوں کا سائنس کا Background اچھا نہیں ہے۔ اس کا واضح سبب یہ کہ بنیاد کمزور ہے۔ اس لیے اردو میڈیم کا رزلٹ بھی بہت اچھا نہیں رہتا۔ کمزور طبقوں سے بچے آتے ہیں فیملی بیک گراؤنڈ بے حد کمزور ہوتی ہے۔ گھر میں پڑھائی کا ماحول نہیں ہے جب کہ ہوم ورک بہت ضروری ہے۔ لیکن ہوم ورک میں گھر پر مدد کون کرے یہ سوالیہ نشان ہے؟

محمد علیم، وائس پرنسپل
گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر

● غریبوں کے بچے گورنمنٹ اسکولوں میں آتے ہیں۔ وہ اردو صرف اس لیے پڑھنا چاہتے ہیں کہ اُن کے ذہنوں میں یہ زبان مذہب سے جڑی ہے۔ اگر اسکول میں سب مسلم ہوں تو رزلٹ بالکل بیٹھ جائے۔ لیکن اس سلسلے میں ٹیچر پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے دراصل چند ایک کو چھوڑ کر ٹیچر بھی محنت کرنا نہیں چاہتے اردو اکادمی جو ٹیچر دیتی ہے وہ پارٹ ٹائم ہوتے ہیں اگر پڑھائی میں بدلاؤ یا سدھار لانا ہے تو جتنے بھی اردو میڈیم اسکولز ہیں ان میں انٹر چینج بہت ضروری ہے۔ اہم مدعا یہی ہے ورنہ تعلیمی معیار دن بہ دن بلند ہونے کے بجائے روبہ زوال ہو گا یہی بات تو یہ ہے کہ اردو کے ٹیچر بہت کم پڑھاتے ہیں اب اللہ جانے انہیں سرٹیفکیٹ کیسے مل جاتے ہیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ دلی کے اردو اساتذہ کو نسبتاً زیادہ ذمہ دار ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ استاد اور شاگرد کے مابین رابطہ ہونا بھی ضروری ہے۔ ہندی کا ٹیچر طلبا سے قریب ہوتا ہے انہیں اسٹوری سناتا ہے پوئٹری سناتا ہے اردو میڈیم سے پڑھنے والے بچوں کو بھی Poetry معلوم ہونی چاہئے۔ ستم تو یہ ہے کہ اردو میڈیم سے پڑھنے والے بچے ہندی سے نابلد ہوتے ہیں۔ تو ضروری یہ ہونا چاہئے کہ اساتذہ کو ایک اسکول سے دوسرے اسکول میں تبدیل کرتے رہنا چاہئے۔

کفایت خاں، پرنسپل
گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر

● اردو شروع سے گھر میں پڑھی، امی پڑھا دیتی ہیں، پیام تعلیم شوق سے پڑھتے ہیں۔ کبھی کبھی امنگ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اردو آسان لگتی ہے لیکن انگریزی میں دقت آتی ہے اس کے علاوہ گھر پر بھی مدد نہیں ملتی۔ تھوڑی سی مدد کبھی کبھی ابو کر دیتے ہیں۔

شائستہ، ثمرین، فرزانہ یاسمین، عرشیہ، اصغری بانو، کلاس ساتویں
گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر

● اردو پڑھنا اچھا لگتا ہے، کہانیاں بھی پڑھتی ہوں۔ اردو رسائل جیسے "سائنس" میگزین، "امنگ" اور "پیامِ تعلیم" ہمارے گھر میں آتے ہیں لیکن ابو منع کرتے ہیں کہتے ہیں جنرل نالج کی کتابیں پڑھا کرو۔ انگلش کی طرف دھیان دو۔ اس سے متعلق میگزین اور کتابیں پڑھو چاہے خرید کر پڑھو لیکن انگریزی Comics پڑھو اس سے انگریزی نالج اچھی ہو گی۔

صدف، شاہدہ، انجم، فردوس۔ کلاس ہشتم
گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر

● ہم نے شروع سے اردو میڈیم سے پڑھا اس لیے آسان لگتی ہے۔ اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ سائنس سائڈ سے آگے بھی پڑھیں لیکن ہمارے لیے مشکلیں پیش آئیں گی۔ کیوں کہ سائنس سے متعلق اا ویں کلاس میں کتابیں ہی نہیں ہیں تو ہم کیا کریں گے اپنے دل کو ماریں گے کاش ہمیں اردو میڈیم میں کتابیں مل جائیں؟

گلستاں خانم۔ کلاس دہم
گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر

◆◆◆

ثمر ثالوی

اردو سب سنسار

"چین میں اردو"

اس عنوان کے تحت دنیا بھر میں اردو کی صورت حال پر روشنی ڈالی جاتی ہے زیر نظر شمارے میں چین میں اردو کی صورت حال کا اجمالی جائزہ پیش ہے۔ جسے ثمر ثالوی نے ہمیں ارسال کیا ہے۔

(ادارہ)

● چین میں اردو کی تدریس کا آغاز ستمبر 1954ء میں بیجنگ یونیورسٹی میں اورینٹل ڈیپارٹمنٹ میں شعبہ اردو کے قیام سے ہوا۔ اس وقت چار سالہ کورس کا اجرا ہوا تھا پھر چھٹی دہائی میں نشریاتی ادارے نے بھی دو مرتبہ ڈگری کورس شروع کیا۔ اس زمانے میں پچاس چینی طلبا نے اردو سیکھی اور ڈگری حاصل کی تھی۔ اس کے علاوہ شیانگ شان ادارے نے بھی اردو پڑھانی شروع کی۔ طلبہ کی تعداد چھ تھی۔ انہوں نے پانچ سال میں اردو میں ڈگری مکمل کی۔ یوں بیجنگ میں اردو کی تدریس کا سلسلہ چل نکلا اور اب تک ڈیڑھ دو سو کے قریب طلبہ ڈگریوں سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔

بیجنگ یونیورسٹی ایک ایسا قدیم ترین اہم اور منفرد ادارہ ہے جہاں ابھی تک اورینٹل ڈیپارٹمنٹ میں شعبہ اردو مستعدی سے درس و تدریس کا عمل جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس جامعہ کی بنیاد 1898ء میں رکھی گئی تھی۔ یہاں کے اردو شعبہ میں 1954ء میں پروفیسر مختار احمد (ہندوستان) ایک ماہر کی حیثیت سے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ عرصہ دراز تک اسی شعبہ کی منتظم اعلیٰ رہنے والی اردو داں خاتون مادام شان ین دراصل پروفیسر موصوف کی شاگرد تھیں۔ 1996 میں شعبے میں کل آٹھ اساتذہ تھے جو سب کے سب چینی تھے۔ آٹھ میں سے دو کا درجہ پروفیسر اور بقیہ چھ کا لیکچرار کا تھا۔ ان آٹھ چینی اردو اساتذہ کے علاوہ جامعہ بیجنگ کے اردو شعبہ میں ایک پاکستانی "اردو ماہر" اردو پڑھاتا تھا۔ یہاں سولہ سال کی عمر سے چینی طلبہ کو اردو تعلیم دی جاتی ہے۔

1985ء میں پچیس طلبہ کی دو کلاسیں شروع کی گئی تھیں۔ اردو ڈگری کورس کی اس وقت مدت پانچ سال تھی۔ اب کم کر دی گئی ہے۔

جامعہ بیجنگ کے شعبہ مشرقی علوم (اورینٹل ڈیپارٹمنٹ) میں مختلف زبانوں کی کتب کی ایک بہت بڑی، جامع لائبریری بھی ہے۔ اس مخلوط لائبریری میں شعبہ اردو خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں اردو میں مختلف اصناف پر انواع واقسام کی قابل ذکر کتب دستیاب ہیں۔ ان میں شاعری اور افسانہ نمایاں ہیں۔ ان کتب کو ہندوستان اور پاکستان سے حاصل کیا گیا ہے۔ اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ چینی اردو داں دوستوں کی نظر انتخاب خاص طور پر اردو لغت، درسی ادب اور حوالے کی کتب پر پڑتی ہے۔ وہ حوالے اور تحقیقی کتب کے علاوہ گرامر کی کتابوں کی کھوج میں بھی رہتے ہیں لہٰذا اس نوع کی تقریباً ہر کتاب جو ہندوستان اور پاکستان میں چھپی ہو اس لائبریری میں بآسانی مل جاتی ہے۔ اگرچہ ان کتب کا

منبع ہندوستان اور پاکستان ہے مگر قیمت کا نمایاں فرق خریدار کی توجہ اپنی جانب آسانی سے مبذول کرا لیتا ہے۔

جامعہ بیجنگ کے شعبہ اردو میں داخلہ آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ آسان یوں ہے کہ اردو سیکھنے والوں پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں ہے۔ ہر خواہش مند امیدوار کو رسائی حاصل ہے۔ مشکل یوں ہے کہ امیدوار اور شعبۂ اردو کے بیچ میں ایک انگریزی امتحان کا پل ہے۔

چار سال کے نصاب کو سلسلہ وار ترتیب دے کر کچھ یوں تقسیم کیا گیا ہے:

سال اول: سال اول میں طلبہ کو ابتدائی حروف تہجی کی مشق کروائی جاتی ہے۔ بول چال کے ذریعے لفظوں کی آشنائی اسی برس میں شروع ہو جاتی ہے پھر سادہ جملے بنانے اور انہیں روزمرہ بول چال میں آسانی کے ساتھ استعمال کرنے کی مشق بھی کروائی جاتی ہے۔ یوں بے حد مشق کے بعد تحریری اور صوتی اعتبار سے اردو کی جان پہچان سے لیس ہو کر طالب علم سال دوم میں داخل ہوتا ہے۔

سال دوم: دوسرے برس کے نصاب میں مختلف ملے جلے مضامین شامل کر دیے جاتے ہیں۔ شعر و شاعری کے علاوہ منتخب افسانے اور ناول اسی سال کے نصاب میں شامل ہیں۔ شاعری کے علاوہ اردو زبان و ادب کی تاریخ بھی اسی برس پڑھائی جاتی ہے۔ طالب علم کو ہندوستان اور پاکستان کی تاریخ اور جغرافیہ کے مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ یوں چینی طالب علم تعلیم اردو میں قدم قدم اور لمحہ لمحہ تقویت کے ساتھ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس میں اردو آشنائی اور اردو دوستی کے بیج جڑ پکڑتے جاتے ہیں۔ اب وہ اعتماد کے ساتھ سال سوم میں قدم رکھتا ہے۔

سال سوم: ہند و پاک کی تاریخ پڑھانے کے علاوہ ترجمہ کی مشق بھی اسی سال کرائی جاتی ہے۔ طلبہ کو مترجم کے فرائض کی ادائیگی کے لئے ترجمانی کا کام بھی سونپا جاتا ہے۔ گویا اس برس کام مشکل ہی نہیں ہوتا بلکہ بڑھ بھی جاتا ہے۔ اختیاری مضامین میں چینی ادب کی تاریخ، تاریخ عالم اور چین کی تاریخ شامل ہوتے ہیں۔ غیر ملکی ادب بالخصوص اردو پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

سال چہارم: چوتھا سال پہنچنے تک اردو کا چینی طالب علم اردو زبان میں خاصا "پہنچا" ہوا تربیت یافتہ اور ایک منجھا ہوا ادیب، شاعر اور مترجم بن چکا ہوتا ہے۔ اس برس نصابی لحاظ سے مضامین مزید ثقیل ہو جاتے ہیں، شاعری ثقہ بند ہو جاتی ہے۔ اب طلبہ از خود انشا پردازی کے جوہر دکھانے لگتے ہیں۔ ان کی اعلیٰ تربیت میں اب مضمون نگاری، تنقید نگاری، افسانہ نگاری اور شعر و شاعری کی مشق شامل ہو جاتی ہے۔ وہ اب علمی و ادبی مباحثوں میں بہ زبان اردو بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ صوتی معنوی اور جمالیاتی ادائیگی کے لحاظ سے ان کی زبان پاک و صاف ہو کر مرصع ہو چکی ہوتی ہے۔

اسی برس شعر و شاعری زور و شور سے شروع ہو جاتی ہے۔ ہر چینی طالب علم بحر و عروض کی ناؤ میں سوار، اوزان کے متوازن چپو سنبھالے بحر شاعری میں شعر ڈھونڈتا دکھائی دیتا ہے۔ شعر کو موزوں کرنا کورس کا حصہ ہی نہیں بلکہ طلبہ اچھے سے اچھا معیاری شعر کہہ کر اس میدان شعر و سخن میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی بھی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یوں خالصتاً علمی اور ادبی اردو فضا میں ایک انتہائی جاندار اور صحت مند مقابلہ جنم لیتا ہے۔ اسی نوعیت کے مقابلوں کے عمل سے انتخاب عالم، جن کا چینی نام چانگ شی شون ہے، جیسا چینی دوست

کندن بن کر شعر و شاعری کی دنیا میں چمکا ہے۔
"چین میں غیر ملکی زبان کا اشاعت گھر" بہت اہم ادارہ ہے۔ اس کی بنیاد 1952ء میں رکھی گئی تھی تاکہ چینی تاریخ، ادب، سیاست اور ثقافت کو غیر ملکی زبانوں میں منتقل کر کے باہر کی دنیا کے عوام کو ان سے روشناس کرایا جائے۔ یہ ادارہ بتدریج اپنے دائرہ عمل کو پھیلاتا گیا اور اب اس ادارے میں تقریباً گیارہ غیر ملکی زبانوں میں ترجمے کے ذریعے چین کو متعارف کرانے کا کام مستعدی سے جاری ہے۔ ان میں اردو کا شعبہ 1957ء میں قائم کیا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر غیر ملکی زبانوں میں انگریزی، جرمن، ہسپانوی، فرانسیسی، عربی، جاپانی، ہندی، بنگالی، کوریائی اور تھائی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان زبانوں کے الگ الگ شعبے قائم ہیں۔

شعبہ اردو: شروع میں (۱۹۵۸ء) اس شعبہ میں صرف چار اردو داں ہوتے تھے۔ اب تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے۔ ان میں مترجمین اور ماہرین شامل ہیں جو مختلف موضوعات پر چینی کتب کا اردو ترجمہ کرنے میں منہمک رہتے ہیں ان میں ایک پاکستانی "اردو ماہر" ہوتا ہے۔
مشکل، عملی اور نظریاتی کتابیں پاکستانی ماہر چینیں کی نگرانی میں خود ترجمہ کرتے ہیں اور آسان ادبی، بچوں کی کتابیں اور لوک کہانیوں کی کتابیں چینی اردو داں ترجمہ کر کے پاکستانی ماہر اردو سے ان پر نظر ثانی کرواتے ہیں۔ یوں باہم اشتراک عمل سے عمدہ اور سکہ بند تحریریں منظر عام پر آئی ہیں۔ ابھی تک اس ادارے میں یہی اشتراک عمل جاری ہے۔

دوسرے شعبہ میں چھ چینی مترجم تعینات ہیں۔ ان کے علاوہ دو چینی مدیر (ایڈیٹر) بھی ہوتے ہیں ڈپٹی پروفیسر ہوتے ہیں۔ جب چینی مترجم ترجمہ سے فارغ ہو جاتے ہیں تو وہ اس مسودے کو ڈپٹی پروفیسروں کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ مسودہ ان کی نظر سے فیض یاب ہو کر اردو ماہر کے پاس پہنچتا ہے۔ وہ اس کی اصلاح کر کے نوک پلک درست کرتا ہے۔ اس طرح یہ ترجمہ (مسودہ) چھپنے کے مراحل میں داخل ہو جاتا ہے۔

تراجم: تراجم کا سلسلہ 1958ء سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ ان تراجم کی نوعیت کچھ اس قسم کی ہوتی ہے۔

الف: چینی زبان میں بچوں کی کتابیں۔ بچوں کی کتابوں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ان کی تعداد اشاعت بقیہ تمام موضوعات سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان کتب کی اقسام کوئی دو سو کے لگ بھگ ہیں۔ چین میں بچوں کے ادب کو بے حد اہمیت دی جاتی ہے۔ ان کی ذہنی، جسمانی اور اخلاقی نشو و نما پر حکومت ان اشاعت گھروں کے ذریعہ دل و جان سے خرچ کرتی ہے کہ یہی مستقبل کے معمار اور ملک و ملت کے امین ہوتے ہیں۔

ب: اس کے بعد چین کے بارے میں معلوماتی کتب کا نمبر آتا ہے۔ اپنے ملک کو بیرونی دنیا سے احسن اور خوبصورت طریقے سے متعارف کرانے کے لیے تقریباً ساٹھ اقسام کی کتب کے اردو میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔

ج: نظریاتی کتب کی اشاعت مستعدی سے ہوتی ہے تاکہ دنیا جان سکے کہ چین جنگ افیون سے جاگ کر کیسے اور کس نظریہ کی روشنی میں دنیا کی ایک عظیم قوت بن گیا ہے۔ افیمی رکشہ کھینچنے والے زبوں حال چینیوں کے ہاتھ کیسے شعور اور سائنس کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ ان نظریاتی کتب کی جو اردو میں دستیاب میں اب پچیس اقسام ہیں۔

د: چین جو کچھ جانتا ہے وہ علم کل عالم کے لیے واشگاف انداز میں پیش کرتا ہے۔ علم کی ترویج میں چین ہرگز بخل سے کام نہیں لیتا۔ جبھی تو ازمنہ قدیم سے معتبر حدیث چلی آ رہی ہے کہ "علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔" علمی کتب کی پچیس اقسام اردو میں منتقل ہو چکی ہیں۔

اردو مرکز جدہ کی تشکیل نو

● اردو مرکز جدہ کا ایک خصوصی اجلاس مرکز کے صدر سید منور ہاشمی کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں مرکز کے عہدیداران نے عزم کیا کہ اردو مرکز جو گزشتہ چند ماہ سے کسی وجہ سے فعال نہ رہا تھا اب نئے سرے سے زبان وادب کے فروغ کے لیے ایک مربوط پروگرام پر عمل پیرا ہوگا۔ اور اس سلسلے میں تمام شاعروں، ادیبوں اور صحافیوں سے ہر ممکن تعاون حاصل کیا جائے گا۔

(ڈاک سے)

پاکستان کی لوک داستانیں

● مقتدرہ قومی زبان نے ایک اہم کتاب "پاکستان کی لوک داستانیں" شائع کی ہے۔ اس کے مصنف شفیع عقیل ہیں۔ پاکستان کی یہ لوک داستانیں ایسے سولہ عوامی کرداروں سے متعلق ہیں جو آج بھی ان خطوں کے عوام کے دلوں میں آباد ہیں۔ ان داستانوں کے کردار علامتوں اور استعاروں کی شکل میں ہماری تہذیب و ثقافت کے حوالے سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت کے موقع پر مقتدرہ کے صدر نشیں جناب افتخار عارف نے کہا کہ مقتدرہ قومی زبان اردو کے فروغ و اشاعت کے ساتھ پاکستان کی دیگر زبانوں کو اجاگر کرنے میں بھی کوشاں ہے۔

(مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد)

جشن آزادی کی گولڈن جوبلی تقریبات

● جشن آزادی کی گولڈن جوبلی تقریبات کے سلسلے میں ہندوستانی سفارت خانہ نے جدہ (سعودی عرب) کے انٹرنیشنل انڈین اسکول کے کشادہ آڈیٹوریم میں ایک عظیم الشان مشاعرے کا اہتمام کیا جس میں ہندوستان، امریکہ اور سعودی عرب کے نامور شعراء نے شرکت کی۔

(راشٹریہ سہارا، نوئیڈا)

میری شمل کو انٹرنیشنل اقبال ایوارڈ

● ممتاز جرمن مشرق اور ماہر اقبالیات این میری شمل کو انٹرنیشنل اقبال ایوارڈ سے نوازا گیا۔ این میری شمل کو یہ ایوارڈ ان کی کتاب "بال جبریل" Gabriel's Wing پر دیا گیا۔ جسے 1947ء سے 1984ء تک غیر ملکی زبانوں میں اقبال پر بہترین کتاب قرار دیا گیا۔ مجلس اقبال کے صدر چیف ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے کہا کہ این میری شمل نے اسلامی فکر و فلسفہ اور اقبال پر نہایت قابل قدر کام کیا ہے۔

(مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد)

عالمی فروغ اردو ادب ۱۹۹۸ء ایوارڈ کا اعلان

● خلیجی ریاستوں کی فعال ادبی تنظیم "مجلس فروغ اردو ادب" دوحہ قطر نے برصغیر میں اردو زبان و ادب کی اہم خدمات کے اعتراف اور قدر شناسی کے لیے 1996ء سے ہر سال دو لاکھ روپے کی مجموعی مالیت کے دو بڑے عالمی ایوارڈ کا اجراء کیا ہے۔ یہ ایوارڈز ہندوستان اور پاکستان میں برابر برابر رقوم کے دیے جاتے ہیں۔ اس سال سے ایوارڈ کی مجموعی رقم دو لاکھ روپے سے بڑھا کر دو لاکھ پچاس ہزار روپے کردی گئی ہے۔

1998ء کا عالمی فروغ اردو ادب ایوارڈ ہندوستان میں محترمہ جیلانی بانو کو پیش کیا جائے گا جو ہندوستان میں اردو

کے افسانہ نگاروں اور ناول نویسوں میں ممتاز مقام رکھتی ہیں۔

پاکستان میں یہ ایوارڈ جناب انتظار حسین کو دیا جائے گا جن کا اردو ادب میں اعلیٰ مقام ہے۔

اس سے قبل 1996 میں ایوارڈ ہندوستان سے جناب آلِ احمد سرور کو اور پاکستان سے جناب احمد ندیم قاسمی کو دیا گیا۔ جب کہ 1997 میں ہندوستان سے یہ ایوارڈ محترمہ قرۃ العین حیدر کو اور پاکستان سے جناب اشفاق احمد کو دیا گیا۔

ایوارڈ کی تقریب 17/ ستمبر 1998ء کو دوحہ (قطر) میں ہوگی۔

(ڈاک سے)

سلیم جعفری کی یاد میں ایوارڈ کا اجراء

● سلیم جعفری کی یاد میں مجلس فروغِ اردو ادب دوحہ قطر نے "سلیم جعفری ادبی ایوارڈ" کا اجراء کیا ہے جو ہندوپاک سے باہر مقیم اردو کی خدمت اور آبیاری کرنے والے اہلِ قلم کو ہر سال دیا جائے گا۔ پہلے "سلیم جعفری ادبی ایوارڈ" کا فیصلہ لاہور میں افتخار عارف کی سربراہی میں قائم کردہ ایک عالمی جیوری نے کیا اور دبئی میں مقیم ناول نگار نجم الحسن کو اس ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا جو پچاس ہزار روپے اور گولڈ میڈل پر مشتمل ہوگا۔

(ڈاک سے)

کویت میں مشاعرہ

● گزشتہ دنوں جناب انور قادری کی رہائش گاہ (سالمیہ) پر تلگو زبان کے شاعر وی۔ ہرش وردھن کے اعزاز میں محفلِ مشاعرہ منعقد کی گئی جس کی صدارت عرب ٹائمز کے اردو ایڈیٹر جناب سید صفدر نے کی۔ مہمانِ خصوصی کے بطور کویت میں سفارت خانہ کے کونسلر جناب عزیزالدین احمد عثمانی نے شرکت کی۔

جناب ہرش وردھن نے بزم کے تئیں اظہار شکر کرتے ہوئے اردو زبان کے حسن پر گفتگو کی۔

جناب نور پرکار نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

(ڈاک سے)

سعودی عرب میں جشن یوم جمہوریہ

● اس سال 26/ جنوری کا خصوصی دن چونکہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں پڑا تھا لہٰذا بزم نے یومِ جمہوریہ اور عید ملن کی خوشیوں کو یکجا کر دیا اور اس خوشی میں "اردو منزل" (عرعر) میں مشاعرے کا اہتمام کیا۔ جس میں نہ صرف شہر عرعر میں مقیم اردو بولنے والوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی بلکہ مثال مطقے کے دوسرے شہر جیسے سکاکا الجوف الطریف دومتہ الجندل اور عقیلہ میں مقیم شعرا نے بھی حصہ لیا۔

(ڈاک سے)

معذرت

کاتب حضرات کی بوالعجبیوں سے واقفیت عام ہے مگر اتفاق سے کچھ پروف ریڈر بھی عبارت میں حک و اضافہ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسی باعث ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کے تبصرے بہ عنوان نوائے کبیر مطبوعہ اردو دنیا اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۹۷ء ایسی تبدیلی فرمائی کہ اکبر کے پرامن دور کو افراتفری، بدامنی اور منافرت کا دور بنادیا۔ اسی طرح فکر و تحقیق شمارہ جولائی تا دسمبر ۹۷ء میں شامل تحریر بہ عنوان صریر خامہ میں ماسٹر رام چندر کی جگہ ماسٹر تاراچند، آدمی نامہ کی جگہ اردو نامہ "شائع ہو چکا ہے" کی جگہ ہو چکے ہیں "کیا ہے" کی جگہ کیے ہیں۔ وغیرہ تبدیلی فرمائی۔ جن قارئین نے اس طرف توجہ دلائی ہے ان کا شکریہ۔ ادارہ اس کوتاہی کے لیے معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

بزم خیال، چند خطوط

• سہ ماہی اردو دنیا اکتوبر نومبر دسمبر 98ء کا شمارہ فردوس نظر ہوا آپ نے اسی بہانے یاد رکھا جس کا میں ممنون احسان ہوں۔ اردو اکادمیوں، اردو زبان کی بقاو فروغ، شاعری اور نثری تخلیقات پر آپ سے معلومات کی خواہش ہے جو آسان نہیں۔

آپ کی ذات ایسی ہے جس نے شاید پہلی بار اردو اکادمیوں کو ایک جگہ بلا کر آئندہ کے لائحہ عمل پر بحث و مشورہ کا موقع دیا ہے۔

بیکل اتساہی، بلرام پور

• مرکز حیات اردو سہارنپور، نے جشن آزادی کی پچاسویں سالگرہ پر ایک ادبی شاہکار بعنوان "آبشار" پیش کیا ہے یہ کتاب سہارنپور کی شعری دنیا سے متعلق ہے شعراء کرام کا تعارف و کلام اس کتاب میں درج کیا گیا ہے۔

مرکز مذکور کو آپ کے عظیم ادارے سے کافی توقعات وابستہ ہیں مرکز کے زیر اہتمام تین اور تصانیف زیر ترتیب ہیں۔ 1۔ شعراء سہارنپور کے ادبی خاکے 2۔شعری مجموعہ "احساس" شاعر واصف عابدی 3۔شعری مجموعہ "زندگی" شاعر سریندر۔

ہارون صابر فریدی، سہارنپور

• سہ ماہی "اردو دنیا" کا دوسرا شمارہ ملا، بہت بہت شکریہ، پہلے شمارے سے محروم رہا۔ اردو دنیا کی خبروں اور قومی کونسل کی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کا واحد ذریعہ "اردو دنیا" ہے۔ اچھا ہوتا اگر یہ پرچہ ماہنامہ ہوتا تاکہ اردو کی "رفتار" کا صحیح اندازہ ہو جاتا۔

مذکورہ پرچے کے طفیل آپ کی مصروفیات خصوصاً اردو حلقے میں آپ کی مقبولیت دیکھ کر بڑی مسرت ہو رہی ہے۔ آپ کا ادارہ اس وقت جس قدر سرگرم ہے۔ وہ دراصل آپ ہی کی فعال اور متحرک شخصیت کے باعث ہے۔ میری جانب سے مبارک باد قبول فرمایئے۔ ہم تو اس شخصیت کے پہلے سے ہی قائل ہیں۔ لیکن اب کچھ لوگ گھائل بھی ہونے لگے ہیں۔ آپ کے جانے کے بعد آپ کے سری نگر آنے کی بات سنی تھی۔

مجید مضمر، سری نگر

• آج "اردو دنیا" پہلی جلد کا دوسرا شمارہ دیکھنے اور پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ اس کامیاب کوشش پر مبارکباد قبول فرمایئے۔ سماج اور اردو کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہ گیا جس پر مضمون نہ ہو یا اس پر نظر نہ کی گئی ہو۔ اردو کی ابتدائی تعلیم سے لے کر یونیورسٹی سطح تک مواد موجود ہے۔

بلاسپور میں منعقدہ اردو کانفرنس میں پیش کیے گئے سوونیر "گلفشاں" کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔

مقصود احمد مکی، بلاسپور

• کل دارالرسائل اے پی آر آئی میں سہ ماہی اردو دنیا

کا تازہ ترین شمارہ نظر سے گزرا۔ واقعی قومی کونسل کو اپنی افادیت ثابت کرنے کے لیے اور اپنے پروگراموں کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لیے آپ جیسی باہمت، پیکرِ عزم اور ذی شعور شخصیت کی شدید ضرورت تھی۔

یہ کلمات "رسمی تعریف" نہیں بلکہ حسنِ اتفاق ہے اس خاکسار کو چند ساعتیں آپ کے دورانِ قیامِ "ٹونک اور پھر ٹونک سے جے پور دورانِ سفر اور پھر جے پور میں منعقدہ پروگراموں میں آپ کے ساتھ شرکت کے نتیجہ میسر آئی ہیں ان کا بے اختیار منصفانہ اظہار ہے خدائے ذوالمنن آپ کو صورت وسیرت دونوں اعتبار سے نظر بد سے بچائے۔

محمد عامر خان ندوی، ٹونک راجستھان

- سہ ماہی "اردو دنیا" کا شمارہ 2۔ اکتوبر تا دسمبر 97 موصول ہوا جس سے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی میں آپ کی آمد کی اطلاع ملی، شروع سے آخر تک دیکھ ڈالا آپ کا اداریہ بڑے کس بل کا ہے اور انداز تحریر دلکش۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عزائم پورے ہوں اور یہ کونسل آپ کی رہنمائی میں وہ کام سرانجام دے سکے جن کی اہل اردو توقع رکھتے ہیں ریاستی اکادمیوں کی چنڈی گڑھ کانفرنس کی سفارشات بھی بہت خوب ہیں اگر ان پر عمل آوری ہوسکے تو بڑی بات ہے۔ شمارہ سے متعلق فارسی کا یہ شعر میرے جذبات کا آئینہ دار ہے ۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

مجھے ڈاکٹر محمد حسن کے اس بیان سے اتفاق ہے "بڑا کرم ہے ارباب اقتدار کا کہ ایک ایسے شخص کا تقرر ہوا ہے جو صاف ہاتھوں اور بے داغ دامن کے ساتھ آیا ہے، نہ کسی گروپ سے وابستہ نہ کسی گروہ کا آوردہ، اس پاک دامانی کے لیے مبارک باد کا مستحق تو ہے ہی، قابل تعریف بھی ہے۔"

قومی کونسل سے یہ پہلا مجلہ ہے جس سے مجھے نوازا گیا ہے آپ کی کرم فرمائی کا ممنون ہوں کہ آپ نے ازراہ ذرہ نوازی مجھے یاد فرمایا۔

خورشید نعمانی، بمبئی

- یہاں محبوب نگر میں جناب عبدالرحیم صاحب معتمد اقبال اکادمی کے ہاتھ میں آپ کا عنایت کردہ پرچہ "اردو دنیا" دیکھ کر طبیعت خوش ہوگئی اردو زبان کی ترقی کے لیے آپ کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہاں آندھرا پردیش میں بھی اردو کا مستقبل درخشاں ہی نظر آتا ہے اس لئے کہ موجودہ چیف منسٹر اردو کے تعلق سے سنجیدہ ہیں ہمارے ضلع میں اردو ہال کی تعمیر کے لئے انہوں نے دوسرے اضلاع کی طرح 15 لاکھ روپے منظور کیے ہیں۔

صادق علی فریدی، صدر انجمن ترقی اردو محبوب نگر

- سہ ماہی "اردو دنیا" (اکتوبر، نومبر، دسمبر 98) کا خصوصی شمارہ ملا۔

"خوشامد" اردو ادب میں "اردو دنیا" کی آمد۔ لاجواب جرنل، یقین ہی نہیں آتا۔ کہ اردو ادب میں اس طرز کا جرنل بھی شائع ہوا ہے۔ لیکن ہاں وہ تو میرے ہاتھوں میں ہے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس شمارے میں وہ سب کچھ یکجا ہے جو ہم چاہتے ہیں

وہ سب کچھ ہے جو ہم نہیں جانتے تھے اور جاننے کے خواہشمند تھے اور وہ سب کچھ بھی ہے جو ہم جانتے ہوئے بھی یقین نہیں کرتے تھے کیوں کہ سنی سنائی باتیں اکثر طویل ہوتی ہیں اور طوالت کے سبب اپنا حقیقی روپ ختم کر دیتی ہیں۔ لیکن اب یہ بات کم از کم اکیڈمیوں کے بارے میں تو نہیں ہوگی کیوں کہ سبھی کچھ ایک دستاویز کی شکل میں ہماری نظروں کے سامنے موجود ہے۔

"اردو دنیا" ایک ایسا معلوماتی حوالہ جاتی جرنل ہے۔ جو ایک نئے رنگ، ڈھنگ کے ساتھ اپنا ایک علیحدہ مقام بنا کر رونق افروز ہے۔ اردو ادب میں "اردو دنیا" نے ایک نئی راہ، نئی امنگ اور ایک روشنی پھیلانے کا سہرا اپنے سر لیا ہے۔
مستقبل یقیناً تاریک نہیں ہے۔

یوں تو عنوانات کا دائرہ کافی حد تک وسیع ہے۔ مثلاً اداریہ اور خطبہ کے بعد فروغ اردو کے ارکان کی لسٹ۔ قومی اردو کونسل کی سرگرمیاں، دیگر اردو ادارے اور ریاستی اکادمیوں کے بارے میں تفصیلی معلومات۔

معاصر اخبارات کے تحت، اعتراف، اعزاز واکرام، استقبالیہ، وغیرہ۔ تعارفی گوشے میں، غیر ملکی کانفرنس کی خبریں، قارئین کے خطوط وغیرہ وغیرہ۔

فہرست کتب، رعایتی قیمت پر دستیاب ہونے والی کتابیں، گوشۂ فروغ کتب۔

ہندوستان کی اکادمیوں کی تعداد معلوم نہیں ہوتی۔ حالانکہ اکادمیوں کی تفصیلی معلومات قابل تعریف ہے۔ ریسرچ اسکالرز کے لیے از حد ضروری۔

معاصر اخبارات۔ کے تحت اخبارات کے نام کے ساتھ حوالے کی مکمل شناخت دی جائے تو بہتر ہوگا۔ مثلاً رسالے کا نام شائع ہونے کی جگہ، شمارہ، جلد، یا پھر مکمل تاریخ۔ اس طرح ریسرچ اسکالرز کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔

الغرض یہ رسالہ، عام لوگوں، اسکول، کالج، ریسرچ ہر اسکالرز کی دسترس میں ہونا لازمی ہے۔ اس کے لئے خوب سے خوب تر کے خواہشمند ہیں۔

نجمہ شیخ، لائبریرین، مہاراشٹر

- جناب سے غائبانہ تعارف رہا ہے۔ پہلے آپ کشمیر یونیورسٹی پھر ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی سے وابستہ رہے اور ہمیشہ اردو زبان کی ترقی وترویج کے لئے کوشاں رہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے سربراہ کی حیثیت سے آپ کی سرگرمیاں قابل تحسین ہیں۔ خدا کرے زور ذہن اور زیادہ۔

سہ ماہی اردو دنیا کا دوسرا شمارہ ایک واقف کار کی وساطت سے پڑھنے کو ملا۔ یقیناً اردو زبان کو اپنا جائز مقام دینے کے لئے آپ کا ادارہ کارگر اور ٹھوس کوشش کر رہا ہے۔

کاغذ داغدار کرنے کا شوق لڑکپن سے رہا ہے ایک سے دو بن جانے تک "شش وپنج" کے نام سے لکھتا رہا۔ سرور تونسوی اور موہن یاور مرحوم کے اصرار پر "حسن ساہو" کے نام سے ادبی حلقوں سے متعارف ہوا ملازمت سے سبکدوش ہونے پر صحافت کا پیشہ اپنانے کی حماقت کی۔ ہفت روزہ "دوران" آفسٹ پر چند برس شائع کیا۔ پر آشوب

حالات کا ہدف بنے فی الحال ہفت روزہ، لیتھو پر چھپ رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہفت روزہ "جبروت" سے وابستہ ہوں۔

حسن ساہو، سرینگر (کشمیر)

- سہ ماہی اردو دنیا اکتوبر، نومبر، دسمبر ۹۷ کا شمارہ ملا تھا اس کے بعد کے شمارے پڑھنے کی تشنگی آج تک شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ امید کہ حضور والا ضرور ارسال فرما کر تشنگی دور کریں گے۔ امراوتی یونیورسٹی میں اردو شعبہ برائے ایم اے کا قیام ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے اور اس کے لئے ہم لوگ گذشتہ سال سے مسلسل کوشاں ہیں۔ مہاراشٹر اسمبلی میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔ وزارت برائے اعلیٰ تعلیم نے اس مسئلے کو تسلیم کر لیا ہے مگر ایم۔ اے تک یعنی 2 سال کے عرصے میں بھی اس پر عمل نہیں ہوپایا۔ لہٰذا ہم نے قومی کونسل برائے فروغ اردو کے تمام ممبران سے اس خط کے ذریعے درخواست کی ہے کہ وہ حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائیں۔

حمید اشرف، مہاراشٹر

- ہم آپ کی توجہ مندرجہ ذیل مطالبے کی جانب مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ مہاراشٹر میں وِدربھ ڈویژن کی تقسیم کی گئی جس میں برار کے علاقے کو چار اضلاع پر مشتمل امراوتی ڈویژن بنایا گیا ہے۔ اس میں بلڈانہ، آکولہ، ایوت محل اور امراوتی چار اضلاع شامل ہیں۔ ناگپور یونیورسٹی کو بھی دو حصوں میں ۱۹۸۳ء میں تقسیم کر دیا گیا۔ چونکہ ناگپور یونیورسٹی میں ابتداء سے اردو سے بی، اے۔ ایم، اے، اور پی، ایچ، ڈی کی سہولت مہیا تھی۔ مگر امراوتی یونیورسٹی کے قیام کے بعد سے ان چار اضلاع کے لئے اردو سے بی۔ اے اور پی ایچ ڈی کی سہولت تو ہے مگر اردو سے ایم اے کی سہولت نہیں ہے علاقہ برار میں 14 کالجیز میں اردو کی کلاسیں چل رہی ہیں مگر ایم۔ اے کے لئے طلباء و طالبات کو ناگپور یونیورسٹی میں جانا پڑتا ہے جو اس علاقے سے تین سو کلومیٹر دور ہے۔ لہٰذا امتحان کے لئے فی کس 5ہزار روپئے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ برسوں سے مطالبے کے باوجود حکومت اس مسئلے کو حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ گذشتہ برس مہاراشٹر اسمبلی میں ایل۔ اے کیو پر بحث ہوئی۔ حکومت نے اس ضرورت کو تسلیم تو کر لیا مگر ابھی تک فنڈس فراہم نہ کر سکی۔ لہٰذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ مرکزی حکومت کی جانب سے اس اہم ضرورت پر توجہ مبذول کرائی جائے۔ جو طلباء سے زیادہ طالبات کے لئے ضروری ہے۔ امراوتی یونیورسٹی نے اس سلسلہ میں حکومت مہاراشٹر کو تجویز بھجوائی ہے۔ مگر ابھی تک اس سلسلہ میں حکومت کی خاموشی تعجب خیز ہے۔

لہٰذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ امراوتی یونیورسٹی میں اردو (ایم اے) کا شعبہ قائم کروا کر اس علاقے کے دس لاکھ اردو دانوں کی ضرورت کو پورا کرنے میں تعاون فرمائیں۔

حمید اشرف خاں، ضلع بلڈانہ

فہرست کتب

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی مطبوعات

ادبیات

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
1	آندھی میں چراغ	خواجہ غلام السیدین	
2	ابوالکلام آزاد۔ شخصیت، سیاست پیغام	پروفیسر رشید الدین خاں	۲۱/=
3	ابوالکلام آزاد۔ ایک ہمہ گیر شخصیت	پروفیسر رشید الدین خاں	۵۸/=
4	اتر پردیش کے لوک گیت	اظہر علی فاروقی	
5	اردو ادب کی تنقیدی تاریخ (تیسری طباعت)	احتشام حسین	۷۰/=
6	اردو کے ابتدائی ادبی معرکے (عہد مرزا و میر تک)	ڈاکٹر محمد یعقوب عامر	۲۲/=
7	اردو کے ادبی معرکے (انشاء سے غالب تک) ترمیم و اضافے کے ساتھ (دوسرا ایڈیشن)	ڈاکٹر محمد یعقوب عامر	۳۰/=
8	اردو کی کہانی	احتشام حسین	
9	اردو لغت نگاری کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر مسعود ہاشمی	۳۰/=
10	ارنیسٹ ہمنگوے حیات و فن کا تنقیدی مطالعہ (دوسری طباعت)	ڈاکٹر سلامت اللہ خاں	۱۱/=
11	امریکی ادب کا مختصر جائزہ	ڈاکٹر سلامت اللہ خاں	
12	انتخاب غزلیات میر	ڈاکٹر حامدی کاشمیری	۱۵/=
13	انتخاب کلام حسرت	ڈاکٹر فضل امام	۹/=
14	انشاء اللہ کی روزنامچہ	سید محمد نعیم الدین	۴/۵۰
15	انیس کے سلام	علی جواد زیدی	۱۳/۵۰
16	انیس کے مرثیے اوّل (دوسری طباعت)	صالحہ عابد حسین	۳۶/=
17	انیس کے مرثیے دوم (دوسری طباعت)	صالحہ عابد حسین	۴۰/=
18	برنارڈ شا	عبدالمغنی	
19	بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء	پروفیسر اختر اورینوی	۱۸/=
20	بیسویں صدی میں اردو ناول	ڈاکٹر یوسف سرمست	۵۸/=
21	پشکن (دوسری طباعت)	ظ۔ انصاری	
22	تذکرہ علمائے بہار	صفی الدین واعظ / پروفیسر نذیر احمد	۱۳/=
23	تالستائے	ڈاکٹر محمد یٰسین	
24	جوش ملیح آبادی شخصیت اور فن	ظفر محمود	
25	سچ خف (دوسری طباعت)	ظ۔ انصاری	۱۱/=
26	حیات جاوید (تیسری طباعت)	الطاف حسین حالی	۴۸/=
27	خسرو شناسی (دوسری طباعت)	ظ۔ انصاری / ابوالفیض سحر	۲۴/=
28	دانتے	زیڈ۔ اے۔ عثمانی	۸/۲۵
29	دستنبو (غالب)	(مترجم) پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	۱۲/=
30	درس بلاغت (تیسری طباعت)	ترقی اردو بیورو	۱۱/=
31	قدیم اردو نظم (۱)	ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۴۰/=
32	دکن میں اردو	پروفیسر نصیر الدین ہاشمی	۴۲/=
33	دکنی ہندو اور اردو	پروفیسر نصیر الدین ہاشمی	۱۵/۵۰
34	دکنی نثر کا انتخاب	پروفیسر سیدہ جعفر	۱۲/۵۰
35	دکن میں مرثیہ اور عزاداری	ڈاکٹر رشید موسوی	۱۶/=
36	دیوان آبرو	پروفیسر محمد حسن	۲۵/=
37	دیوان حسرت عظیم آبادی	ڈاکٹر اسماء سعیدی	
38	ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا حیات اور کارنامے	ڈاکٹر کبیر احمد جائسی	۱۲/=
39	ڈاکٹر ذاکر حسین	مرتبہ: ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۷۰/=
40	ذوق و جستجو	پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	۳۴/=
41	رہبر اخبار نویسی	سید اقبال قادری	۹۴/=
42	رباعیات انیس	مرتب: علی جواد زیدی	
43	زندگانی بے نظیر	سید محمد عبدالغفور شہباز / سید محمد حسنین	۱۹/=
44	سب رس کے حروف (صرفی مطالعہ)	آصفہ بیگم	۱۱/=
45	سخنوران گجرات	سید ظہیر الدین مدنی	۱۷/=

.46	شعریات (دوسری طباعت)	ارسطو / شمس الرحمن فاروقی	
.47	شعر شور انگیز (اوّل)	شمس الرحمن فاروقی	۱۰۰/=
.48	شعر شور انگیز (دوم)	شمس الرحمن فاروقی	۳۰/=
.49	شعر شور انگیز (سوم)	شمس الرحمن فاروقی	۱۵۰/=
.50	شعر شور انگیز (چہارم)	شمس الرحمن فاروقی	۱۷۰/=
.51	صحیفہ خوش نویسان	مولوی احتشام الدین احمد شاغل	۱۲/=
.52	عربی ادب کی تاریخ (۱) (تیسری طباعت)	پروفیسر عبدالحلیم ندوی	۲۰/=
.53	عربی ادب کی تاریخ (۲)	پروفیسر عبدالحلیم ندوی	۲۶/=
.54	عربی ادب کی تاریخ (۳)	پروفیسر عبدالحلیم ندوی	۵۵/=
.55	غزل اور غزل کی تحریک (دوسری طباعت)	ڈاکٹر اختر انصاری	۱۸/=
.56	فسانۂ آزاد (جلد اوّل)	رتن ناتھ سرشار / امیر حسن نورانی	۱۰۰/=
.57	فسانۂ آزاد (جلد دوم)	رتن ناتھ سرشار / امیر حسن نورانی	۶۵/=
.58	فسانۂ آزاد (جلد سوم، حصہ اوّل)	رتن ناتھ سرشار / امیر حسن نورانی	۶۷/۵۰
.59	فسانۂ آزاد (جلد سوم، حصہ دوم)	رتن ناتھ سرشار / امیر حسن نورانی	۵۰/=
.60	فسانۂ آزاد (جلد چہارم، حصہ اوّل)	رتن ناتھ سرشار / امیر حسن نورانی	۶۷/۵۰
.61	فسانۂ آزاد (جلد چہارم، حصہ دوم)	رتن ناتھ سرشار / امیر حسن نورانی	۵۰/=
.62	فکر و تحقیق (۱)	مدیر اعلیٰ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۱۵/=
.63	فکر و تحقیق (۲)	مدیر اعلیٰ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۱۵/=
.64	فکر و تحقیق (۳)	مدیر اعلیٰ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۱۵/=
.65	فکر و تحقیق (۴)	مدیر اعلیٰ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۱۵/=
.66	فکر و تحقیق (۵)	مدیر اعلیٰ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۲۰/=
.67	فکر و تحقیق (۶)	مدیر اعلیٰ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	۲۰/=
.68	قطب مشتری	اسد اللہ وجہی / ڈاکٹر حمیرہ جلیلی	۳۸/=
.69	قلم کا مزدور پریم چند	مدن گوپال	۲۰/=
.70	کاشف الحقائق	سید امداد امام اثر / پروفیسر وہاب اشرفی	
.71	کائنات جلیل	علی احمد جلیلی	۳۵/=
.72	کلیات ذوق	ڈاکٹر تنویر احمد علوی	۳۳/=
.73	کلیات سراج	سراج اورنگ آبادی	
.74	کلیات سراج (ڈی لکس)	سراج اورنگ آبادی	۳۸/=
.75	کلیات سودا (حصہ اوّل)	پروفیسر محمد حسن	۳۸/=
.76	کلیات سودا (حصہ دوم)	پروفیسر محمد حسن	۳/=
.77	کلیات عیش	ڈاکٹر عیش بانو	۸۰/=
.78	کلیات فانی	پروفیسر ظہیر احمد صدیقی	۵۲/=
.79	کلیات قلی قطب شاہ	پروفیسر سیدہ جعفر	
.80	کلیات میر	ظل عباس عباسی	
.81	مجموعہ نغز (تذکرہ شعرائے اردو)	قدرت اللہ قاسم	۵۰/=
.82	مشرق و مغرب میں تنقیدی تصورات	پروفیسر محمد حسن	۲۸/=
.83	مقالات مسعود	پروفیسر مسعود حسین خاں	۱۸/۵۰
.84	مولیر	پروفیسر ثریا حسین	۱۵/=
.85	نالاڈیار (کلاسیکی تامل اشلوکوں کا مجموعہ)	غازی حمید اللہ خاں	۳/۷۵
86	واجد علی شاہ کی ادبی و ثقافتی خدمات	کوکب قدر سجاد علی میرزا	۹۷/=
.87	وضاحتی کتابیات (جلد اوّل ۱۹۷۶ء)	پروفیسر گوپی چند نارنگ / پروفیسر مظفر حنفی	
.88	وضاحتی کتابیات (جلد دوم) ۷۷-۱۹۷۸ء	پروفیسر گوپی چند نارنگ / پروفیسر مظفر حنفی	۴۳/=
.89	وضاحتی کتابیات (جلد سوم)	پروفیسر گوپی چند نارنگ / پروفیسر مظفر حنفی	۱۳۵/=
.90	ہندی ادب کے بھگتی کال میں مسلم ثقافت کے اثرات (دوسری طباعت)	سید اسد علی / ڈاکٹر ماجد اسد	۲۲/=
.91	یادبود غالب	پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	۲۱/=

تاریخ۔ جغرافیہ۔ سیاست۔ ثقافت

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
.92	آریہ سماج کی تاریخ	لالہ لاجپت رائے / کشور سلطان	۱۰/۵۰
.93	آزادی	جان اسٹورٹ مل / سعید انصاری	
.94	آزاد ہندوستان (حصہ دوم) (تیسری طباعت)	ایس۔ ایل۔ کھنہ	۴/=
.95	ابتدائی علم شہریت	ایس۔ این۔ چتوپادھیائے / شریف الحسن نقوی	۳/۵۵

96. اسلامی تہذیب و تمدن — مولانا حسن آزاد فاروقی — ١٣/=
97. اسلامی سماج — روبن لیوی / حسیر الحق — ١٠/=
98. اکبر سے اورنگ زیب تک — ڈبلیو ایچ مورلینڈ / رعنا محمد صدیقی — ٢١/٥٠
99. البیرونی کے جغرافیائی نظریات — ڈاکٹر حسن عسکری کاظمی — ١١/=
100. انقلاب ۱۸۵۷ء (دوسری طباعت) مرتب: پی۔ سی۔ جوشی
101. انقلاب فرانس — جے۔ ایم۔ تھامسن / ڈاکٹر محمود حسین
102. اورنگ زیب کے عہد میں مغل امراء — محمد اطہر علی / امین الدین — ٢٨/=
103. بادشاہ — میکاولی / ڈاکٹر محمود حسین — ١٣/=
104. برطانیہ کا دستور اور نظام حکومت — محمد محمود فیض آبادی — ٣٦/=
105. تاریخ آصفی — مرزا ابو طالب / ڈاکٹر ثروت علی — ١٠/=
106. تاریخ اور ساجیات — عائشہ بیگم — ١٠/٥٠
107. تاریخ تحریک آزادی ہند (حصہ اول) — ڈاکٹر تاراچند / قاضی محمد عدیل عباسی
108. تاریخ تحریک آزادی ہند (حصہ سوم) — ڈاکٹر تاراچند / قاضی محمد عدیل عباسی
109. تاریخ تعلیم ہند — جے۔ پی۔ نائک / سید نور اللہ
110. تاریخ تمدن ہند — پروفیسر محمد مجیب — ١١/=
111. تاریخ ٹیپو سلطان — محب الحسن / حامد اللہ افسر
112. تاریخ جہانگیر (دوسری طباعت) — بنی پرشاد / رحم علی الہاشمی
113. تاریخ شاہجہاں (دوسری طباعت) — بناری پرشاد سکسینہ / سید اعجاز حسین
114. تاریخ فلسفہ سیاسیات — پروفیسر محمد مجیب — ١١/٥٠
115. تحریک آزادی ہند — ظہور محمد خاں — ٢/٢٥
116. تحریک خلافت — قاضی محمد عدیل عباسی — ١١/٥٠
117. تذکرہ دربار حیدرآباد — رتن راج سکسینہ
118. جامع تاریخ ہند — محمد حبیب / خلیق احمد نظامی
119. جدید سیاسی فکر — سید انوار الحق حقی / ڈاکٹر محمد ہاشم قدوائی — ١٥/٢٥
120. جدید ہندوستان کے معمار (دوسری طباعت) — آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر / ڈاکٹر قیام الدین احمد — ١٣/=
121. جغرافیہ کی ماہیت اور اس کا مقصد — ایس۔ ڈبلیو وولرج / انیس احمد صدیقی — ١٩/=
122. جدید ہندوستان کے سماجی و سیاسی افکار — ڈاکٹر محمد ہاشم قدوائی — ٢٧/=
123. جنوبی ہند کی تاریخ زمانہ قبل تاریخ سے وجے نگر کے زوال تک — آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر / آر۔ کے۔ بھٹناگر
124. چولا راجگان — آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر / کے مالی۔ نیل کنٹھ شاستری — ٢٠/=
125. حکومت اور آئین (چوتھی طباعت) — مترجم ڈاکٹر قیصر جہاں — ٢/=
126. حیدر علی (دوسری طباعت) — نریندر کرشن سنہا / اقتدار حسین صدیقی
127. خلجی خاندان — کے۔ ایس۔ لال / محمد تحسین مظہر صدیقی
128. دکن کی قدیم تاریخ — پروفیسر یزدانی — ٣٩/=
129. بہمنی سلاطین — ہارون خاں شیروانی / رحم علی الہاشمی
130. رنجیت سنگھ — نریندر کرشن سنہا / کیلاش چندر چودھری — ٩/٢٥
131. ریاست حیدرآباد میں جدوجہد آزادی ۱۸۰۰ تا ۱۹۰۰ — سید محمد جواد رضوی — ٢٠/=
132. سلاطین دہلی کا سیاسی نظریہ — محمد حبیب / بیگم افسر عمر سلیم خاں — ١٣/=
133. سلطنت مغلیہ کا مرکزی نظام حکومت — ابن حسن / آئی۔ اے۔ ظلی — ١٩/=
134. سوویت یونین کا سیاسی نظام — ظفر امام — ٧٣/=
135. شہیدان آزادی (حصہ اول) — پی۔ این۔ چوپڑا / بھگوت سنگھ
136. شہیدان آزادی (حصہ دوم) — پی۔ این۔ چوپڑا / سید تفضل حسین — ٢٠/=
137. شیر شاہ سوری اور اس کا عہد — افکار مجمی قانون گو / رام آسرا شرما
138. صوبائی خودمختاری کی ابتدا — ایس گوپال / منظور پرشاد — ١٢/٥٠
139. ظہیر الدین محمد بابر (دوسری طباعت) — ایل۔ ایف۔ رش بروک ولیمز / رفعت بلگرامی — ١٣/=
140. علی وردی اور اس کا عہد — کالی کنکر دتا / عبد الاحد خاں خلیل — ٣٠/=
141. قدیم لکھنؤ کی آخری بہار — مرزا جعفر حسین
142. قدیم ہندوستان کی تاریخ — رما شنکر تریپاٹھی
143. قدیم ہندوستان میں تعلیم — اے۔ ایس۔ الٹکر / ابو یوسف — ٢٠/=
144. قدیم ہندوستان کی ثقافت و تہذیب تاریخی پس منظر میں — ڈی۔ ڈی۔ کوسمبی / بال مکند عرش ملسیانی
145. قدیم ہندوستان میں شودر — رام سرن شرما / جمال الدین محمد — ٣٠/٥٠

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
146.	مہاتما گاندھی	بی۔ آر۔ نندا / علی جواد زیدی	۱۳/=
147.	مغلیہ سلطنت کا عروج و زوال	ایس۔ این۔ ترپاٹھی / ڈاکٹر ریاض احمد خاں شیروانی	۳۷/=
148.	مغل دربار کی گروہ بندیاں اور سیاست (دوسری طباعت)	ڈاکٹر ستیش چندر / ڈاکٹر قاسم صدیقی	۲۲/=
149.	مغلوں کا نظام مالگزاری ۱۷۰۰ء سے ۱۷۵۰ء تک	نعمان احمد صدیقی / ایس۔ بی۔ ہادی	۹/=
150.	مراد آباد۔ تاریخ اور صنعت	تاباں نقوی	۱۲/=
151.	سیر طالبی (سفر نامہ)	ابو طالب اصفہانی / ثروت علی	۳۲/=
152.	منتخب دساتیر کا تقابلی مطالعہ	شجاع الدین فاروقی	۶۵/=
153.	بوابنگی	پروفیسر رشید الدین خاں / ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ مہدی	۳۷/=
154.	وادی سندھ اور اس کے بعد کی تہذیبیں	سر مورٹیمر / زبیر رضوی	
155.	وجے نگر کے عہد میں نظام حکومت اور سماجی زندگی	ٹی۔ وی۔ مہالنگم / نیل کنٹھ شاستری	۴۱/=
156.	ہمایوں نامہ	گلبدن بیگم / رحمان حیدر مرزا	۱۱/=
157.	ہندوستان سرزمین اور عوام	ماہائی گپتا / ایس۔ کے۔ سنگھ	۲/=
158.	ہندوستان کا شاندار ماضی	اے۔ ایل۔ باشم / غلام سمنانی	
159.	ہندوستان کے دور وسطیٰ کے مورخین	پروفیسر محب الحسن / مسرور علی ہاشمی	۴۵/=
160.	ہندوستانی خارجہ پالیسی کی بنیادیں	بمل پرساد / محمد محمود فیض	۱۲/۲۵
161.	ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کا عروج	ڈاکٹر رفیق زکریا	۳۶/=
162.	ہندوستانی کتبوں کا مطالعہ	ڈی۔ سی۔ سرکار / ملیحہ مسیح الزماں	۳۹/=
163.	ہندوستانی مصوری ایک خاکہ	انیس فاروقی	
164.	ہندوستانی مصوری عہد مغلیہ میں	پرسی براون / رشید الحق	
165.	ہندوستانی معاشرہ عہد وسطیٰ میں (دوسری طباعت)	کنور محمد اشرف / قمر الدین	۱۸/۲۵
166.	ہندوستان میں مسلم حکومت کی اساس	حبیب اللہ / مسعود الحسن	۲۵/=
167.	یورپ کے عظیم سیاسی مفکرین	ڈاکٹر محمد ہاشم قدوائی	۱۵/۵۰

تذکرۂ مخطوطات

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
168.	تذکرۂ مخطوطات (حصہ اول)	ڈاکٹر محی الدین قادری زور	۲۳/=
169.	تذکرۂ مخطوطات (حصہ دوم)	ڈاکٹر محی الدین قادری زور	۲۳/=
170.	تذکرۂ مخطوطات (حصہ سوم)	ڈاکٹر محی الدین قادری زور	۲۳/=
171.	تذکرۂ مخطوطات (حصہ چہارم)	ڈاکٹر محی الدین قادری زور	۲۳/=
172.	تذکرۂ مخطوطات (حصہ پنجم)	ڈاکٹر محی الدین قادری زور	۲۳/=

لسانیات، لغات، قواعد اور کتب خانہ داری

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
173.	آہنگ و عروض	ڈاکٹر کمال احمد صدیقی	۱۸/=
174.	املا نامہ مرتب:	پروفیسر گوپی چند نارنگ	۹/=
175.	اردو تصویری لغت	شیلا کمدی / ڈاکٹر علی رفاد فتیحی	۳۰/=
176.	اردو صرف و نحو	ڈاکٹر اقتدار حسین خاں	۱۶/=
177.	اردو افعال	سونیا چرنیکووا	۲۳/=
178.	اردو املا	رشید حسن خاں	
179.	اسکول لائبریری	سید حسین رضا رضوی	۲۰/=
180.	جامع انگریزی اردو لغت (حصہ اول)	کلیم الدین احمد	۴۰۰/=
181.	جامع انگریزی اردو لغت (حصہ دوم)	کلیم الدین احمد	۶۰۰/=
182.	توضیحی لسانیات	ایچ۔ ایل۔ گلیسن / شفیق احمد صدیقی	۲۳/=
183.	زبان و قواعد	رشید حسن خاں	
184.	صحت الفاظ	سید بدر الحسن	۱۸/=
185.	صوتیات فونیمیات	پروفیسر اقتدار حسین	۲۴/=
186.	عام لسانیات	پروفیسر گیان چند جین	۷۵/=
187.	عشری درجہ بندی	میلوِل ڈیوی / سید محمود حسن قیصر	۸۰/=

188.	عہدۂ ناظم کتب خانہ داری ایک تعارف	کے۔ سی۔ ہیرٹن / مہ جبیں اختر	۲۲/=
189.	فرہنگ ادبی اصطلاحات	کلیم الدین احمد	۲۷/=
190.	فرہنگ آصفیہ (۱)	مولوی سید احمد دہلوی	۱۵۰/=
191.	فرہنگ آصفیہ (۲)	مولوی سید احمد دہلوی	۱۵۰/=
192.	فرہنگ آصفیہ (۳)	مولوی سید احمد دہلوی	۱۵۰/=
193.	فرہنگ آصفیہ (۴)	مولوی سید احمد دہلوی	۱۵۰/=
194.	فرہنگ اصطلاحات انسانیات	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	
195.	فرہنگ اصطلاحات تاریخ و سیاسیات	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۳۸/=
196.	فرہنگ اصطلاحات حیوانیات	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۱۲/=
197.	فرہنگ اصطلاحات ریاضیات	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۵/=
198.	فرہنگ اصطلاحات فلسفہ، نفسیات اور تعلیم	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۳۰/=
199.	فرہنگ اصطلاحات کیمیا	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۸/=
200.	فرہنگ اصطلاحات لسانیات	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۲۰/=
201.	فرہنگ اصطلاحات معاشیات	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۱۰/=
202.	فرہنگ اصطلاحات نباتیات	اردو بیورو (انگریزی/اردو)	۱۵/=
203.	فرہنگ سیاسیات	محمد محمود فیض / حسن علی جعفری	۳۸/=
204.	کتاب کی تاریخ	شایاں قدوائی	۳/۵۰
205.	کتب خانہ داری ایک تعارف	شہاب الدین انصاری	۲۴/=
206.	لسانیات کیا ہے؟	ڈاکٹر ڈیوڈ کرسٹل / ڈاکٹر نصیر احمد خان	۱۱/=
207.	لسانی مطالعے ترمیم و اضافے کے ساتھ (تیسرا ایڈیشن)	پروفیسر گیان چند جین	۲۲/=
208.	لغت ابجد شماری (جلد اول، حصہ اول)	سید احمد (سڈنی)	۸۵/=
209.	مبادی کتابیات	شہاب الدین انصاری / کرشن کمار	۲۲/=
210.	مختصر اردو لغت	ترقی اردو بیورو	۶۵/=
211.	نئی اردو قواعد	عصمت جاوید	۱۵/=
212.	وضع اصطلاحات	وحید الدین سلیم	۱۵/=
213.	ہند آریائی اور ہندی	سنیتی کمار چٹرجی / پروفیسر عتیق احمد صدیقی	۱۰/۷۵
214.	ہندوستان میں چھاپہ خانہ	ڈاکٹر علی ابن الحسین زیدی	۷/۲۵
215.	ہندوستان کے زمانہ قدیم و وسطی کے کتب خانے	بمل کمار دت / سرتاج عالم عابدی	۱۰/۵۰

فلسفہ، تعلیم، نفسیات، مذہب، سماجیات

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
216.	ابتدائی نفسیات	سید محمد محسن / محمد رضوان احمد خاں	۱۶/=
217.	ابنارمل نفسیات	الفرایم روزن / ذکیہ مشہدی	۲۸/=
218.	ادبیات شناسی	پروفیسر محمد حسن	۱۲/۵۰
219.	انسان اپنی تلاش میں	رولو مے / زاہدہ زیدی	۳۰/=
220.	اردو زبان کی تدریس (تیسری طباعت)	معین الدین	۱۸/=
221.	اشارات تعلیم	آسٹن / نور الحسن	۴۵/=
222.	اصول تعلیم (دوسری طباعت)	خواجہ غلام السیدین	۲۴/=
223.	اصول تعلیم اور عمل تعلیم	ڈی۔ ایس۔ گارڈن / خلیل الرحمن اور سیلی پرکی	
224.	بھگتی کا فلسفہ یوگ	مترجم کرشن کمار پاٹھک	۱۲/=
225.	تاریخ فلسفۂ اسلام	ٹی۔ جے۔ بور / سید عابد حسین	۶/۵۰
226.	تاریخ ہندی فلسفہ	ایس۔ این۔ داس گپتا / رائے شیو موہن لال ماتھر	۲۰/=
227.	تحلیل نفسی کا اجمالی خاکہ	سگمنڈ فرائڈ / ظفر احمد صدیقی	۱۰/۵۰
228.	تدریس تاریخ	خلیل الرب	۱۸/=
229.	تدریس جغرافیہ	محمد ضیاء الدین علوی	۲۰/=
230.	تعلیم اور اس کا سماجی پس منظر	ڈاکٹر سلامت اللہ	
231.	تعلیمی تشکیل نو کے مسائل	خواجہ غلام السیدین / ایم۔ ابو بکر	۱۲/۷۵
232.	تعلیمی رہنمائی اور صلاح کاری	عبد المغنی مدہوش	۱۳/۷۵
233.	تعلیم سماج اور کلچر (دوسری طباعت)	اے۔ کے۔ سی۔ اٹاوے / ڈاکٹر اختر انصاری	
234.	تعلیم میں نفسیات کی اہمیت	ہربرٹ سورنس / ڈاکٹر سلامت اللہ	۲۷/=
235.	تعلیم کی نفسیاتی اساس	عبد اللہ ولی بخش قادری	۱۶/=

236	تعلیم کا عمل	جے ڈبلیو ایڈمز / معین الدین	۵/۵۰
237	تعلیم کے مقاصد اور مسائل	تھیوڈر برامیلڈ / خلیل الرحمٰن	۱۸/=
238	تعلیم (ہندوستان کے مسلم عہد حکومت میں)	ایس۔ ایم۔ جعفر / سید انصاری	۸/۲۵
239	ثانوی مدارس میں تدریس	نیلسن ایل۔ بوسنگ / سرور علی، اختر ہاشمی	۴۲/=
240	جدید ابتدائی منطق	ایل سوزن اسٹیبنگ / ڈاکٹر سلطان علی شیدا	۱۰/=
241	جدید ہندوستان میں ذات پات	ایم۔ این۔ سرینواس / شہباز حسین	۸/۲۵
242	جواہر پارہ ادراک / شنکر آچاریہ	شنکر آچاریہ / کرشن کمار پاٹھک	۸/=
243	جدید دنیا میں تعلیم	نیاز احمد اعظمی	۲۰/=
244	زمان و مکان	وزیر حسن عابدی	۱۵/=
245	سائنس کی تدریس	ڈی۔ این۔ شرما / آر۔ سی۔ شرما	۲۸/=
246	سماج اور تعلیم	محمد عبدالقادر عمادی	۵/۷۵
247	سماجی فلسفہ کا خاکہ	جے۔ ایس۔ میکنزی	۲۲/=
248	شخصیت کے نظریات	ساجدہ زیدی	۲۵/=
249	شریمد بھگوت گیتا	مترجم: حسن الدین احمد	۵/=
250	علم مدنیت کی تدریس	ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	۱۱/=
251	علم طبیعیات اور جدید طریقہ تعلیم	رضیہ شیخ نظام الدین	۲۱/=
252	فلسفیانہ تجزیہ ایک تعارف	جان ہاسپرس / ایس۔ اے۔ شیدا	۵۲/=
253	فلسفہ کے بنیادی مسائل	اے۔ سی۔ ایونگ / میر ولی الدین	
254	قدیم ہندی فلسفہ	رائے شیو موہن لال ماتھر	۱۵/۵۰
255	قومی تہذیب کا مسئلہ	سید عابد حسین	
256	کامرس کیسے پڑھائیں	محمد شریف خاں	۱۴/۵۰
257	کپل کا فلسفہ سانکھیہ	(مترجم) کرشن پاٹھک	زیر طبع
258	معاشیات کیسے پڑھائیں	ریاض شاکر خاں	۱۴/=
259	مدرسۂ عمل	اڈولف فیریر / شیخ غلام حسین	۹/۷۵
260	نسل اور نسلی امتیاز	عبدالقادر عمادی	۸/۵۰
261	نفسیات جنوں	برنارڈ ہارٹ / حمید الزماں	۵/۲۵
262	ہمارا قدیم سماج	سید تقی حسن نقوی	
263	ہندو فلسفہ مذہب اور نظام معاشرت	سید حامد حسین	۹/=
264	ہندوستانی گاؤں	شیاما چرن دوبے / عبدالقادر عمادی	۱۵/=
265	ہندوستان میں عورت کی حیثیت	آئی۔ سی۔ آر۔ / صغرا مہدی	۱۵/=
266	ہندوستانی سماج ساخت اور تبدیلی	ضیاء الدین احمد	۳۸/=
267	ہندی فلسفہ کے عام اصول	شیو موہن لال ماتھر	۱۸/=

معاشیات، تجارت

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
268	اجارہ	این۔ اے۔ جی۔ ہاسن / ایم۔ اے۔ گیلانی	۱۷/۵۰
269	اجرتیں	موریس ڈاب / عبدالرشید	۱۰/۵۰
270	اصول معاشیات	رضیہ نظامی	۱۰/=
271	بین الاقوامی معاشیات	چارلس پی کنڈل برجر / لیاقت علی خاں	۳۵/=
272	تجارت بین الاقوامی و مبادلات خارجہ	محمد باقر زیدی	۱۶/=
273	دفتری نظامیہ	ہمبر / پروفیسر محمد سعید	۱۲/=
274	شماریات اور ان کا استعمال	ایل۔ اے۔ باڈنگٹن / نجم الحسن	۱۵/۷۵
275	کامرس برائے سکنڈری اسکول	سیتا رام اور / زین العابدین	۴/۵۰
276	کھاتہ نویسی و کھاتہ داری	کے۔ ایچ۔ فاروقی	
277	معاشیات کے بنیادی اصول	سراج الحسن	
278	ہندوستان اور مشرق وسطیٰ کے تجارتی تعلقات	ڈاکٹر حامد اللہ ندوی	۲۲/=
279	ہندوستان کا صنعتی ارتقاء	ڈی۔ آر۔ گیڈگل / ایم۔ صدیقی	۱۳/=
280	ہندوستان کی معاشی تاریخ (حصہ اول) ۱۷۵۷ء تا ۱۸۳۷ء	رمیش دت / غلام ربانی تاباں	۱۸/۷۵
281	ہندوستانی معاشیات	ایس۔ کے۔ بھٹناگر / محمد طفیل یاسین	۵/۳۰
282	ہندوستانی معاشیات	برج کشور / این۔ کے۔ بھٹناگر	۵/۳۰
283	ہندوستانی صنعت	الک گھوش	۵/۲۵
284	ہندوستان میں بیوپاری کارپوریشنوں کا فروغ ۱۸۵۱ء تا ۱۹۰۰ء	رادھے شیام رنگٹا / غلام حیدر	۲۱/۵۰
285	ہندوستانی صنعتوں میں انصرام عملہ	نجم الحسن	۸/۷۵

سائنسی اور تکنیکی کتابیں

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
286.	آبیات	محمد ابراہیم	۱۰/=
287.	آسان اردو شارٹ ہینڈ	سید راشد حسین	۱۶/=
288.	ارضیات کے بنیادی تصورات	وائی ہیرو چیف / پروفیسر ماجد حسین	۲۲/=
289.	انسانی ارتقاء	ایم، آر، ساہنی / احسان اللہ	
290.	ایٹم کیا ہے؟	احمد حسین	۳/۵۰
291.	بائیو گیس پلانٹ	ڈاکٹر خلیل اللہ خاں	۱۵/=
292.	برقی توانائی	انجم اقبال	۱۲/=
293.	پرندوں کی زندگی اور ان کی معاشی اہمیت	محشر عابدی	۱۱/=
294.	پیڑ پودوں میں وائرس کی بیماریاں	رشید الدین خاں	۶/۵۰
295.	پیمائش و نقشہ کشی	محمد انعام اللہ	۲۰/=
296.	تاریخ طبعی (حصہ اوّل)	پروفیسر شمس الدین قادری	۲۲/=
297.	تاریخ طبعی (حصہ دوم)	پروفیسر شمس الدین قادری	۲۲/=
298.	تاریخ ایجادات	ایمن لارسن / صالحہ بیگم	۳۰/=
299.	عملی احصاء برائے بی۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی۔	شانتی نرائن / سید ممتاز علی	۲۲/۲۵
300.	ٹرانسسٹر کے بنیادی اصول	سید اقبال حسین رضوی	۱۱/۲۵
301.	جدید الجبر اور مثلثات برائے بی۔ اے۔	لطیف ج پی۔ ونس۔ ایس۔ اے۔ ایل۔ شیروانی	۱۵/=
302.	خاص نظریہ اضافیت	حبیب الحق انصاری	۱۲/=
303.	دھوپ چولہا	ایم۔ ایم۔ ہدیٰ / ڈاکٹر خلیل اللہ خاں	۱۲/=
304.	راست و متبادل کرنٹ	عبدالرشید انصاری	۱۵/=
305.	سائنس کی باتیں	امر جیت لال	۱۱/۵۰
306.	سائنس کی کہانیاں (حصہ اوّل)	سنت اور سنتھ / انیس الدین ملک	۱۰/۵۰
307.	سائنس کی کہانیاں (حصہ دوم)	سنت اور سنت / انیس الدین ملک	۱۲/=
308.	سائنس کی کہانیاں (حصہ سوم)	سنت اور سنت / انیس الدین ملک	۵/=
309.	علم کیمیا (حصہ اول) (چھٹی طباعت)	مترجم: سید انوار سجاد رضوی	۵/=
310.	علم کیمیا (حصہ دوم)	مترجم: ارشد رضوی	۴/=
311.	فلسفہ، سائنس اور کائنات	ڈاکٹر محمود علی سلطانی	۵۵/=
312.	فن طباعت (دوسرا ایڈیشن)	بلجیت سنگھ سلیم	۱۱/۵۰
313.	فن خطاطی و خوشنویسی اور مطبع منشی نول کشور کے خطاط	امیر حسن نورانی	۳۶/=
314.	کلاسیکی برق و مقناطیسیت مترجم: بی بی سکینہ	وانف کانگ۔ ایچ پولسکی میلیا فلپس۔	۵۰/=
315.	کوئلہ	قیس احمد صدیقی	۲۲/=
316.	گنے کی کھیتی	سید مسعود حسن جعفری	۱۵/=
317.	گھریلو سائنس (حصہ ششم)	مترجم۔ شیخ سلیم احمد	۱۸/=
318.	گھریلو سائنس (حصہ ہفتم)	مترجم۔ ایس۔ اے۔ رحمان	۱۸/=
319.	گھریلو سائنس (حصہ ہشتم)	مترجم۔ تاجور سامری	۲۸/=
320.	محدود جیومیٹری	گورکھ پرشاد اور ایچ، سی، گپتا / نثار احمد خاں	۳۵/=
321.	مسلم ہندوستان کا زراعتی نظام	ڈبلیو ایچ مورلینڈ / جمال محمد	۱۲/۵۰
322.	مغل ہندوستان کا طریق زراعت	عرفان حبیب / جمال محمد	۲۲/۵۰
323.	مطالع النجوم	حبیب الرحمٰن خاں صابری	
324.	موزوں ٹکنالوجی ڈائرکٹری	ایم۔ ایم۔ ہدیٰ / خلیل اللہ خاں	۲۸/=
325.	نوریات	ایف۔ ڈبلیو سیرز / آر۔ کے۔ رستوگی	۲۲/=
326.	ہندوستان کی زراعتی زمینیں اور ان کی زرخیزی	سید مسعود حسین جعفری	۱۲/=
327.	ہندوستان میں موزوں ٹکنالوجی کی توسیع کی تجویز	ایم۔ ایم۔ ہدیٰ / ڈاکٹر خلیل اللہ خاں	۱۰/=

بچوں کا ادب

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
328.	آرٹ کی کہانی	سیما پرویز	۲/۵۰
329.	اچھی چڑیا	محمد شفیع الدین نیر	
330.	اخبار کی کہانی	غلام حیدر	۱۱/۵۰
331.	اقبال اور بچوں کا ادب	زیب النساء بیگم	۱۷/=
332.	ادب کسے کہتے ہیں	اطہر پرویز	۱/۸۵

333.	اڑنے والا گینڈا	منور راجا	۸/۵۰
334.	اشوک کی پتنگ	ماسگریٹ گڈ	۷/۵۰
335.	اقبال کی کہانی	جگن ناتھ آزاد	۲/۵۰
336.	اکبر الٰہ آبادی	صغرا مہدی	۳/۵۰
337.	انجان ملکوں کے کھوجی	ثریا جبیں	۱۲/=
338.	ان سے ملئے	منوہر ورما / طلعت عثمانی	
339.	الو اور کنگلی کی کہانیاں	ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی	۱۰/۵۰
340.	الو کی کہانیاں	ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	۲/۲۵
341.	الو اور کالا کنواں	صالحہ عابد حسین	۷/۱۵
342.	اڑکی	ہومر / اطہر پرویز	۷/=
343.	اولمپک گیمس	صفدر حسین	۱۲/=
344.	اونٹ راجا	پربھا رنا ٹھکر	۳/۵۰
345.	ایشیا اور یورپ کی کہانیاں	ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	۳/۵۰
346.	ایک دن کا بادشاہ	باز گو اطہر پرویز	
347.	ایک نائی اور رنگ ساز کا قصہ	باز گو اطہر پرویز	۹/=
348.	اینڈرسن کی کہانیاں	باز گو اطہر افسر	۳/۵۰
349.	ایلس آئینہ گھر میں	مترجم۔ عبدالحیٔ	۱۱/=
350.	بابر نامہ	مترجم۔ ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	۱۲/=
351.	باتیں کرنے والا غار	دولت ذوالفقاری / اے۔ کے۔ لو گیا	۳/۵۰
352.	باپو اور بچے	پی۔ ڈی۔ ٹنڈن / تنویر سامری	۲/۲۵
353.	بچوں کے حالی	صالحہ عابد حسین	۳/۷۵
354.	بچوں کے ڈرامے	اظہر افسر	۱۰/۵۰
355.	بچوں کی مسکان	سیدہ فرحت	۳/۷۵
356.	بچوں کی نظمیں	جگن ناتھ آزاد	۵/=
357.	بچوں کے نہرو	ایم چیلا پتی راؤ / پریم بدرائن	۷/۵۰
358.	بکری دو گاؤں کھا گئی	م۔ نسیم	۹/=
359.	بگلا اور کیکڑا	الا ٹھکر	۶/=
360.	بڑھیا اور کوا	ٹھکر	۷/۵۰
361.	بوستاں کی کہانی	باز گو علقمہ شبلی	
362.	بے زبان ساتھی	وکیل نجیب	۱۰/=
363.	بیربل کی شوخیاں	ثریا جبیں	۸/=
364.	بے زبانوں کی دنیا	حیدر بیابانی	۱۸/=
365.	بینک کی کہانی	غلام حیدر	۳/۵۰
366.	بھارت کی لوک کتھائیں (حصہ اوّل)	باز گو ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	
367.	بھارت کی لوک کتھائیں (حصہ دوم)	باز گو ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	
368.	بھارت کی لوک کتھائیں (حصہ سوم)	باز گو ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	
369.	بھکاری راجہ	کے شیو کمار / ساحر ہوشیارپوری	
370.	بھوت پریت	ترقی اردو بیورو	
371.	پریم چند	پروفیسر قمر رئیس	۱۲/=
372.	پریم چند کی کہانیاں	جوگندر پال	۱۱/۵۰
373.	پسند	ملیا تھامس	۷/۵۰
374.	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ اول)	کے۔ شیو کمار / اطہر پرویز	
375.	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ دوم)	کے۔ شیو کمار / اطہر پرویز	
376.	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ سوم)	کے۔ شیو کمار / اطہر پرویز	۵/۷۵
377.	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ چہارم)	کے۔ شیو کمار / اطہر پرویز	۷/=
378.	پودوں اور جانوروں کی دنیا	اطہر پرویز	۲/۵۰
379.	پوربی دیسوں کی کہانیاں	کلا تھیروانی / عائشہ صدیقی	۹/=
380.	پیسے کی کہانی	اطہر پرویز	۳/۵۰
381.	پھول مالا	سعادت نظیر	
382.	پھلواری	منیر الحق صدیقی	۸/۵۰
383.	ترقی اردو ریڈر	حیات اللہ انصاری	
384.	تین مچھلیاں	دولت ذوالفقاری / اے۔ اے۔ لوگیا / ایچ۔ این۔ مجمدار	۳/۵۰
385.	جانور اور ان کے بچے	ڈی۔ سی۔ سولانکی	۳/۲۵
386.	جمبو کی تربیت	آر۔ کے۔ مورتھی	۵/۵۰
387.	جنوبی وسطی افریقہ اور مڈگاسی کی مزیدار کہانیاں	محمد امین	۱۰/=
388.	چار درویشوں کا قصہ	باز گو نور الحسن نقوی	۱۱/=
389.	چکر	سریکھا / اننت کمار	۷/۷۵
390.	چڑیا کا سفر	سید محمد نوگی	۲/۵۰

391	[illegible]	[illegible]	۷/-
392	چڑیاں	سلطان آصف	۳/-
393	[illegible]	رام لال نابھوی	۱۸/-
394	چاند پر چلیں	[illegible]	[illegible]
395	چڑیا لا کے گاؤں میں	قاضی مشتاق احمد	۵/-
396	[illegible]	[illegible]	۳/-
397	حاتم طائی کا قصہ	مرتب: نورالحسن نقوی	۶/۵۰
398	حالی	صالحہ عابد حسین	۴/-
399	حرف حرف قلم	[illegible]	۵/-
400	خلا کی کہانی	[illegible]	۱۱/-
401	خطرناک راستے	وکیل نجیب	۹/۵۰
402	خواجہ میر درد	پروفیسر ظہیر احمد صدیقی	۴/۵۰
403	دلچسپ کہانیاں	ڈاکٹر رام آسرا راز	۸/۵۰
404	دلکش نظمیں	ابرار کرت پوری	۶/-
405	دیس دیس کی کہانیاں	اطہر پرویز	۶/-
406	ڈارون کا نظریہ ارتقاء	ڈاکٹر افتخار احمد	۷/۵۰
407	ڈاکٹر راجندر پرشاد	عبداللطیف اعظمی	۵/-
408	[illegible] کے کارنامے	[illegible]	۱۸/-
409	[illegible]	[illegible]	
410	[illegible]	[illegible]	۴/۷۵
411	راجہ رام موہن رائے	[illegible]	۳/۵۰
412	رتن ناتھ سرشار	[illegible]	۴/۲۵
413	رینگنے والے جانور	قیصر سرمست	۴/-
414	[illegible]	[illegible]	
415	سب کے باپو	سلطان آصف فیضی	۴/۵۵
416	[illegible]	[illegible]	۴/-
417	سرسید احمد خاں	[illegible]	
418	[illegible]	ظفر	۸/۵۰
419	[illegible] کی کہانیاں	محمد امین	۸/۵۰
420	[illegible]	[illegible]	۶/-
421	شاہنامے کی کہانیاں	[illegible]	۴/۵۰
422	[illegible]	[illegible]	
423	[illegible]	[illegible]	۱۱/-
424	شیر اور خرگوش	ظفر	۵/-
425	[illegible]	رتن سنگھ	۳/-
426	[illegible]	[illegible]	۷/-
427	فٹ بال کی کہانی	[illegible]	
428	[illegible]	رجب علی بیگ سرور	۳/۲۵
429	[illegible]	[illegible]	۳/۲۵
430	[illegible]	[illegible]	۲۹/-
431	[illegible]	[illegible]	۷/-
432	[illegible]	ظفر	۵/-
433	کیمیا کی کہانی	سید شہاب الدین دسنوی	
434	[illegible]	[illegible]	۱۲/۵۰
435	گاندھی جی کے مختلف روپ	[illegible]	
436	گانے والا گدھا	ظفر	۵/-
437	گڈو میاں	نورالحسنین	۲۰/-
438	گلستان کی کہانی	محمد حسین [illegible]	
439	[illegible] کا سفر	[illegible]	۴/۵۰
440	[illegible]	[illegible]	۴/-
441	[illegible] کی لوک کہانیاں	ڈاکٹر صادق	۵/۵۰
442	محمد حسین آزاد	[illegible]	۵/-
443	مرزا عظیم بیگ چغتائی	[illegible]	۴/-
444	مشینی گھوڑا	[illegible]	۵/-
445	مصر اور شمالی افریقہ کی کہانیاں	محمد امین	۹/-
446	[illegible]	[illegible]	۴/-
447	[illegible] کی کہانیاں	مرتب: [illegible]	۶/۵۰
448	[illegible]		
449	[illegible]	ملک راج آنند	
450	[illegible]	مرتب: [illegible]	۳/۷۵
451	میر تقی میر	پروفیسر نثار احمد فاروقی	۱۸/-
452	میری والدہ	[illegible]	۶/۲۵

453	میں کیا بنوں گا	میری لن ہرش	۷/۵۰
454	ناگ منی	ساوتری / سلمیٰ اجہری	۳/=
455	نصرت کا خواب	مرتب: حمیدہ عباسی	۳/۵۰
456	ننھی جل پری	ہانس کرسچین اینڈرسن / مرجان چاولہ	۵/۵۰
457	لورتن کی کہانیاں	بازگو شمیم احمد	
458	نور جہاں	ایم۔ آر۔ کوہلی	۷/=
459	نیا کلینڈر اور دوسری کہانیاں	قاضی مشتاق احمد	۷/=
460	نہرو کے ان دیکھے روپ	پی۔ ڈی۔ ٹنڈن / نورالحسن نقوی	۱۳/=
461	وفادار نیولا	شکر	۵/۵۰
462	ہری اور دوسرے ہاتھی	شکر / پریم نارائن	۷/=
463	ہمارا سنیما	پریم پال اشک	۱۰/=
464	ہمارا قومی گیت	سید محمد ابراہیم فکری	۱۰/=
465	ہمارے ٹیگور	صفدر حسین	۸/۵۰
466	ہمارے جانباز	پریم پال اشک	۱۳/=
467	ہمالیہ کے نظارے	شیام سنگھ ششی	۶/۵۰
468	ہندوستان کی آبادی	محمد ابوذر	۸/۷۵
469	ہندوستان کی بزرگ ہستیاں	صفدر حسین	۹/=
470	ہندوستان کی عظیم عورتیں	صفدر حسین	۹/=
471	ہندوستان کی مایۂ ناز ہستیاں و دیگر مضامین	پی۔ شیخ علی	۱۳/=
472	ہندوستان کے قبائلی بچے	ڈاکٹر ششی / رام پرکاش راہی	۱۱/۸
473	ہماری لوک کہانیاں	پریم پال اشک	۱۸/=

طب و معالجات

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
475	امراض النساء (چوتھا ایڈیشن)	حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی	
476	امراض الاطفال	حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی	
477	امراض اور ان کی حقیقت	حکیم ایم۔ حسام صدیقی	۳۳/=
478	بچے کی صحت	ڈاکٹر مس ستیہ گپتا / شمیم نکہت	۷/۵۰
479	پیٹ کے کیڑے	محمد رفیق / اے۔ ایس	۷/=
480	تاریخ طب	حکیم محمد حسان	۳۶/=
481	تشریح الکل (اول)	حکیم ایس۔ ایم۔ کمال الدین حسین ہمدانی	۱۱/=
482	تشریح الاحشاء	حکیم ایس۔ ایم۔ کمال الدین حسین ہمدانی	۳۳/=
483	تیمارداری (ترمیم و اضافے کے ساتھ) (دوسرا ایڈیشن)	ڈاکٹر حسین فاروقی	۱۶/=
484	چائنیز طب آکیوپنکچر اور موکسی بوشن کے بنیادی اصول	ڈاکٹر محمد ظہیر الدین	۱۳/=
485	چند عام بیماریاں	حسین فاروقی	۹/=
486	درد۔ علامات اور علاج	حکیم ابو سعد خالد جاوید شمسی	۱۷/=
487	سرطان کیا ہے؟	محمد برہان حسین	۷/=
488	شراب نوشی اور منشیات کی لت	ڈاکٹر حسین فاروقی	۱۷/=
489	علم الادویہ (حصہ سوم)	حکیم محمد مستان علی	۷/=
490	عہد مامون کے طبی و فلسفیانہ ترجمہ کا تحقیقی مطالعہ	ڈاکٹر عشرت اللہ خاں	-
491	فطری علاج	حسن الدین احمد اور غلام احمد	۱۶/۷۵
492	قبالیات	محمد عباس رضوی	
493	قدیم علم الامراض	حکیم واثق ملک امین	۱۲/=
494	کتاب المرشد	محمد بن زکریا رازی / محمد رضی الاسلام ندوی	۱۵/=
495	کلیات نبض و بول و براز	حکیم حافظ سید حبیب الرحمٰن	
496	ماہیت الامراض	ڈاکٹر سید اسد رضا زیدی	۲۰/=
497	مبادیات طب پر ایک تحقیقی نظر	حکیم الطاف احمد اعظمی	۱۱/=
498	معالجات (حصہ اول)	حکیم وسیم احمد اعظمی	۲۸/=
499	معالجات (حصہ دوم)	حکیم وسیم احمد اعظمی	۵۸/=
500	معالجات (حصہ سوم)	حکیم وسیم احمد اعظمی	
501	معالجات (حصہ چہارم)	حکیم وسیم احمد اعظمی	
502	میزان الطب	حکیم محمد اکبر	
503	موجز القانون	مترجم۔ کوثر چاند پوری	۲۷/=
504	نسائیات	حکیم سید ظل عباس رضوی	۳۵/=
505	ہماری غذا	شکیل احمد	۱۱/=
506	ہندوستان کے مشہور اطباء	حکیم حافظ سید حبیب الرحمٰن	۱۸/=
507	یونانی طب میں علاج حمل بالادویہ اور تدابیر	حکیم [illegible] الفضل	۱۲/=
508	یونانی ادویہ مفردہ	حکیم سید صفی الدین علی	۳۲/=

9/ مئی کو بزرگ خطاط سعید محمد خاں کو ٹرافی دیتے ہوئے ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ اور ایس سی شکلا، پورنیما سیٹھی بیٹھی ہوئی ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمات پر دو روزہ سیمینار کا ایک منظر :دائیں سے جناب فیروز بخت احمد، ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ، پروفیسر عبدالغفار شکیل، پروفیسر گوپی چند نارنگ اور پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی۔

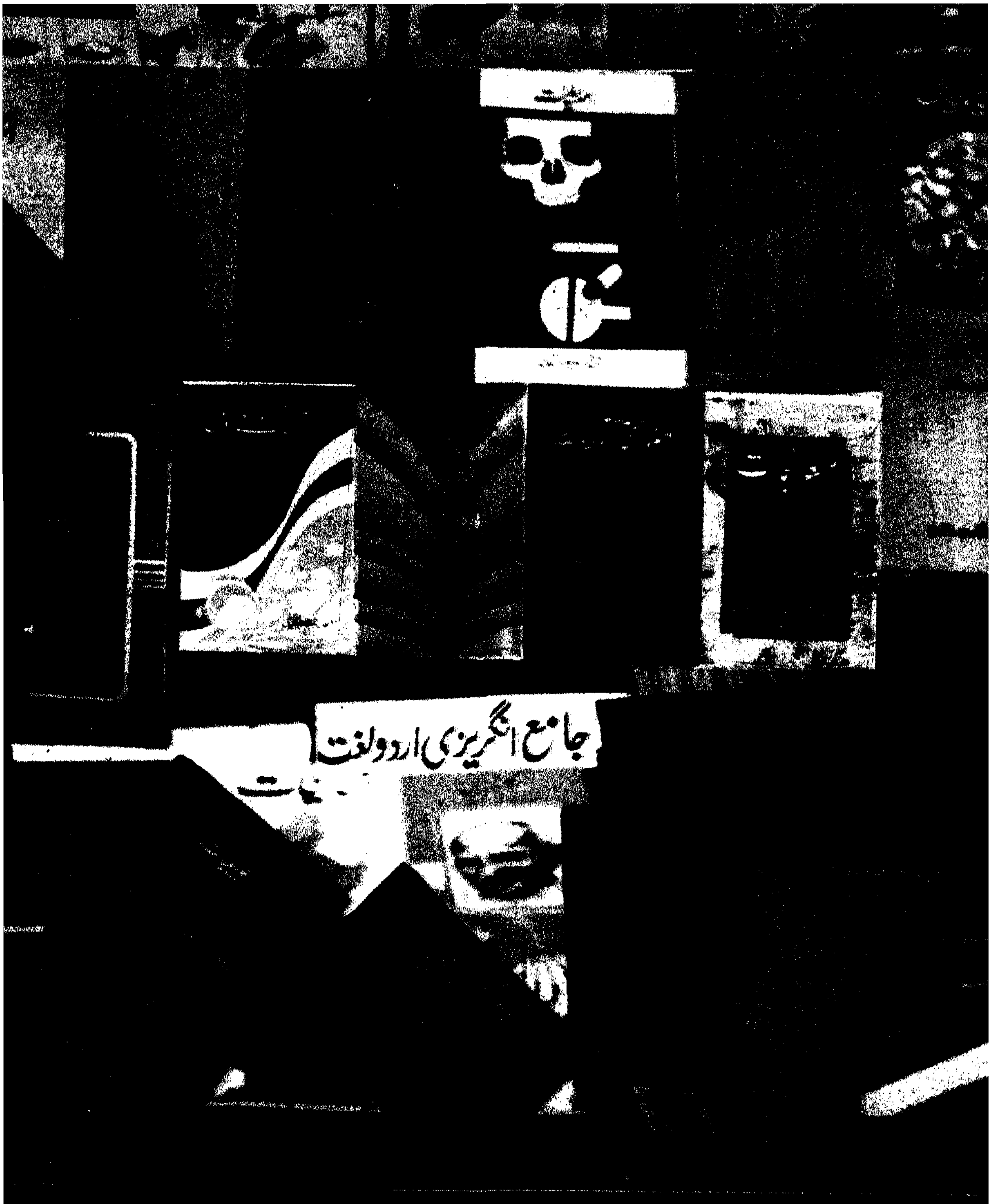

URDU DUNIYA - Quarterly - April, May, June 1998, Vol. II, Issue : 2

National Council for Promotion of Urdu Language

Department of Education, Ministry of H.R.D., Government of India, New Delhi.

West Block-1, Wing No. 6, R.K. Puram, New Delhi-110 066. Tel. : 6103381, 6103938